يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

اے ایمان والوتم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم پرہیزگار بنو۔

رمضان المبارک کے

فضائل اور مسائل

جلد اول

یعنی

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت رحمۃ اللہ علیہ جلال آبادی) بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

کے بیانات اور پسندیدہ مضامین کا مجموعہ

مرتب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : رمضان المبارک کے فضائل اور مسائل (جلد اول)

از : حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ

مرتب : ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

کتابت وتزئین : گرافکس بنگلور

صفحات : 296

تعداد : گیارہ (۱۱۰۰) سو

قیمت : ....روپے

ناشر :

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبرشمار	مضمون	صفحہ
1	انتساب	16
2	رشحات حبانی	17
3	توبہ کیسے کریں؟	19
4	شب برأت احادیث کی روشنی میں	22
	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت	24
	اس حدیث کے بارے میں علماء کرام کی رائے عالی	24
	ابن رجب حنبلی کی روایت	25
	ابوموسیٰ اشعری کی روایت	26
	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت	27
	معاذ بن جبل کی روایت	28
	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت	29
	خلاصہ	31

5	شب برأت کی فضیلت	34
	ماہ شعبان اور رسول خدا ﷺ	35
	حضرت اسامہ بن زید کی روایت	35
	ماہ شعبان اور شاگردانِ رسولِ خدا ﷺ	36
	عظمتوں والی رات شب برأت	36
	اسماء شب برأت	37
	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	38
	نظر رحمت اور شب مغفرت	38
	حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت	39
	فرشتوں کی عید	40
	فیصلے کی رات	41
	علمائے جمہور کے اقوال اور احادیث	42
	قبرستان اور رات کا قیام	44
	شب بیداری	46
	شب برأت اور ہمارے اسلاف	47
6	شعبان کا آخری جمعہ	49
	جان سے پہلے مال کی قربانی	50
	حضور ﷺ کی پہلی شادی	51
	حضور ﷺ کی چلّہ کشی	52
	آپ کو نبوت کا تاج پہنایا گیا	52
	حضرت خدیجہ نے دل جوئی فرمائی	53

	حضور ﷺ سب سے بڑے سخی	54
	شیطان کا دوست کون؟	55
	جہاد کے لئے چندہ	56
	جانی اور مالی تیاری	57
	غم خواری کا مہینہ ہے	57
	وہ ہرگز مومن نہیں	58
	ایک مومن کی ذمہ داری	59
7	**استقبال رمضان کیوں اور کیسے؟**	60
	تقوے کے سعی کیا ہیں	62
	روزہ ڈھال ہے	63
	روزہ کا مقصد کیا ہے؟	64
	زندگی کا مقصد کیا ہے؟	64
8	**رمضان المبارک کیا ہے؟**	66
	ماہ رمضان کے چار نام	67
	احکام رمضان	67
	رمضان کا استقبال کیسے کیا جائے؟	69
	آمد رمضان کی بشارت	69
9	**ماہِ رمضان المبارک کے آداب وفضائل**	71
	گناہوں میں کمی تو آ ہی جاتی ہے	72
	رمضان المبارک کی تعظیم کی فضیلت	73
	قبر کا بھیانک منظر	73

	روزہ فرض ہونے کی وجہ	75
	سابقہ امتوں کے روزے	76
	روزہ کا خصوصی انعام	76
	ایک روزہ چھوڑنے کا نقصان	77
	آنکھ کا روزہ	77
	کان کا روزہ	78
	زبان کا روزہ	78
	ہاتھوں کا روزہ	79
	پاؤں کا روزہ	79
	آداب رمضان المبارک	79
	روزے کے آداب	80
	دعا کے آداب	82
	نماز تراویح کے آداب	83
	اعتکاف کے آداب	85
	عورتوں کے اعتکاف کے چند آداب	86
	زکوٰۃ دینے کے آداب	87
10	**ماہ رمضان آ رہا ہے**	88
	روزہ میں برے کام کرنے کیسے ہیں	88
	رمضان کے مہینہ کی عبادت کا اثر تمام سال رہتا ہے	90
	تراویح میں جو خرابیاں کر رکھی ہیں ان کا بیان	92
	غیر عورتوں کو قرآن شریف تراویح میں سنانا برائی سے خالی نہیں	93

	ختم کے دن زیادہ چراغ جلانے میں کیا کیا خرابیاں ہیں	93
	سارے وعظ کا خلاصہ	94
11	**رمضان المبارک**	95
	سب سے اچھا انسان وہ ہے	96
	روزہ روحانی عبادت ہے	97
	اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز	98
	روزہ کی حفاظت	99
	ہارون رشید کا واقعہ	101
	شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	102
	شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	104
	روزہ دار کی آخرت میں میزبانی	105
12	**رمضان المبارک اور ہم**	107
	ہندوستان میں سہولت ہے	108
	یہاں کی زندگی آسان ہے	111
	ہر چیز کا مالک اللہ ہے	112
	اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی	113
	مال اور اولاد فتنہ ہے	114
	زکوٰۃ وصدقات دینے کا طریقہ	115
	تم مخلوق پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے گا	116
	زکوٰۃ کے لغوی معنی	117
13	**رمضان المبارک میں جائزہ**	119

14	**رمضان، موسمِ بہار**	121
	تم سے پہلی امتوں پر بھی روزے فرض تھے	122
	مریضوں کے لئے رخصت	123
	رمضان، مبارک کیوں ہے؟	124
	میں اپنے بندوں کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں	125
	روح کی بالیدگی	126
	روح کی فطری صلاحیت	127
	ہموار اور محفوظ ترین راستہ	129
	راحت ولذت کی حقیقت	130
	سرور ونشاط کی ہوائیں	130
	حرماں نصیبی	132
	اعضائے جسم کو آرام دینا لازمی ہے	132
	نماز سے عبدیت کی تکمیل	134
15	**رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ**	136
16	**رمضان المبارک کی ایمانی نعمتیں**	139
	انعاماتِ رمضان	140
	روزہ اور تقویٰ	140
	ذکر الٰہی اور انعاماتِ خداوندی	141
	تہجد وتراویح	143
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط فرمائی	143
	اعتکاف کی فضیلت	146

17	رمضان المبارک میں شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں	147
18	رمضان کی خصوصیات	151
	روزوں کی دو خصوصیات	152
	روزہ دار کو ہدایت	153
	خوش نصیب بندے	154
	رمضان کی خصوصی عبادت	154
	شب قدر کیا ہے؟	155
19	رمضان المبارک اور قرآن مجید	157
	روزہ اور قرآن خصوصی عبادت	158
	کثرت تلاوت کلام اللہ	159
	تلاوت قرآن میں خوف وبکا	160
	تراویح میں قرآن پڑھنا اور سننا	162
	تلاوت قرآن کے آداب	165
	رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کا پروگرام	165
	روزہ وقرآن شفاعت	166
20	رمضان المبارک کی فضیلت	167
	روزے کی فضیلت	168
	مسائل: روزہ کس پر فرض ہے	168
	پاگل	169
	بے ہوش	169

	مریض کے لئے روزے کا حکم	169
	حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا حکم	170
	کمزور بوڑھے کا حکم	170
	مسافر کا حکم	171
	روزے کی نیت اور اس کا طریقہ	171
	نیت کب کرے؟	172
	کیا نیت کرے؟	172
	روزے کے آداب	173
	روزہ توڑنے والی چیزیں	173
	جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے	174
	جن سے قضا وکفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں	174
	مکروہات روزہ	175
	روزے کے مباحات	175
21	ایسے علاقہ میں روزہ جہاں سورج کبھی غروب ہی نہیں ہوتا!	177
	رائے پور کا رمضان	180
	رمضان میں قرآن کی تلاوت کا معمول	181
22	روزہ کے فضائل اور مسائل	183
	رویت ہلال	184
	روزہ کی نیت	184
	وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	185
	وہ چیزیں جن سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ مکروہ ہوتا ہے	185

	روزہ نہ رکھنے کی اجازت	186
	روزہ کی قضا	187
	سحری	188
	افطار	188
	تراویح	189
	اعتکاف	190
	شب قدر	191
	صدقۂ فطر	192
23	**رمضان المبارک کی عبادات**	193
	روزے فرض اور شب بیداری مستحب ہے	195
	جنت کی سجاوٹ	196
	افطار	199
	جن سے روزہ کو نقصان پہنچتا ہے	201
	رمضان میں قیام	205
	اعتکاف	211
	لیلۃ القدر	213
	رمضان المبارک اصلاح وتربیت کا مہینہ	217
	خامیاں دور کرنا	219
	خوبیوں میں اضافہ	221
	غریبوں کی صورت حال سے واقفیت	222
	تحریکی سرگرمیاں	223

	دعا	224
	کچھ پڑھ سکیں تو پڑھیں	226
24	**رمضان المبارک کے بعد ہماری غفلت**	227
	اسلام میں عید ہے باسی عید نہیں!	228
	عید کے بعد اللہ کا شکر ادا کرتے	229
	یہ بے حیائی کے اڈے ہیں	230
	ایک غیر مسلم لڑکی کا واقعہ	231
	ہم کفایت شعاری نہیں سکھاتے	232
	پہلے اپنے کو نصیحت کرتا ہوں	233
	ایسے لباس پر لعنت ہے	233
	پیران پیر کی والدہ ماجدہ	234
	امریکہ سے بھی بڑا شیطان	236
	جنت کی حور اور نعمتیں	236
	نومسلم عورت کا ایمان	237
	اے ایمان والو ایمان لاؤ	238
25	**قرآن مجید سے غفلت کیوں؟**	241
	غلط پڑھنے والے کو لقمہ دیا جائے	241
	امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں	243
	مولانا شبیر احمد عثمانی کا قول	243
26	**دوزخ کا عذاب اور اس کے مناظر**	245
	دوزخ کی ہولناکی کا ذکر	246

	دوزخ میں جلنے والے تین طرح کے لوگ	246
	عمر بھر بغاوت وسرکشی کرنے والے	248
27	**روزہ کی فرضیت اور فضیلت**	250
	روزہ اور نماز	251
	روزہ اور قرآن مجید	251
	روزہ اور احادیث نبویہ ﷺ	253
	روزہ داروں کے لئے خصوصی دروازہ	254
28	**روزہ FAST کیا ہے؟**	257
	روزے کا فلسفہ	258
29	**روزہ FAST طبی نکتہ نگاہ سے**	259
	بقراط رحمۃ اللہ علیہ کا قول	260
	حکیم جالینوس کا قول	260
	سرافیون لکھتے ہیں	261
	روزہ کا طبی مقصد ہاضمہ کی اصلاح	262
	افطاری میں جلدی کرنا ضروری ہے	263
30	**جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے**	265
	سحری کھانا مبارک ہے	266
	بحالتِ روزہ سرمہ لگانا	268
31	**نفل روزوں کی فضیلت**	269
	شوال کے چھ روزے	269
	شعبان کا روزہ اور شب براءت	269

	ایام بیض کے روزے	270
	دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ	270
	بدھ، جمعرات وجمعہ کا روزہ	271
	صوم داوٗدی	271
	صوم عاشورہ	271
	صوم عرفہ	271
	رمضان المبارک کے مختصر معمولات	272
32	**رمضان اور آخرت کی تیاری**	274
	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی نصیحت	274
	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	276
	سلف وصالحین کی نصیحت	276
	یہ زندگی گذارنے کا معیار	277
	دن رات میں بارہ رکعت کا اہتمام	279
	صالحین کے نقشِ قدم پر چلیں	280
33	**روزہ متقی بننے کا مؤثر ذریعہ**	282
	روزہ کا حکم	282
	معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت	283
34	**معارفِ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ**	286
	رمضان	286
	صوم	286
	سحور	288

	تراویح	288
	صدقۂ فطر	289
35	**حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قرآنی خدمات**	290
	آپ کی شخصیت	290
	حالات وخدمات	291
	صفات وعادات	291
	فضائل ومناقب	293
	شہادت	294

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ ''رمضان المبارک کے فضائل اور مسائل''، جلد اول کا

انتساب

اپنی والدہ ماجدہ الحاجیہ معلّمہ شاہ جہاں سیماء حبان دام ظلہا کے نام معنون کررہا ہوں کہ جن کی آغوش اور تربیت نے مجھے ایک اچھے انسان اور پکے مسلمان کی شکل عطا فرمائی۔ جن کی نرمی اور سختی نے مجھے حق گوئی کا خوگر بنا کر بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریزی کا جوہرِ انکساری سکھایا۔ جنہوں نے کبھی حق اور سچ کہنے میں تامل اور مصلحت سے کام نہیں لیا۔ کیسا ہی نازک اور سخت موقع آگیا، سچ کو مضمحل نہ ہونے دیا۔ رمضان المبارک جیسی عظیم ساعتوں پر مشتمل کتاب کو ایسی ہی نیک اور صالحہ بندی جن کو میں دل وجان سے ''امی جان'' کہہ کر مخاطب کرتا ہوں جو میرے اور میرے تمام بھائیوں اور بہنوں کیلئے بھی عظیم ہیں۔ ہاں! وہی ماں جس کا حق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بعد سب سے پہلے اولاد پر عائد ہوتا ہے۔

اے اللہ اس عظیم سائے کو مجھ پر اور میری آل واولاد اور پورے خاندان پر تادیر قائم ودائم فرما، آمین ثم آمین یارب العالمین!

خاکپائے آستانہ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ

محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

خانقاہ رحیمی ونائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

۱۷ ربیع الثانی بروز جمعرات ۱۴۳۴ھ

مطابق ۲۸ فروری ۲۰۱۳ء بعد نماز عشاء

رشحاتِ حبّانی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم. اَمَّا بَعْدُ!

دور جدید میں انسان مال ومتاع کی طرف دوڑ رہا ہے۔اور سائنسی نقطہ نظر سے انسان نے اپنے آپ کو ایک مشین کی شکل دیدی ہے۔ ہر طرف سے توجہ ہٹا کر صرف اور صرف مادی ترقیات کی جانب مبذول کردی گئی ہیں۔ ہر چیز کو پیسے کے وزن سے تولا جارہا ہے۔ جہاں زروجواہر کی ریل پیل میں وہاں کی فضاء میں رہنا اور ان جیسا اپنا حق سمجھنے لگا ہے۔

ہائے انسان جیسی قیمتی مخلوق نے اپنے زندگی کے مقصد کو بھلا کر مادیت کی بقا کے لئے سب کچھ داؤ پر لگا کر یہ سمجھ لیا ہے کہ یہی مقصود اصلی ہے۔ آئے دن کے حادثات۔ قدرتی آفات اور طاغوتی قوتوں کی جانب سے کمزور اور نہتے ممالک پر بمباری سے بھی ہماری آنکھیں نہ کھل سکیں۔

ایسے کثیف دور میں جو پاکیزہ نفوس قرآن وسنت کی ترویج واشاعت میں لگے ہیں۔ قابل مبارک باد ہیں۔ عزیزی ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی نے ”رمضان المبارک کے فضائل اور مسائل“ کے عناوین پر مشتمل مسودہ مجھے دکھلایا میں

نے شروع تا آخر اس کو پڑھا۔ دل سے دعائیں نکلیں کہ صرف رمضان المبارک کے متعلق وہ سب کچھ جو ایک عمل کرنے والے مسلمان کو ضرورت ہے۔ بحمد اللہ اس میں موجود ہے۔ حق تعالیٰ شانہ عزیزم کی اس مبارک سعی کو قبول فرمائے۔ اور بندہ کے لئے بھی ذخیرہ آخرت بنائے اور عوام وخواص کے لئے نافع بن کر اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

خاکپائے آستانہ
حضرت حاذق الامت
محمد ادریس حبان رحیمی
خانقاہ رحیمی ودار العلوم محمدیہ بنگلور
۲۱ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۷ فروری ۲۰۱۳ء
بروز بدھ بعد نماز عشاء

☆☆☆

توبہ کیسے کریں؟

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِکُلِّ ذَنْبٍ مَّبَاعِثٍ سَوَادَ الْوَجْهِ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهُ اَوْلِیَآئِکَ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهُ اَعْدَآئِکَ اِذْ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَلاوَمُوْنَ فَتَقُوْلُ لا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْکُمْ بِالْوَعِیْدِ. فَصَلِّ یَا رَبِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاغْفِرْهُ لِیْ یَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ.

اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں تمام ایسے گناہوں کی جو چہرے کی سیاہی کا باعث بنیں اس دن جس دن آپ کے ولیوں کے چہرے سفید ہوں گے اور آپ کے دشمنوں کے چہرے سیاہ ہوں گے جس وقت آپس میں وہ سیاہ چہرے والے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگیں گے تو آپ ان سے کہیں گے تم جھگڑا نہ کرو میرے پاس اور میں پہلے ہی ڈرا چکا تھا۔ پس آپ رحمت نازل فرمائیے اے میرے رب اور سلامتی اور برکت نازل فرمائیے ہمارے آقا وسردار محمد ﷺ پر اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اور میرے اس گناہ کو معاف فرمادیجئے اے سب سے بہتر معاف کرنے والے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِکُلِّ ذَنْبٍ فَهِمْتُهٗ وَصَمَتُّ عَنْهُ حَیَاءً مِّنْکَ عِنْدَ ذِکْرِهٖ اَوْ کَتَمْتُهٗ فِیْ صَدْرِیْ وَعَلِمْتَهٗ مِنِّیْ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی. فَصَلِّ یَا رَبِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاغْفِرْهُ لِیْ یَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ.

اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ایسے تمام گناہوں کی کہ میں ان کا گناہ ہونا سمجھ چکا تھا۔ (لیکن) میں اس سے خاموش ہوگیا۔ آپ سے شرماتے ہوئے اسکے ذکر کے وقت، یا میں نے ان کو چھپایا اپنے سینہ میں اور آپ نے مجھ سے ان کو جان لیا اسلئے کہ بیشک آپ جانتے ہیں چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور بلکہ اس سے بھی زیادہ چھپی ہوئی بات کو یعنی جو ابھی دل میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں اسی لئے اکابر کہتے ہیں دل کو بھی برے خیالات سے پاک رکھنا چاہئے اور کسی بھی مسلمان مرد وعورت کے متعلق دل میں نفرت کے جذبات نہ رکھے جائیں اور نہ اس کے متعلق دل غیبت کرے۔ پس آپ رحمت نازل فرمائیے اے میرے رب اور سلامتی اور برکت نازل فرمائیے ہمارے آقا وسردار محمد ﷺ پر اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اور میرے اس گناہ کو معاف فرمادیجئے اے سب سے بہتر معاف کرنے والے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِکُلِّ ذَنْبٍ یُّبْغِضُنِیْ اِلٰی عِبَادِکَ وَیُنَفِّرُ عَنِّیْ اَوْلِیَائِکَ اَوْ یُوْحِشُنِیْ مِنْ اَهْلِ طَاعَتِکَ بِوَحْشَةِ الْمَعَاصِیْ وَرُکُوْبِ الْحُوْبِ وَارْتِکَابِ الذُّنُوْبِ. فَصَلِّ یَا رَبِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاغْفِرْهُ لِیْ یَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ.

اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو مجھے آپ کے بندوں کے سامنے مبغوض بنادے اور آپ کے اولیاء کو مجھ سے متنفر کردے۔ یا آپ کے اہل طاعت سے مجھے بیگانہ کردے (نامانوس کردے) گناہوں کی وحشت کی وجہ

سے اور ایک گناہ دوسرے گناہ کا ذریعہ بن جائے اور پے در پے گناہوں ہونے لگیں ان سب کی معافی چاہتا ہوں یعنی جیسے بے نمازی کے چہرہ سے صلحاء اور نیک لوگوں کا نور ہٹا دیا جاتا ہے اسی طرح بے پردہ عورت کے چہرہ سے بھی نور ہٹا دیا جاتا ہے۔ پس آپ رحمت نازل فرمایئے اے میرے رب اور سلامتی اور برکت نازل فرمایئے ہمارے آقا وسردار محمد ﷺ پر اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اور میرے اس گناہ کو معاف فرما دیجئے اے سب سے بہتر معاف کرنیوالے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِکُلِّ ذَنْبٍ یَّدْعُوْا اِلَی الْکُفْرِ وَیُطِیْلُ الْفِکْرِ وَیُوْرِثُ الْفَقْرِ وَیَجْلِبُ الْعُسْرِ وَیَصُدُّ عَنِ الْخَیْرِ وَیَهْتِکُ السِّتْرِ وَیَمْنَعُ الْیُسْرِ. فَصَلِّ یَا رَبِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاغْفِرْهُ لِیْ یَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ.

اے اللہ! ایسے گناہ جو کفر کی طرف دعوت دیتے ہیں اور فکر کو دراز کرتے ہیں (لمبی فکر میں ڈالتے ہیں) اور نفرتیں پیدا کرتے ہیں اور تنگ دستی کھینچ لاتے ہیں (اور ان گاہوں کی نحوست) خیر و بھلائی سے روکتی ہے۔ اور پردہ دری کا سبب ہوتی ہے اور آسانی کو روکتی ہے الٰہی! ان سب گناہوں کی مغفرت آپ سے طلب کرتا ہوں ان کو معاف فرما دیجئے۔ پس آپ رحمت نازل فرمایئے اے میرے رب اور سلامتی اور برکت نازل فرمایئے ہمارے آقا وسردار محمد ﷺ پر او رہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اور میرے اس گناہ کو معاف فرما دیجئے۔ اے سب سے بہتر معاف کرنے والے۔

☆☆☆

شب برأت احادیث کی روشنی میں

جلیل القدر تابعی حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **مَا مِنْ لَیْلَةٍ بَعْدَ لَیْلَةِ الْقَدْرِ اَفْضَلُ مِنْ لَیْلَةِ نِصْفُ شَعْبَانَ.** (لطائف المعارف:۱۴۵)

لیلۃ القدر کے بعد شعبان کی پندرہویں شب سے زیادہ کوئی رات افضل نہیں ہے اس رات کے کئی نام ہیں۔ (۱) لیلۃ المبارکۃ، برکت والی رات (۲) لیلۃ الرحمۃ، رحمت والی رات (۳) لیلۃ الصک، دستاویز والی رات (۴) لیلۃ البراءۃ نجات والی رات، لیکن یہ رات عرف عام میں شب برأت کے نام سے جانی جاتی ہے چونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور رحمت خداوندی کے طفیل اس رات میں لاتعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں اس لئے اس رات کو شب برأت کہتے ہیں احادیث مبارکہ میں اس رات کے بارے میں بڑی فضیلت اور خصوصیت بیان کی گئی ہے لیکن کیا کیا جائے یہ ایسا دین سے دوری، قرآن وحدیث سے لاتعلقی اور سلف بیزاری کا دور ہے کہ اس میں کوئی شخص بھی اپنے آپ کو مجتہد مطلق سے کم سمجھنے کو تیار نہیں ہے اور نفس پرستی عجب پرستی ایسی چھا گئی ہے کہ دین اسلام کی کسی بھی بات کو بے دھڑک انکار کر دیتے ہیں اور ماننے کے لئے تیار بھی نہیں ہیں اسی میں

سے اس رات کی فضیلت کا مسئلہ بھی ہے کہ اس کی فضیلت کے بارے میں کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں مگر اس کے باوجود بھی نفس پرستی ایسی غالب ہے کہ اس کی فضیلت کے انکار کرنے میں کچھ تردد محسوس نہیں ہوتا ہے اور بلا جھجک کہہ دیتے ہیں کہ اس رات کی فضیلت کے بارے میں کوئی حدیث مروی نہیں ہے اور اس رات کی فضیلت بے بنیاد ہے۔قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ذکر تک نہیں ہے اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ روایات تو ہیں لیکن ضعیف ہیں یا موضوع حالانکہ یہ بات بالکل حقیقت کے خلاف ہے یا تو یہ کم علمی کی وجہ سے کہا جا رہا ہے یا پھر تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے۔

صحیح بات تو یہ ہے کہ اس رات کی فضیلت میں دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں جن میں سے بعض روایات بلاشبہ ضعیف ہیں مگر ان کا ضعف ایسا نہیں کہ اسے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جائے مزید یہ کہ بعض روایات صحیح اور حسن بھی ہیں اور محدثین کا اصول ہے کہ ضعیف روایات فضائل، ترغیب، ترہیب وغیرہ میں معتبر ہیں اور ضعیف روایات اس وقت بھی قابل قبول وعمل ہیں جب کہ دوسری صحیح روایات سے اس کی تائید ہو جائے اور یہاں دونوں باتیں پائی جارہی ہیں لہٰذا اس کے باوجود بھی اس رات کی فضیلت کا انکار کرنا یہ حدیث پر عمل نہیں بلکہ خلاف ہے۔

لہٰذا ہم ان دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کے ترجمہ کو مع حوالہ ذکر کریں گے تاکہ مضمون طویل نہ ہو جائے اور اس روایات پر محدثین نے کیا حکم لگایا ہے اسے بھی مختصرا بیان کیا جائے گا تاکہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ان حضرات کے یہاں اس حدیث کی کیا نوعیت ہے اور اخیر میں یہ بھی سپرد قرطاس کیا جائیگا کہ ضعیف حدیث پر عمل کن شرطوں کے ساتھ جائز ہے محدثین کرام کے یہاں ضعیف احادیث سے فضائل وغیرہ میں استدلال اور اس پر عمل جائز ہے یا نہیں تاکہ اس پروپیگنڈہ کی اچھی طرح سے قلعی

کھل جائے اور ان حضرات کو سادہ لوح عوام کو دھوکہ دینے کا موقع نہ ملے۔اب بالترتیب ان احادیث کا ترجمہ مع حوالہ اور اس پر محدثین کرام کی آراء ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب (لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف: ۱۲۷) پر اس قسم کی احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں ان میں سب سے پہلے ابن ماجہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں (۱) اس روایت کو صاحب ابن ماجہ نے باب "مَا جَاءَ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانٍ" کے ص۹۹ پر ذکر کیا ہے۔

حضرت علی کی روایت

ترجمہ: علی مرتضی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں (کہ جب شعبان کی پندرہویں شب ہو تو تم اس رات میں قیام کرو یعنی نماز وغیرہ میں مشغول رہو اور اس رات کے دن (۱۵ شعبان) میں روزہ رکھو یقیناً اس شب میں اللہ تعالیٰ غروب آفتاب سے (صبح صادق تک) آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ کون ہے مغفرت کا طالب کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ ہے کوئی رزق کو طلب کرنے والا کہ میں اس کو رزق عطا کروں؟ ہے کوئی مصیبت میں مبتلا کہ میں اس کی مصیبت دور کروں اور اسی طرح (برابر یہ اعلان ہوتا رہتا ہے) صبح صادق تک۔

اس حدیث کے بارے میں علماء کرام کی رائے عالی

چنانچہ حافظ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (زوائد ابن ماجہ: ۲۴۷) پر رقم طراز ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابن ابی سبرہ ہیں جن کے بارے میں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ یضع الحدیث اور صاحب نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں متروک۔محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف الحدیث کہا ہے اور علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلْفَقِیْهُ الْکَبِیْرِ وَقَاضِی

الـعـراقِ" جیسا القاب سے نوازنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں "وَهُوَ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهٖ" (سیرہ اعلام النبلاء: ۷/ ۳۳۰) اس مختصر سی تشریح سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہ حدیث ضعیف تو ضرور ہے مگر موضوع نہیں ہے۔

ابن رجب حنبلی کی روایت

چنانچہ جن حضرات نے ابن ماجہ کی احادیث موضوعہ کی نشاندہی کی ہے جیسے ابن جوزی، بوصیری، علامہ عبد الرشید نعمانی وغیرہم کسی نے بھی اس حدیث کو موضوعات ابن ماجہ میں شمار نہیں کیا ہے۔

ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"وَفِي فَصْلِ لَيْلَةُ نِصْفِ شَعْبَانَ اَحَادِيثُ الخ".

ترجمہ: اور نصف شعبان کی رات کی فضیلت میں دوسری متعدد احادیث مبارکہ ہیں جس کے بارے میں اختلاف ہے ان میں سے اکثر روایات کی علماء نے تضعیف کی ہے اور ابن حبان نے ان میں سے بعض کی تصحیح کی ہے اور اپنی صحیح میں تخریج بھی کیا ہے (اور کسی روایت کا صحیح ابن حبان میں موجود ہونا یہ اس روایت کے صحیح ہونے کی دلیل ہے) آگے تحریر فرماتے ہیں:

"وَمِنْ اَمْثَالِهَا حَدِيثُ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ الخ".

ترجمہ: اور اس میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے آپ ﷺ کو غائب پایا میں نکلی تو دیکھا کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں تشریف فرما ہیں، اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں آپ

ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھے خوف ہو رہا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ آپ ﷺ کسی اور بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی درمیان شب میں آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ کی مغفرت فرما دیتے ہیں اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد: ۶/ ۳۳۸ پر تخریج کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے: ۱/ ۱۵۶ پر اور ابن ماجہ نے: ۹۹ پر اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے کہ وہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے تھے یہ حدیث: مِنْ طَرِيقِ الْحُجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ مذکور ہے اور حجاج ضعیف ہیں اس میں انقطاع ہے کیونکہ حجاج نے یحییٰ بن ابی کثیر سے سنا نہیں ہے اور نہ ہی یحییٰ عروہ سے یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ (حاشیہ لطائف المعارف: ۲۱۸) لہٰذا اس حدیث میں انقطاع تو ہے لیکن کسی نے بھی اس حدیث کو موضوع قرار نہیں دیا ہے۔

ابوموسیٰ اشعری کی روایت

وَخَرَجَ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ اَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَيَطَّلِعُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهٖ اِلَّا الْمُشْرِكَ اَوْ مُشَاحِنٍ. (حوالہ بالا)

ابن ماجہ نے اس حدیث کو (مَاجَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ: ۹۹) میں ولید بن مسلم عن ابن لہیعۃ کے طریق سے ذکر فرمایا ہے۔

ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں خصوصی توجہ

فرماتے ہیں۔اور اپنی تمام مخلوق کی مغفرت فرمادیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ پرور کے حافظ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن الھیعۃ اور ولید بن مسلم کی وجہ سے یہ سند ضعیف ہے۔(زوائد ابن ماجہ:۲۴۷)

اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ وَالْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ ،صَحِيْحُ اَخْرَجَهُ اِبْنُ مَاجَهْ، وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى وَفِيْهِ اِبْنُ لَهِيْعَةِ ضَعِيْفٌ اَمَّا الْحَدِيْثُ فَقَدْ رُوِىَ عَنْ جَمَاعَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ مَعَاذِ، وَاَبُوْ ثَعْلَبَةَ، وَاَبُوْبَكْرَ، وَاَبُوْهُرَيْرَةَ، عَوْفَ، وَعَائِشَةَ وَغَيْرَهُمْ. (حاشیہ لطائف المعارف:۲۱۸)

ترجمہ: اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے اور حدیث صحیح ہے۔(ابن ماجہ ۱۳۹۰) میں ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے اور اس میں ابن لہیعہ راوی صغیف ہیں، رہی یہ حدیث تو صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہے ان میں سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہم ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی درمیانی شب میں اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور دو آدمیوں کے علاوہ سارے بندوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں: اولا کینہ پرور کی، دوسرے خودکشی کرنے والے کی، اور اس حدیث کی تخریج ابن حبان نے اپنی صحیح میں مرفوعاً حضرت معاذ کی حدیث سے کی ہے۔(حوالہ بالا)

حسن اخرجہ احمد (ج۲/۱۷۶) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ وَفِيْهِ اِبْنُ لَهِيْعَةِ لٰكِنَّهٗ تَوَبَّعَ.

(حاشیہ لطائف المعارف:۱۲۸)

ترجمہ: یہ حدیث حسن ہے اسے امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے اور اس میں بھی ابن لہیعہ ہیں۔ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث بطریق مالک بن یخامر عن معاذ بن جبل تخریج کیا ہے۔(صحیح ابن حبان:۷/۴۷۰)

معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں اپنی مخلوق کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں اور سوائے مشرک اور کینہ پرور کے سب کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔

واضح رہے کہ ابن حبان کا اپنی صحیح میں کسی روایت کی تخریج کرنا ہی ان کی طرف سے تصحیح ہے جیسا کہ محدثین ''صحیح ابن حبان'' میں تخریج شدہ حدیثوں کو ''صحیح ابن حبان'' سے تعبیر کرتے ہیں اس لئے کہ وہ ملتزم صحت ہیں اور التزام صحت مس ے وہ متساہل بھی نہیں ہیں جیسا کہ حافظ سیوطی کہتے ہیں: ''ابن حبان'' اپنی شروط کو پورا کرنے والے ہیں۔

(تدریب الراوی:۱/۷۹)

اسی طرح طبرانی کی ''اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَطِ'' میں بھی روایت موجود ہے۔
(ج۵/۱۱۹، ۶۷۷۶) مجمع البحرین کے محقق محمد حسن الشافعی لکھتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے۔
(ج۳/۱۶۰) حافظ کہتے ہیں۔رواہ الطبرانی فی الکبیر الاوسط ورجالھا ثقات یعنی اس کے سارے رجال ثقہ ہیں اور مزید لطف آمیز بات یہ ہے کہ عالم اسلام کے مشہور اہل حدیث عالم علامہ ناصرالدین البانی جن پر آج کل غیر مقلدوں کو بڑا ناز ہے اور جنہوں نے بہت سی احادیث ضعیفہ کو موضوع میں داخل کردیا ہے انہوں نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

چنانچہ اپنی مشہور کتاب ”سِلْسِلَةُ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ“ (۱۱۴۴/۱۳۵/۳) میں اس حدیث کونقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ مِنْ طُرُقٍ مُّخْتَلِفَةٍ يَشُدُّ بَعْضُهَا بَعْضًا وَهُمْ : مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، وَاَبُو ثَعْلَبَةَ الْخَشَنِي، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرو، وَاَبُوْمُوْسىٰ الْاَشْعَرِيُ، وَاَبُوْهُرَيْرَةَ، وَاَبُوْبَكْرٍ صِدِّيْقٍ، وَعَوْفُ بْنُ مَالِكٍ ، وَعَائِشَةُ.

یعنی یہ حدیث صحیح ہے اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے متعدد طرق سے مروی ہے بعض روایتیں بعض کو قوت پہنچاتی ہیں وہ صحابہ کرام جن سے یہ حدیث مروی ہے، معاذ بن جبل، ابوثعلبہ، عبداللہ بن عمرو، وابوموسی، ابوہریرہ، ابوبکر صدیق، عوف بن مالک، عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

اس کے بعد مذکورہ بالا صحابہ کرام کی حدیث کونقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وَجُمْلَةُ الْقَوْلِ اِنَّ الْحَدِيْثَ بِمَجْمُوْعِ هٰذَا الطُّرُقِ صَحِيْحٌ بِلاَ رَيْبَ وَالصِّحَّةُ ثَبَتَ بِاَقَلٍّ مِّنْهَا عَدَدًا مَادَامَتْ سَالِمَةٌ مِّنَ الضُّعْفِ الشَّدِيْدِ كَمَا هُوَ الشَّانُ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ. حاصل کلام یہ ہے کہ ان مجموعہ طرق کی وجہ سے بلا شبہ یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث کی صحت تو اس سے کم عدد سے بھی ثابت ہوجاتی ہے (چہ جائیکہ اتنی کثیر تعداد ہو) جب ضعف شدید سے مامون ومحفوظ ہو جیسا کہ یہ زیر بحث حدیث (ضعف شدید سے خالی ہے)۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت

حافظ ابوبکر بزار نے اپنی (مسند: ۱/۱۵۷) پر عبد الملک کے طریق سے حضرت ابوبکر صدیق کی حدیث کو تخریج کیا ہے۔ ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں، پس اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں سوائے اس کے جو مشرک ہو یا اپنے بھائی سے کینہ رکھتا ہو۔

حافض ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، یعنی عبد الملک بن عبد الملک کو ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب ”اَلْجَرْحُ وَالتَّعْدِيْلُ“ میں ذکر تو کیا لیکن تضعیف نہیں کی اور اس سند کے بقیہ رجال ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد: ۶۵/۸) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ المطالب العالیہ: ۴۵۹/۱) حافظ ابوبکر بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی (مسند: ۱۸۶/۷) میں عوف بن مالک کی حدیث کو ابن لہیعہ عن عبد الرحمٰن بن زیادہ بن انعم کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ ترجمہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پندرہویں شعبان کو اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو سوائے مشرک اور کینہ پرور کے سب کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (مجمع الزوائد: ۶۵/۸) پر تحریر فرماتے ہیں وَفِيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ الخ۔ ترجمہ: یعنی اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن زیادہ ہیں احمد بن صالح ان کی توثیق کرتے ہیں اور دیگر ائمہ تضعیف کے قائل ہیں اور ابن لہیعہ لین الحدیث ہیں اور اس کے بقیہ رجال ثقہ ہیں۔ احمد بن صالح کے علاوہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن سعید جیسے حفظ حدیث ان کی توثیق کرتے ہیں۔

صاحب ترمذی فرماتے ہیں: رَاَيْتُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيْلِ يَقوى اَمْرِهٖ وَيَقُوْلُ هُوَ مِنْ رَبِّ الْحَدِيْثِ. (تہذیب التہذیب: ۱۷۴/۶) لہٰذا یہ حدیث بھی کم از کم حسن ضرور ہوگی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو حافظ ابوبکر بزار نے اپنے مسند (بحوالہ مجمع الزوائد وکشف الاستار: ۴۳۵/۲) میں عبداللہ بن غالب عن ہشام کے طریق سے روایت کیا ہے، حافظ ابوبکر بزار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں ہشام میں ان کا کوئی

متابع نہیں ہے اس سے روایت کرنے والے تنہا عبداللہ بن غالب ہیں ان کی تعدیل کرتے ہوئے کہتے ہیں: لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ۔

نویں حدیث ابوثعلبہ الخشنی ؓ کی (المجمع الکبیر: ۲۲۲/۲) اور دسویں حدیث حضرت عثمان بن ابوالعاص ؓ سے روایت ہے، ساری احادیث کا حاصل تقریباً ایک ہی ہے مضمون چونکہ کافی طویل ہو چکا ہے۔ اس لئے اخیر کی حدیثوں میں ترجمہ نہیں کیا گیا فقط حوالہ پر اکتفا کرلیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۹ کے بارے میں حافظ ہیثمی ؒ (مجمع الزوائد: ۶۵/۸) پر رقم طراز ہیں، وفيه الاحوص اور وہ ضعیف ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰ کے سلسلے میں شعب الایمان کے محقق محمد سعید نے اس کی سند کی تضعیف کی ہے فرماتے ہیں: اِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ اَلْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ، یعنی اس کی اسناد ضعیف ہے اس لئے کہ حسن نے عثمان بن ابو العاص ؓ سے نہیں سنا ہے۔

صحیح اخرجه الطبرانی (۸۳۹۱) عن عثمان بن ابی العاص، یعنی یہ حدیث صحیح ہے طبرانی نے اس کی تخریج کی ہے، فَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ. (حاشیہ لطائف المعارف: ۱۲۸)

خلاصہ

الحاصل مذکورہ بالا تمام تفصیلات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس رات کی فضیلت بے بنیاد نہیں بلکہ اس کا ثبوت احادیث نبویہ سے ہے اور اس رات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں ہوتی ہے اور چند محروم القسمت لوگوں کے علاوہ سب کی مغفرت ہوجاتی ہے۔ لہٰذا ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم سے جتنا ہوسکے اس رات میں خرافات وغیرہ سے بچتے ہوئے عبادات وغیرہ میں مشغول رہیں۔

مزید یہ کہ ان روایات کی موجودگی میں اب کسی کو اس کی فضیلت کو انکار کرنے کی جرأت بیجا نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ احادیث میں کلام ہونے کے باوجود کثرت شواہد کی وجہ سے درجۂ صحت کو پہنچ چکی ہے جیسا کہ شیخ ناصر الدین البانی اور دوسرے محققین کی طرف سے ماقبل میں صراحت کی جاچکی ہے۔ ماقبل میں ہر ہر حدیث کے تحت ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال ذکر کئے گئے ہیں، علی مرتضی ؓ کی روایت کے علاوہ کسی روایت میں ضعف ضعفِ شدید نہیں ہے، جو فضائل وغیرہ میں معتبر نہ ہو بلکہ بعض احادیث تو درجۂ حسن اور صحیح کو پہونچی ہوی ہیں اور جمہور محدثین کا اتفاق ہے کہ فضائل وغیرہ میں حدیث ضعیف ہے جب کہ ضعفِ شدید نہ ہو تو استدلال کیا جاسکتا ہے اور اسے عمل میں لایا جاسکتا ہے، حدیث ضعیف سے استدلال کے قائل محدثین کی ایک بڑی جماعت مثلاً: امام بخاری، امام مسلم ابن سید الناس، علامہ سخاوی، حافظ بن حجر، سیوطی، علامہ نووی، ملا علی قاری، علامہ ابن تیمیہ، شوکانی، ابوشامہ مقدسی نواب صدیق حسن وغیرہم ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: اَلْاَجْوِبَةُ الْفَاضِلَةُ عَنِ الْاَسْئِلَةِ الْعَشَرَةِ كَامِلَةٍ (۷-۸) ہاں مگر اتنی بات ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کے سلسلے میں کچھ شرائط ہیں جیسا کہ سیوطی ؒ نے۔ (شرح تقریب النووی: ۱/۲۹۸-۲۹۹) میں اور علامہ سخاوی نے (القول البديع فی الصلوة علی الحبيب الشفيع: ۲۵۵) میں بیان کیا ہے، پہلی شرط یہ ہے کہ ضعف شدید نہ ہو یعنی وہ حدیث جس کی روایت تنہا کسی ایسے شخص سے ہو جو کذاب یا متہم بالکذب یا فاحش الغلط ہو خارج ہوگی۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اس پر عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا عقیدہ نہ رکھا جائے بلکہ صرف اس کے ثواب کے حصول کی امید کے ساتھ کیا جائے۔ یہ ہے مختصر سی تفصیل احادیث ضعیفہ پر عمل کرنے کی کہ ان شرطوں کے ساتھ حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے اور اس کے قائل تقریباً سارے ہی محدثین ہیں اب اگر کوئی شخص اس پر بھی

نہ مانے تو اسے اللہ ہی سمجھا جا سکتا ہے اور یہ ہٹ دھرمی اور تعصب ہے کیونکہ وہ محدثین جن پر پوری امت کا اعتماد ہے ان کے یہاں احادیث ضعیفہ فضائل، ترغیب، ترہیب وغیرہ میں معتبر ہیں اور آج کل کے کچھ نام نہاد عالم دین جو خود تو دین سے دور ہیں بمشکل فرض پڑھ لیتے ہیں اور اپنے آپ کو حدیث پر عمل کرنے والا گردانتے ہیں ان کے یہاں اس پر عمل جائز نہیں ہے تو اب قارئین کرام خود ہی فیصلہ کرلیں کہ آیا وہ ان محدثین عظام کی باتوں پر عمل پیرا ہوں گے جن پر پوری امت کا اعتماد ہے یا اس وقت کے اہل حدیث پر؟ یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ یہ مذکورہ بالا شرطیں حدیثِ ضعیف پر عمل کرنے کی ہیں اور ہماری زیر بحث حدیث کثرت شواہد، توابع اور مجموعی حیثیت سے درجہ صحت کو پہونچی ہوئی ہے جیسا کہ ماقبل کی تشریحات وتوضیحات سے واضح ہو چکا ہے اس لئے اگر کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ فضیلت شب برأت کا ثبوت احادیث نبویہ سے نہیں، مگر احادیث ضعیفہ سے ہے اس لئے اس پر عمل نہیں کرنا چاہئے تو ایسا شخص بددین ہے اس کی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔

☆☆☆

شب برأت کی فضیلت

ماہِ شعبان کی شعبان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ شعبان شَعَبَ یَشْعَبَ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے نکلنا، ظاہر ہونا، پھوٹنا چونکہ اس مہینہ میں خیر کثیر پھوٹتی اور پھیلتی ہے اور بندوں کا رزق تقسیم ہوتا ہے اور تقدیری کام الگ ہوجاتے ہیں اس وجہ سے اس مہینہ کا نام شعبان رکھ دیا۔ (غیاث اللغات)

شعبان اسلامی سال کا آٹھواں قمری مہینہ ہے، جس کا نام ہی خیر وبرکت کی تقسیم انعامات ربانی اور عطایا الٰہی کی فراوانی پر دلالت کرتا ہے۔

شعبان تَشَعُّب سے ہے جس کے معنی تفریق یعنی پھسلانا اور شاخ درشاخ ہونا، ان معنوں کی تائید میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا اس ماہ کا نام شعبان اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے والے کو شاخ درشاخ بڑھنے والی خیر وبرکت میسر ہوتی ہے حتی کہ وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں شعبان شَعْبٌ سے مشتق ہے، جو اجتماع کے معنی دیتا ہے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اس مقدس مہینہ میں خیر کثیر کا اجتماع ہوتا ہے اس لئے اسے شعبان کہا جاتا ہے، شعبان کے لغوی معنی جمع کرنا اور متفرق کرنا دونوں آتے ہیں۔

عمدۃ القاری میں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ لوگ چونکہ ادھر ادھر متفرق ہونے کے بعد اس مہینے میں جمع ہوتے ہیں اس بناء پر اسے شعبان کہا جاتا ہے۔

بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ شعبان شِعْبٌ سے ہے وہ راستہ جو پہاڑ کو جاتا ہو اسے شِعْبٌ کہتے ہیں، ظاہر بات ہے کہ ایسا راستہ ہمیں بلندی پر لے جاتا ہے جہاں پہنچ کر ہم مسرت محسوس کرتے ہیں، تو شعبان وہ پاکیزہ مہینہ ہے جو انسانوں کو روحانیت کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔ (صدائے محراب، ص ۳۲۴)

ماہ شعبان اور رسول خدا ﷺ

حبیب خدا ﷺ کا ارشاد عالی ہے، شعبان میرا مہینہ ہے۔

(الفردوس بما ثور الخطاب، لدیلمی ۲/۲۷۵)

ماہ شعبان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا مہینہ قرار دیا ہے اور اس کو اپنی جانب منسوب کیا ہے اس کے بعد شعبان کے دیگر فضائل ذکر کرنے کی حاجت نہیں رہتی، کیونکہ جو مہینہ حضور ﷺ کا ہوگا وہ عظمت بزرگی میں بھی غیر معمولی مقام رکھتا ہوگا۔

آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ روزوں میں بہتر روزے کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا شعبان کے روزے، رمضان کے روزوں کی تعظیم کے لئے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۵۴۱) آپ ﷺ کو یہ بات بہت زیادہ پسند تھی کہ شعبان کے روزے رکھتے رکھتے رمضان سے ملا دیں۔ (کنزل العمال ۶۵۴۸)

حضرت اسامہ بن زید کی روایت

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ شعبان کے مہینے میں جتنے روزے رکھتے ہیں میں نے

آپ کو کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رجب اور رمضان کے درمیان وہ مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہو جاتے ہیں اور اسی مہینے میں بارگاہ رب العالمین میں اعمال لے جائے جاتے ہیں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال لے جائے جائیں تو میں روزے سے ہوں۔

(نسائی ۱/۳۲۲، کنزل العمال ۶۵۴۸)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا شعبان کی بزرگی دوسرے مہینوں پر اسی طرح ہے جس طرح مجھے تمام نبیوں پر بزرگی دی گئی ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ۳۶۲)

ماہ شعبان اور شاگردانِ رسولِ خدا ﷺ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بزرگ اصحاب شعبان کا چاند دیکھ کر قرآن کریم (زیادہ) پڑھا کرتے تھے، مسلمان اپنے مال سے زکوٰۃ بھی نکالا کرتے تھے تاکہ غریب اور مسکین لوگ فائدہ اٹھا سکیں اور ماہ رمضان کے روزے رکھنے کیلئے ان کا کوئی وسیلہ بن جائے، حاکم لوگ قیدیوں کو بلا کر ان میں سے جو حد جاری کرنے کے لائق ہوتے تھے ان پر حد جاری کرتے تھے، باقی قیدی رہا کر دیئے جاتے تھے، کاروباری لوگ بھی اسی ماہ میں اپنا قرض ادا کیا کرتے تھے اور دوسروں سے جو کچھ وصول کرنا ہوتا تھا وصول کر لیا کرتے تھے۔ (غنیۃ الطالبین، ۳۵۶)

عظمتوں والی رات شب برأت

حٰمٓ. وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ. اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ. فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ. اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ.

قسم ہے اس کتاب واضح کی کہ ہم نے اس کو (لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر) ایک

برکت والی رات میں اتارا ہے (کیونکہ) ہم بوجہ شفقت کے اپنے ارادہ میں اپنے بندوں کو آگاہ کرنے والے تھے یعنی ہم کو یہ منظور ہوا کہ ان کو مضرتوں سے بچانے کے لئے خیر وشر پر مطلع کردیں، یہ قرآن کو نازل کرنے کا مقصد تھا، آگے اس شب کی برکات ومنافع کا بیان ہے کہ اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری طرف سے حکم (صادر) ہوکر طے کیا جاتا ہے۔ یعنی سال بھر کے معاملہ جو سارے کے سارے ہی حکمت پر مبنی ہوتے ہیں اس طرح انجام دینے اللہ کو منظور ہوتے ہیں اس طریقے کو متعین کرکے ان کی اطلاع متعلقہ فرشتوں کو کرکے ان کے سپرد کردیئے جاتے ہیں، چونکہ وہ رات ایسی ہے اور نزول قرآن سب سے زیادہ حکمت والا کام تھا اس لئے اس کے لئے بھی یہی رات منتخب کی گئی۔ (سورہ دخان، معارف القرآن: ۷/۷۵۵)

ان آیات میں لیلۃ مبارک سے مراد حضرت عکرمہ اور مفسرین کی ایک جماعت کے نزدیک شب برأت ہے۔ (روح المعانی ۱۳/۱۷۰) چنانچہ اس تفسیر پر مذکورہ آیات سے ماہ شعبان کی پندرہویں شب کی خصوصیت سے بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

اسماء شب برأت

ماہ شعبان میں پندرہ کی رات کو خاص فضیلت بزرگی وشرافت حاصل ہے اور مختلف روایات میں اس رات کے کئی نام ذکر کئے جاتے ہیں: (۱) لیلۃ المبارکۃ ...... برکتوں والی رات (۲) لیلۃ الرحمۃ ...... اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کے نزول کی رات (۳) لیلۃ الصّک ...... دستاویز والی رات (۴) لیلۃ البراءۃ ...... دوزخ سے بری ہونے کی رات۔ (روح المعانی ۱۳/۱۷۰) (۵) عرف عام میں اسے شب برأت کہتے ہیں، فارسی میں شب کے معنی رات ہیں اور برأت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں۔ چونکہ اس رات رحمت خداوندی کے طفیل لا

تعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں اسلئے اس رات کو شب برأت کہتے ہیں۔ (فضیلت کی راتیں، ۳۵) شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ نے ابوسعید بن منصور کے حوالے سے حضرت ابوموسیٰ ؓ سے نقل کیا ہے کہ شب قدر کے بعد شعبان کی پندرہویں شب سے زیادہ افضل کوئی رات نہیں۔ (ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ عربی اردو: ۳۵۵-۱۹۵)

حضرت ابوہریرہ ؓ کی روایت

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شعبان کی پندرہویں رات کو میرے پاس جبرئیل ؑ آئے اور کہا اے محمد ﷺ! یہ ایسی رات ہے جس میں آسمان اور رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں لہٰذا اٹھیئے اور نماز پڑھیئے اور اپنے سر اور دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایئے، میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ رات کیسی ہے؟ کہا یہ ایسی رات ہے کہ جس میں رحمت کے تین سو دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو بخش دیتے ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہیں، مگر جو شخص، جادوگر ہو یا کاہن، کینہ رکھنے والا ہو یا ہمیشہ شراب پینے والا ہو یا سود کھانے والا، والدین کا نافرمان ہو یا چغل خور، رشتہ داری توڑنے والا، ان لوگوں کیلئے معافی نہیں ہوتی جب تک ان تمام چیزوں سے توبہ نہ کرلیں اور ان برے کاموں کو چھوڑ نہ دیں۔ (درۃ الناصحین اردو: ۲/۲۰۶)

نظر رحمت اور شب مغفرت

حضرت معاذ بن جبل ؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب اپنی مخلوق کی طرف نظر رحمت فرما کر تمام مخلوق کی مغفرت فرمادیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ ور کے۔ (ابن حبان ۱۲/۴۸۱، رواہ البیہقی فی فضائل الاوقات: ۱۱۹)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے؟ کہ میں اس کی مغفرت کردوں، کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا دامن گوہر مراد سے بھردوں، اس وقت خدا سے جو مانگتا ہے اس کو ملتا ہے سوائے بدکار عورت اور مشرک کے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۳۸۳۳/۳، رواہ البیہقی فی فضائل الاوقات، ص:۱۲۵)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جنت میں بھیج کر کہلواتے ہیں کہ پوری جنت سجادی جائے، کیونکہ آج کی رات آسمانی ستاروں، دنیا کے شب وروز، درختوں کے پتوں، پہاڑوں کے وزن، اور ریت کے ذرّوں کی تعداد کے برابر اپنے بندوں کی مغفرت کروں گا۔ (ما ثبت بالسنۃ اردو:۱۹۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: شعبان کی درمیانی رات میں جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اے محمد ﷺ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاؤ، میں سر اٹھایا تو جنت کے سب دروازوں کو کھلا ہوا پایا، پہلے دروازہ پر ایک فرشتہ کھڑا پکار رہا تھا کہ جو شخص اس رات میں رکوع کرتا ہے (نماز پڑھتا ہے اسے خوشخبری ہو، تیسرے دروازہ پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا جس نے اس رات میں دعا کی اسے خوشخبری ہے، چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا جس نے اس رات میں خدا کے خوف سے آہ وزاری کی ہو اسے خوشخبری ہو۔ پانچویں دروازہ پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ اس رات میں تمام مسلمانوں کو خوشخبری ہو، چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ اگر

کسی کو کوئی سوال کرنا ہے تو کرے اس کا سوال پورا کیا جائے گا، ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ کوئی ہے جو بخشش کی درخواست کرے اس کی درخواست قبول کی جائے گی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا، یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ انہوں نے جواب دیا پہلی رات سے صبح ہونے تک کھلے رہیں گے، پھر کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ اس رات میں دوزخ کی آگ سے اتنے بندوں کو نجات دیتا ہے جتنے قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بال ہیں۔ (غنیۃ الطالبین:۳۶۲)

عرب کے قبائل میں سے سب سے زیادہ بنوکلب کی بکریاں تھیں، ان تمام بکریوں کے جسموں پر جتنی تعداد میں بال تھے ان سے بھی کہیں زیادہ تعداد میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں، یہاں کوئی خاص تعداد مراد نہیں بلکہ تعداد کی زیادتی بیان کرنا مقصود ہے کہ ایک بکری کے جسم پر کتنے بے شمار بال ہوتے ہیں اور پھر ان کثیر تعداد بکریوں کے جسم پر کتنے بے حساب و بے شمار بال ہوں گے ان سے بھی بڑھ کر اللہ رب العزت اپنے بندوں کو معاف فرماتے ہیں کوئی مانگنے والا، جھولی پھیلانے والا تو ہو۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

فرشتوں کی عید

جس طرح زمین پر مسلمانوں کی دو عیدیں ہیں اسی طرح آسمان پر فرشتوں کی بھی دو عیدیں ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کی عیدیں عید الفطر (یکم شوال) اور عید الاضحیٰ (دس ذی الحجہ) کے دن ہوتی ہیں اور فرشتوں کی عیدیں شب برأت اور شب قدر میں ہوتی ہیں، فرشتوں کی عیدیں رات میں اس لئے ہوتی ہیں کہ وہ سوتے نہیں، مسلمان چونکہ سوتے ہیں اس لئے ان کی عیدیں دن میں ہوتی ہیں۔ (غنیۃ الطالبین:۳۶۳)

فیصلے کی رات

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ اس شب میں یعنی شعبان کی پندرہویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو معلوم نہیں، آپ ہی بتا دیجئے کہ کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی آدم میں سے ہر وہ شخص جو اس سال پیدا ہونے والا ہوتا ہے اس رات میں لکھ دیا جاتا ہے اور بنی آدم میں سے ہر وہ شخص جو اس سال مرنے والا ہوتا ہے اس رات میں لکھا جاتا ہے اس رات میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں بندوں کے رزق اترتے ہیں۔

(رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر، بحوالہ مشکوۃ المصابیح:۱۱۵)

مولانا محمد رفعت قاسمی (مدرس دارالعلوم دیوبند) رقم طراز ہیں ''دنیا بھر کی حکومتوں میں یہ دستور ہے کہ وہ اپنے وسائل اور پالیسی کے مطابق آمدنی واخراجات کا بجٹ ایک سال پہلے ہی تیار کر لیتی ہیں، ان کے پارلیمانی اور وزراء کے اجلاسوں کی میٹنگ میں اس بجٹ پر مہینوں بحث رہتی ہے، یہ بجٹ اپنی حکومت کے اغراض ومقاصد کا آئینہ دار بھی ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آنے والے سال میں ترقی کی کن منازل کو طے کرنا ہے۔ بعینہٖ شعبان کی چودہویں اور پندرہویں تاریخوں کے درمیان ہر سال خالق کائنات اپنی وسیع تر مملکت دنیا کے بجٹ کا اعلان کرتا ہے اور یہ بجٹ زندگی کے ہر زاویے پر محیط ہوتا ہے اس رات میں یہ بھی فیصلہ ہوتا ہے کہ آنے والے سال میں کتنے لوگوں کو دنیا میں بھیجنا ہے اور کتنے لوگوں کو ان کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کرنے کے بعد واپس بلایا جائے گا، کتنا خرچ کرنے کی اجازت ملے گی اور کس سے کتنا کچھ واپس لے لیا جائے گا، شعبان کی پندرہویں شب

میں عالم بالا میں حکیم وخبیر ودانا مدبر کے حکم کے مطابق دنیا والوں کیلئے جو روز ازل میں فیصلے کئے گئے تھے ان میں سے ایک سال کا جامع بجٹ کارکنان قضا وقدر یعنی خاص مقرب فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے، اس دنیا میں سب کچھ وہی ہوتا ہے جو فرشتوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ (مسائل شب برأت:۲۹)

علمائے جمہور کے اقوال اور احادیث

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو خدا کی طرف سے ملک الموت کو ایک فہرست دی جاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جن جن لوگوں کا نام اس فہرست میں درج ہے ان کی روحوں کو اس سال وقت مقررہ پر قبض کرنا، کوئی بندہ تو باغوں کے درخت لگا رہا ہوتا ہے کوئی شادی کر رہا ہوتا ہے کوئی تعمیر میں مصروف ہوتا ہے، حالانکہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ (ما ثبت بالسنۃ:۳۵۳، لطائف المعارف:۱۴۸)

اسی مضمون کی متعدد روایات حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی نے اپنی مشہور کتاب ''المصنف'' میں ذکر کی ہیں، دیکھئے۔ (مصنف عبدالرزاق:۴/۳۱۶)

حضرت عثمان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمریں ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک طے کی جاتی ہیں یہاں تک کہ انسان شادی بیاہ کرتا ہے، اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں داخل ہو چکا ہوتا ہے۔ (اخرجہ البیہقی فی الشعب:۱۲/۱۱۰)

حضرت راشد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ ان تمام روحوں کو قبض کرنے کی تفصیل ملک الموت کو بتا دیتے ہیں جو اس سال قبض کی جائیں گی۔ (اخرجہ الدینوری فی المجالسۃ، روح المعانی:۱۳/۱۷۴)

حضرت علاء بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے اور اتنے لمبے سجدے کئے کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ کی وفات ہوگئی ہے میں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو میں اٹھی، آپ کے پاؤں کے انگوٹھے کو حرکت دی، اس میں حرکت ہوئی، میں واپس لوٹ آئی، جب آپ ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یا فرمایا اے حمیرا! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ کا نبی تمہاری حق تلفی کرے گا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! بخدا ایسی بات نہیں ہے، درحقیقت مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپ کی وفات ہوگئی ہے کیونکہ آپ نے سجدے بہت لمبے کئے تھے، آپ نے فرمایا جانتی بھی ہو یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اسکے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں فرمایا یہ شعبان کی پندرہویں شب ہے اللہ عزوجل اس رات اپنے بندوں پر نظر رحمت فرماتے ہیں، بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرماتے ہیں، طالبین رحم پر رحم فرماتے ہیں اور کینہ وروں کو ان کی حالت ہی پر چھوڑ دیتے ہیں۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان: ۳/۳۸۲)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات میں بڑے بڑے امور انجام پاتے ہیں یعنی اس سال جتنے پیدا ہونے والے ہیں ان کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں اور جنہیں مرنا ہے ان کے نام بھی لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس رات بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں یعنی بارگاہ خداوندی میں پیش کئے جاتے ہیں اور مخلوق کو اس سال جو رزق ملنا ہوتا ہے وہ بھی اسی شب میں لکھ دیا جاتا ہے۔ علامہ محمد بن احمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ قرطبی تحریر فرماتے ہیں: ایک قول یہ ہیکہ ان امور کے لوح محفوظ سے نقل کرنیکا آغاز شب برأت سے ہوتا ہے اور اختتام لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۶/۱۱۲)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اس میں کوئی نزاع نہیں کہ شعبان کی پندرہویں شب میں مذکورہ امور انجام پاتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح)

علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی حنفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تمام امور کے فیصلے تو شب برأت میں ہوتے ہیں اور جن فرشتوں نے ان امور کو انجام دینا ہوتا ہے ان کے سپرد رمضان کی ستائیسویں شب (لیلۃ القدر) میں کئے جاتے ہیں۔ (روح المعانی ۱۳/۱۴۷)

قبرستان اور رات کا قیام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور اپنے کپڑے اتارے، تھوڑی دیر گزرنے نہ پائی تھی کہ آپ نے ان کو پھر پہن لیا، مجھ کو یہ خیال آیا کہ آپ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی اور کے پاس جارہے ہیں اس لے مجھے بہت غیرت آئی، میں آپ کے پیچھے پیچھے نکل کھڑی ہوئی، تلاش کرتے ہوئے میں نے آپ کو جنت البقیع میں پایا، آپ مسلمان مردوں، عورتوں اور شہداء کے لئے استغفار کررہے تھے، میں نے دل میں کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوجائیں، آپ خدا کے کام میں مصروف ہیں اور میں دنیا کے کام میں، میں وہاں سے واپس اپنے حجرے میں چلی آئی (اس آنے جانے میں) میرا سانس پھول گیا، اتنے میں حضور ﷺ تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا یہ سانس کیوں پھول رہا ہے؟ میں نے عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ میرے پاس تشریف لائیے اور آپ نے جلدی سے دوبارہ کپڑے پہن لئے، مجھ کو یہ خیال کرکے سخت رشک ہوا کہ آپ ازواج مطہرات میں سے کسی اور کے پاس تشریف لے گئے ہیں، نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں نے آپ کو خود بقیع غرقد میں

جا دیکھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ خدا اور خدا کا رسول تمہارا حق ماریں گے؟ (اصل بات یہ ہے کہ) جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ رات شعبان کی پندرہویں رات ہے اور خداوند عالم اس رات میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے جو کہ قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ مگر اس میں خدا تعالیٰ مشرکین، کینہ ور، رشتے ناطے توڑنے والے، ازار ٹخنوں سے نیچے رکھنے والے، ماں باپ کے نافرمان اور شراب کے عادی لوگوں کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تم مجھ کو اجازت دیتی ہو کہ آج رات قیام کروں، میں نے کہا کہ بے شک آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ نے قیام کے بعد ایک طویل سجدہ کا یہاں تک کہ مجھ کو خیال ہوا کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ میں نے چھونے کا ارادہ کیا اور آپ کے تلووں پر اپنا ہاتھ رکھا تو کچھ حرکت معلوم ہوئی میں نے آپ کو سجدہ میں یہ دعا مانگتے سنا۔

اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ جَلَّ وَجْهُکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ. صبح کو میں نے آپ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تم اس دعا کو یاد کرو گی؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور، آپ نے فرمایا سیکھ لو، مجھ کو یہ کلمات جبرئیل علیہ السلام نے سکھائے ہیں اور کہا ہے کہ سجدہ میں ان کو بار بار پڑھا کرو۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ شب برأت میں قبرستان تشریف لے گئے تھے، لہٰذا اگر وقت ملے تو قبرستان چلے جانا چاہئے، لیکن اس کو ضروری نہ سمجھا جائے۔ اس دن میں روزہ اس رات میں جاگنا، اپنی حاجت طلب کرنا، مردوں کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ مردوں کو اسی

طریق پر نفع پہنچاؤ، جس طور پر جناب رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے یعنی بعد عشاء کے قبرستان میں جا کر مردوں کے لئے دعا کرو۔ پڑھ کر بخشو، مگر فرداً فرداً جاؤ، جمع ہو کر مت جاؤ اس کو تہوار مت بناؤ۔

اور عجیب لطف حق ہے کہ پندرہویں شب میں ہمیشہ چاندنی ہوتی ہے۔ (اکیلے) قبرستان جانے میں وحشت بھی نہ ہوگی۔

شب بیداری

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو رات کو نماز پڑھو اور اگلے دن روزہ رکھو، کیونکہ غروب شمس سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک اللہ رب العزت قریب کے آسمان پر نزول فرماتے ہیں اور یوں پکارتے ہیں، کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کی بخشش کر دوں، کیا کوئی مبتلائے مصیبت ہے جو اس مصیبت سے بچنے کی درخواست کرے، میں اس کو عافیت عطا کر دوں، کیا کوئی فلاں قسم کا آدمی ہے فلاں قسم کا آدمی ہے، ایک ایک ضرورت کا نام لے کر اللہ میاں پکارتے ہیں۔ (ابن ماجہ:۹۹، مشکوٰۃ المصابیح:۱۱۵)

شب برأت کی عظمتوں اور فضیلتوں کا کیا ٹھکانہ؟ یہی وہ مقدس رات ہے جس میں پروردگار عالم اپنی رحمت کاملہ اور رحمت عامہ کے ساتھ اہل دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے، دنیا والوں کو اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے ان کے دامن میں رحمت و بخشش اور عطا کے خزانے بھرتا ہے، بشارت ہو ان نفوس قدسیہ کو اور ان خوش بختوں کو جو اس مقدس رات میں اپنے پروردگار کی رحمت کا سایہ ڈھونڈتے ہیں، عبادت و بندگی کرتے ہیں، اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کی درخواست پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انکی درخواستوں کو اپنی رحمت کے صدقہ میں قبول فرماتا ہے۔

شب برأت میں آنحضرت ﷺ نے خود بھی شب بیداری کی، دوسروں کو بھی شب بیداری کا حکم دیا اور نہ صرف حکم دیا بلکہ جاگنے کی فضیلت بھی بتلائی، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جس نے پانچ راتوں کو زندہ رکھا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ آٹھویں ذی الحجہ کی رات۔ نویں ذی الحجہ کی رات۔ عیدالاضحیٰ کی رات۔ عید الفطر کی رات۔ پندرہویں شعبان کی رات۔

شب برأت اور ہمارے اسلاف

اسی لئے اہل سنت والجماعت ہمیشہ سے اس شب کی فضیلت وبزرگی کا اعتقاد رکھتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب المدخل جس کا تعارف علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں کروایا ہے ''آپ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام المدخل رکھا یہ کتاب بڑی فائدہ مند ہے اس میں آپ نے ان برائیوں اور بدعتوں کو کھول کھول کر بیان کیا ہے جن کا لوگ ارتکاب کرتے ہیں اور جن میں لوگ مساہلت برتتے ہیں، ان میں اکثر منکرات ہیں اور بعض میں منکر ہونے کا احتمال ہے، شب برأت سے متعلق اسلاف امت کا نظریہ یوں لکھا ہے اور کوئی شک نہیں کہ یہ رات بڑی بابرکت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی عظمت والی ہے اور ہمارے اسلاف اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس کے لئے تیاری کرتے تھے، جب یہ رات آتی تھی تو وہ اس کی ملاقات اور اس کی حرمت وعظمت بجالانے کے لئے مستعد ہوتے تھے۔ (المدخل:۱/۱۹۲)

فقہاء کرام نے بھی لکھا ہے کہ شب برأت میں قیام کرنا یعنی رات کو جاگ کر اللہ کی عبادت کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''اہل شام میں سے جلیل القدر تابعین مثلاً حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت

مکحول رحمۃ اللہ علیہ، حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ بن عامر وغیرہ شعبان کی پندرہویں شب کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس شب میں خوب مبالغہ کے ساتھ عبادت کرتے تھے۔ انہی حضرات سے لوگوں نے شب برأت کی فضیلت وبزرگی کو اخذ کیا ہے''۔ (لطائف المعارف:۱۴۴)

علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ قمطراز ہیں۔ ''اور مستحبات میں سے ہے رمضان کی آخری دس راتوں میں عیدین کی راتوں میں، ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں اور شعبان کی پندرہویں شب میں شب بیداری کرنا جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔ یہ احادیث ''الترغیب والترہیب'' میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ (البحرالرائق:۲/۵۲)

علامہ علاؤ الدین الحصکفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اور مستحبات میں سے ہے، سفر میں جاتے وقت اور واپس آکر دو رکعتیں پڑھنا اور عیدین کی رات میں، شعبان کی پندرہویں شب میں، رمضان کے آخری عشرہ میں اور ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں شب بیداری کرنا۔ (الدرالمختار مع شرح ردالمختار:۲/۲۴-۲۵)

علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی حنفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اور مستحب ہے شعبان کی پندرہویں شب میں شب بیداری کرنا۔ (نورالایضاح مع شرح وحاشیہ طحطاوی:۴۰۰)

☆☆☆

شعبان کا آخری جمعہ

۱۴۳۰ھ میں حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم نے شعبان المعظم کے آخری جمعہ کو وعظ فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّوَ اَعْلَانِیَةً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام اور عزیز طلبہ! اسلامی سال او رمہینوں کے مطابق یہ سال پورے ہونے والا ہے اور شعبان المعظم کو اللہ کے نبی نے اپنا مہینہ قرار دیا ہے جو شروع ہو چکا ہے۔ اور اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کا مہینہ رمضان المبارک آنے والا ہے۔ جس کی تیاریاں، عبادات اور ریاضات کے لئے ابھی سے ہم سب کو تیار ہونا ہے۔ دوستو! اگر ہم حضور ﷺ کی سیرت پاک کو دیکھیں اور حضور اکرم ﷺ کے حالات پڑھیں تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہر نیک کام کرنے سے پہلے اللہ کی راہ میں جان کی قربانی دینے سے پہلے مال کی قربانی دینا ضروری ہے۔

جان سے پہلے مال کی قربانی

اس لئے کہ مال پہلا نمبر ہے اور جان دوسرا نمبر ہے۔ پہلی سیڑھی مال ہے دوسری سیڑھی جان ہے جو آدمی اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کر سکتا ہے وہ اپنی جان بھی اللہ کی راہ میں دے سکتا ہے۔ اس لئے کہ مال جسم کا حصہ نہیں ہے بلکہ جسم سے نکلنے والے خون اور پسینے سے کمائی ہوئی چیز کا نام ہے۔ اگر اس کا دینا اللہ کی راہ میں آسان ہو گیا تو پھر جان کا دینا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو نبوت چالیس سال میں ملی اس وقت مکے کی یہ حالت تھی کہ سوائے چند لوگوں کے باقی جتنے لوگ تھے وہ حق بات کہنے والے نہیں تھے۔ عورتوں پر مظالم بچوں پر ظلم یتیموں کا مال کھانا، غرباء ومساکین، یتامیٰ کو ستانا بے سہارا اور بے کس لوگوں کو ظلم بربریت کا نشانہ بنانا بالکل عام بات ہے بے سہارا عورتوں کو دیکھا ان کو زبردستی گھر میں لاکر رکھ لیا باندی بنا لیا، یتیم لاوارث بچے کو دیکھا اس کو بیچ دیا غلام بنا لیا اور جو غریب نادار لوگ تھے وہ بیگاری کرتے تھے بڑے لوگوں پکڑ کر لے آتے مارا پیٹا اور کہا کہ ہمارا کام کرو بغیر تنخواہ کے ملازم غرض ایسا نفسی نفسی کا عالم تھا کہ کوئی انسانیت کا اثر ان لوگوں میں نظر نہیں آتا تھا، اگر کسی کے ماں باپ مر گئے تو جو سردار ہوا کرتا تھا اور جس کا بس چلتا تھا وہ اس کے ماں باپ کا سارا مال ہڑپ لیتا تھا اور ان بچوں کو اپنا غلام بنا لیا کرتا تھا اسی کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ. ابوجہل اور دیگر کفار کے بارے میں آیا ہے کہ جب دیکھتا کہ کوئی آدمی ہے اسے اُچک لیتے اور اپنا بیگاری بنا لیتے ایسے ظلمت اور بربریت کے دور اور ماحول میں امام الانبیاء سرور کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جوان ہوئے سارے مکے نے دیکھا کہ عبدالمطلب کا پوتا اور عبداللہ کا بیٹا اور آمنہ کا لال ﷺ مکے کے سارے

لوگوں سے ممتاز اور یکتا ہے اس کی صفات مکے کے لوگوں سے بالکل جداگانہ ہے کبھی اوباش لڑکے کے ساتھ نہیں رہے کبھی عیاشی نہیں کی، ناجائز مال کسی کا نہیں لیا بتوں کو نہیں پوجا گالی نہیں دی بے شرمی اور بے حیائی کے کام نہیں کیئے، جوا اور سٹہ نہیں کھیلا جوانی اور شباب میں قدم رکھا تو پاکباز اور پاکدامن رہے یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ بچپن سے لے کر جوانی تک پوری زندگی کا لوگوں نے مطالعہ کیا کہ محمد ﷺ پاک وصاف ہیں ایماندار ہیں سچے ہیں ایک صحیح انسان ہیں جتنی صفات ہونی چاہیئے وہ تمام کی تمام حضور اکرم ﷺ میں موجود ہیں اللہ کے نزدیک جو جتنا محبوب اور مقرب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اتنے ہی اچھے کام اس کے ہاتھوں سے کراتے ہیں۔

حضور ﷺ کی پہلی شادی

حضور اکرم ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوگئی۔ پچیس سال کی عمر میں اور حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا اس وقت چالیس سال کی تھیں۔ پندرہ سال کا فرق آج اگر کوئی اس بات کو لے کر شادی کرنا چاہے تو معاشرہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے حضور ﷺ کی عمر پچیس سال اور پہلا نکاح جن سے ہونے والا ہے ان کی عمر چالیس سال۔ جب آپ ﷺ کو نبوت ملی تو آپ کی عمر اس وقت چالیس سال اور آپ کی بیوی ہماری اور آپ کی ماں حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کی عمر پچپن سال کی تھی اور غریب اور مجبور عورت نہیں تھیں حضور ﷺ نے ان کے مال کو دیکھ کر نکاح نہیں کیا بلکہ انہوں نے حضور ﷺ کی سیرت کو دیکھ کر نکاح کا پیغام دیا آپ اگر مجھ سے نکاح کرلیں تو مہربانی ہوگی۔ حضور اکرم ﷺ تو نیک سیرت تھے ہی ہر وقت اللہ کی یاد میں لگے رہتے تھے۔

حضور ﷺ کی چلّہ کشی

اللہ کو یاد کرنے کیلئے مکہ کے ماحول سے نکل کر آپ غار حرا میں چلے جایا کرتے تھے۔ مکۃ المکرّمہ سے بارہ کلومیٹر فاصلے پر اور پھر اوپر چڑھنا، ہمارے ہندوستان سے جو لوگ حج کے لئے گئے ہیں وہ حضرات گئے ہوں گے سچی بات تو یہ ہے کہ مجھ سے تو اوپر چڑھا نہیں گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس جگہ کا انتخاب اس لئے فرمایا کہ وہاں بیٹھ کر اس غار سے کعبۃ اللہ نظر آتا تھا اللہ کا گھر نظر آتا تھا تو اللہ کے نبی ﷺ عبادت گذار بھی تھے اور جب شہر میں رہتے تھے تو مسافروں کو کھانا کھلاتے تھے۔ قیدیوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ یتیموں اور مسکینوں کے سروں پر ہاتھ رکھ دیا کرتے تھے۔ بے سہارا لوگوں پر اپنا مال خرچ کیا کرتے تھے مال سے اللہ کے نبی کو کبھی محبت نہیں ہوئی ظاہر بات ہے کہ جو منصب اور مقام آپ کو عطا ہونے والا تھا اس کا یہی تقاضا تھا کہ آپ ہمہ تن اللہ کی یاد میں مشغول بھی ہوں اور اپنا مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہوں۔

آپ کو نبوت کا تاج پہنایا گیا

آپ کو نبوت ملی سب سے پہلی آیت نازل ہوئی اور جبرئیل علیہ السلام آپ کے سامنے آئے اور آپ کو پکڑ کر دبوچا، بھینچ دیا۔ آپ کو دبادیا، جبرئیل فرشتے معمولی نہیں ہیں سورہ نجم میں بیان کیا ہے کہ زبردست ہیکل اور زبردست قوت والے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک مرتبہ کہا کہ جبرئیل تم اپنی اصلی حالت مجھے دکھاؤ کیسے ہو اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ تم ہمارے حبیب کو دکھاؤ کہ تمہاری شکل کیسی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوئے تو جو دو پر ہیں اڑنے والے وہ ایک مغرب میں

اور دوسرا مشرق میں اتنے بڑے بڑے پر زبرجد کے پر ہیں اور قد آسمان سے ملا ہوا ہے ظاہر ہے کہ اتنا بڑا فرشتہ اتنی زبردست قوت رکھنے والا اللہ کے نبی ﷺ کو جب بھینچتا ہے دباتا ہے تو اس کا اثر پڑتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عام انسان نہیں ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ایک نبی اور رسول کو ایک ہزار آدمیوں کی طاقت عطا ہوتی ہے تبھی تو وہ سارے مصائب ساری مصیبتیں سارے رنج وغم برداشت کر لیتے ہیں۔ عام آدمی اس کو برداشت نہیں کرسکتا۔ غرض آپ کو نبوت ملی اور وہاں سے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ پڑھ کر آئے تو گھبرائے ہوئے تھے چہرہ اترا ہوا تھا میں وہ بات عرض کررہا ہوں جو شروع میں لے کر چلا تھا جو اپنا مال خرچ کرسکتا ہے وہ اپنا مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرسکتا ہے۔

حضرت خدیجہ نے دل جوئی فرمائی

جب گھر میں آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ زملونی زملونی مجھے کمبل اوڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو آپ کو کمبل اڑھا دیا گیا آپ بہت زیادہ فکر مند تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ نے فرمایا خدیجہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا میری جان نکل جائے گی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ گھبرائیں نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا اس لئے کہ آپ یتیموں اور بیواؤں کے سہارا ہیں آپ غریبوں کی مدد کرتے ہیں اور آپ مظلوموں کا ساتھ دیتے ہیں اور آپ اپنے مال کو مستحق لوگوں پر خرچ کرتے ہیں ایسا غریب پرور انسان اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کریں گے۔ آپ گھبرائیں نہیں یہ مصیبت ہے نیک انسان کی جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بیان کی اور پھر اسکے بعد کار نبوت میں حضور اکرم ﷺ لگ گئے علما نے لکھا ہے کہ غار حرا میں آپ نے چھ مہینے

اعتکاف فرمایا چلے جاتے جب کھانا پینا ختم ہوتا تو پھر گھر آتے اور جو بھی کچھ لے جاتے وہ خراب نہ ہونے والی اشیاء ہوتی تھی کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خود وہاں چلی جاتیں اور آپ کیلئے کھانا پینا کپڑے وغیرہ لے جاتیں پھر دیکر واپس ہو جاتیں۔ مشائخ نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرح امت کا کوئی فرد غار میں بیٹھ کر عبادت نہیں کرسکتا اسلئے اللہ تعالیٰ کے نبی نے جو غار حرا میں عبادت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی امت کو وہ اجر وثواب دینے کیلئے رمضان المبارک کا مہینہ عطا فرمایا ہے اور اس کے روزے فرض کئے ہیں تو معلوم ہوا کہ نیک کام کرنے سے پہلے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرنا چاہئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم جب بھی کوئی نیک کام کرو تو اس سے پہلے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کردو تاکہ اگر اس میں کچھ کمی ہو جائے تو جو مال خرچ کیا ہے اس سے پورا ہو جائے۔

حضور ﷺ سب سے بڑے سخی

دوستو یہ شعبان کا مہینہ ہے یہ اللہ کے نبی کا مہینہ ہے اور حضور اکرم ﷺ کی ایک بڑی صفت سخاوت بھی ہے جب شعبان شروع ہوتا تو حضور اکرم ﷺ رمضان کے لئے تیار ہو جاتے کمر کس لیتے اور جو بھی آپ کے پاس مال ہوتا اس میں سے غریبوں، یتیموں، مساکین اور ضرورت مندوں پر خرچ کرتے۔ قرآن کریم میں اللہ نے اس کو بیان کیا ہے۔ ”اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ“ اور وہ لوگ جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں صدقہ دیتے ہیں، خیرات کرتے ہیں اپنے مستحق دوستو، رشتہ داروں کو پڑوسیوں اور ملنے والوں کو نوازتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگ بہت زیادہ پسند ہیں۔ ”اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ“ دن اور رات اللہ کی راہ میں اپنے مال میں سے خرچ کرنے کی فکر رکھتے ہیں دوستو اگر ایک مومن ومسلمان

کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کا خیال نہیں آتا یا اس کا دل کھٹکتا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کو ایسا کنجوس مومن پسند نہیں ہے۔

شیطان کا دوست کون؟

شیطان سے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا تیرا دوست کون ہے تو شیطان نے کہا کہ عبادت گذار کنجوس، وہ انسان وہ مسلمان جو خوب عبادت کرتا ہو نماز بھی پڑھ رہا ہے اور روزہ بھی رکھ رہا ہے لیکن اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا کنجوس ہے، بخیل ہے اس کو شیطان نے کہا کہ یہ میرا دوست ہے آدمی یہ سوچتا رہتا ہے کہ میں نمازی ہوں پرہیز گار ہوں، مجھے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے میں تو ایسے ہی جنت میں چلا جاؤں گا تو اس لئے اللہ کی عبادت کے ساتھ جب تک اپنا مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرے گا خواہ ایک روپیہ ہی کیوں نہ ہو اللہ کے نزدیک محبوب نہیں، پوچھا کہ تیرا دشمن کون ہے؟ شیطان نے کہا کہ گنہگار سخی، جو گنہگار ہو اور اپنا مال اللہ کی راہ میں بھی دے رہا ہو کہ اس کی سخاوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں بھیج دیں گے اور کنجوس نماز ضرور پڑھ رہا ہے لیکن اس کی کنجوسی کی وجہ سے وہ دوزخ میں جائے گا۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْن مال اور اولاد دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ جب تک اس کو صحیح استعمال میں نہیں لایا جائے گا صحیح خرچ نہیں کرے گا انسان کی زندگی نہیں بنے گی۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ’’اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ‘‘ وہ لوگ جو اللہ کے لئے مالوں کو خرچ کرتے ہیں دن اور رات میں، ضروری نہیں ہے کہ ایک صاحب کروڑ پتی ہیں وہ ہزاروں لاکھوں نواز رہے ہیں ہم اور آپ غریب ہیں تو ہم دس روپئے پانچ روپئے اللہ کی راہ میں دے سکتے ہیں وہ تو دینے والے کا معاملہ ہے کہ کس نیت سے دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہے ہیں۔

جہاد کے لئے چندہ

غزوہ تبوک کے لئے چندہ ہو رہا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر کا پورا مال لے کر آگئے، جھاڑو لگا کر، پوچھا گھر میں کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑ کر آیا ہوں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ آدھا اللہ کے لئے حاضر ہے اور آدھا بیوی بچوں کے لئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ فرمایا بارک اللہ۔ ایک صحابی غریب تھے، ان کے پاس گھر میں کچھ تھا ہی نہیں سوچا کہ اللہ کی راہ میں کیا دیں بڑی مشکل سے کہیں سے مکی کے دانے حاصل ہوئے ایک مٹھی، وہ لے کر اللہ تعالیٰ کے نبی کے دربار میں آئے مگر جاتے ہوئے خیال آیا کہ اتنا چھوٹا سا دوں گا تو لوگ کیا سمجھیں گے خود حضور بھی کیا فرمائیں گے کہ کیا لے کر آیا۔ مگر دوستو! اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتے ہیں جب انہوں نے وہ دانے پیش کئے تو حضور ﷺ ان دانوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہوئے فرمایا بارک اللہ اور فرمایا کہ ان کو لو اور اس سارے سامان پر بکھیر دو یہ بڑی برکت والے دانے ہیں سبحان اللہ۔

جب آدمی ایک تنکا بھی اخلاص سے اللہ کی راہ میں دیتا ہے تو اللہ کے رسول ﷺ اس کو قبول کرتے ہیں اور پہاڑ کے برابر ریاکاری سے دے رہا ہے تو وہ اللہ کے یہاں قبول نہیں اسی کو فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً ۔ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں کبھی دن میں کبھی رات میں کبھی چھپ کر کبھی اعلانیہ کسی کو معلوم نہ ہو کبھی اعلان کر کے دے رہے ہیں کبھی چھپا کر دے رہے ہیں ایسے لوگ اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ ایسے لوگوں کیلئے اللہ کے یہاں بہت بڑا اجر ہے بدلہ ہے۔

جانی اور مالی تیاری

دوستواس آیت سے ہمیں سبق مل رہا ہے کہ جو رمضان آرہا ہے اس رمضان سے پہلے ہم اپنی جانی اور مالی تیاری کرلیں۔ ہمارے پاس جو اللہ تعالیٰ نے سہولتیں دی ہیں اس میں ہم اپنے لئے بھی سہولتیں پیدا کریں اور اپنے دوستو، رشتہ داروں کیلئے بھی سہولتیں پیدا کریں ایک آدمی اگر کسی غریب کو ٹوپی بھی دے سکتا ہو یا ایک جبہ کرتا یا پورا ڈریس سلا کر دے سکتا ہو تو ضرور دینا چاہئے۔ اس لئے کہ مومن کی کوئی چیز ضائع نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ، جتنا اخلاص ہوگا اتنا ہی اس میں وزن ہوگا اور جتنا جذبات کے ساتھ خشوع وخضوع کے ساتھ دینے والا ہوگا اتنا ہی اللہ کے یہاں مقبول ہوگا۔

غم خواری کا مہینہ ہے

یہ مہینہ غم خواری کا مہینہ ہے۔ دوستو کے ساتھ رشتہ داروں کے ساتھ ملازمین کے ساتھ چھوٹوں کے ساتھ جہاں جہاں جو نیکیوں کے خانے ہیں اور جہاں نیکیاں کرنے کے ذرائع ہیں ان سارے نیکیوں کے راستے ہیں ہم اپنے بساط اور اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرنے والے بنے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تو یہ عمل تھا جب سامان آجاتا تو وہ اپنا حساب وکتاب لگالیا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کتنا ہے اور ہمیں زکوٰۃ کتنی دینی ہے، صدقات کتنے دینے ہیں اور اس کے علاوہ ہم لوگوں کی کیا مدد کرسکتے ہیں رمضان سے پہلے رمضان کی نیت سے اس کو خرچ کیا جائے گا ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا فلاں رشتہ دار فلاں دوست فلاں جاننے والا ایسا ہے کہ رمضان میں اس کے یہاں سحر وافطار صحیح طور سے نہیں ہوسکتا تو ہماری ذمہ داری ہے کہ اس مہینے میں ہم اس کا انتظام کریں، ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا فلاں رشتہ دار ہمارا فلاں

جاننے والا فلاں مسلمان بھائی کثیر العیال ہے یا بے روزگار ہے۔ رمضان میں اس کو فلاں فلاں چیز کی سہولت نہیں ہے چلو ہم اس مہینے تیاری کرکے اس کو دیدیں تو یقیناً اللہ کے کہاں بہت بڑا اجر ہے ایسے بہت سارے واقعات ہیں صحابہ کے واقعات تو ہزاروں نہیں لاکھوں میں ہیں۔ تابعین، تبع تابعین کے واقعات بھی ہزاروں میں ہے بہرحال ہمیں ان سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ ہم اپنی بساط کے مطابق جو ہم جانی قربانی دیں گے رمضان میں نماز پڑھیں گے قرآن کی تلاوت اور تراویح پڑھیں گے، سحر وافطار کریں گے رمضان کے اعمال کریں اس سے پہلے مال بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے بنیں تاکہ ہمارے ساتھ جو غریب بھائی ہے وہ بھی شانہ بشانہ رمضان میں خرچ کرنے والے بن جائیں۔ روزہ دار بے فکری سے سحر وافطار کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو مومن کی یہ ادا بہت پسند ہے۔

وہ ہرگز مومن نہیں

اپنی فکر میں کرتا ہوں اور آپ اپنی فکر کرتے ہیں یہ بڑی چیز نہیں ہے یہ تو ہر آدمی کرتا ہے یہ تو غیر مسلم بھی کرتا ہے یہودی، مجوسی بھی کرتا ہے لیکن مومن اپنے سے زیادہ اپنے بھائی کی فکر کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ تمہاری خواہشات، تمہارے نبی کے تابع نہ ہوجائے۔ یعنی نبی جو چاہتے ہیں وہی تم چاہو جب نبی کی خواہشات کے مطابق تمہاری خواہشات ہوجائیں تو تمہارا ایمان مکمل ہوجائے اور پھر فرمایا کہ وہ ہرگز مومن نہیں، وہ ہرگز مومن نہیں ہوسکتا، وہ ہرگز مومن نہیں، صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ! کون مومن نہیں؟ فرمایا جو وہ اپنے لئے چاہے وہی دوسرے مومن کیلئے چاہے جب تک اسکی خواہش اپنے جیسی دوسروں کیلئے نہ ہوجائے تب تک وہ مومن نہیں ہوسکتا۔

ایک مومن کی ذمہ داری

دوستو میں ایک معاشرے کی بات کرتا ہوں جو ہمارے اپنے اردگرد ایسے ماحول ہوتے ہیں ہمارے اپنے رشتہ داروں، ہمارے دوستو میں ملنے والوں میں پڑوسیوں میں جو ہماری مدد کے مستحق ہوتے ہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ یہ ہماری مدد کے مستحق ہیں لیکن پھر ادھر سے ہم اپنے کانوں کو بند کرلیتے ہیں کہ آواز نہ آئے اور آنکھوں کو بھی بند کرلیتے ہیں اور دلوں کے دروازوں کو بھی بند کرلیتے ہیں کہ رہنے دو ہم کیا کریں۔ ہماری ذمہ داری تھوڑا ہی ہے جو مومن کانوں سے سن رہا ہے کہ وہاں تکلیف ہے اس کا دل کہہ رہا ہے کہ فلاں مومن کو تکلیف ہے اور پھر اس کی مدد نہیں کررہا ہے اللہ کے یہاں اس شخص کے لئے سوال ہے اس لئے یہ مبارک مہینہ، غمخواری کا مہینہ ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دروازے پر قبولیت کے ساتھ ہمارے اعمال پہونچیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے اس لئے جہاں رمضان المبارک میں عبادت کے لئے تیار ہونا ہے۔ وہیں اپنے مال کو اپنی صلاحیت کے مطابق اپنی حیثیت کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آنے والے رمضان المبارک کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

استقبال رمضان کیوں اور کیسے؟

فرمان الٰہی ہے: ''رمضان کا وہ مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا، جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے، کھلی دلیل ہے اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے، لہٰذا تم میں سے جو اس مہینے کو پائے، تو اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے۔

نیز فرمایا گیا ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ''۔ رحمت دوعالم رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے'' لوگو! تم پر بڑا ہی عظمت و برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، جس شخص نے روزہ عقیدت و ایمان کے ثواب حاصل کرنے کے لئے رکھا اور رمضان کی راتوں میں کھڑا ہوا، اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں'' روزے کی اہمیت سے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص قصداً روزہ نہ رکھے، بغیر رخصت (مرض) کے اگر وہ تمام زندگی بھی روزے رکھے تو (رمضان) کے ایک روزے کا بدل نہیں ہوسکتا۔ روزے کو عربی میں ''صوم'' کہتے ہیں جس کے معنی رکنے کے ہیں یعنی روزے کی حالت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے رک جاؤ۔

حقیقت یہ ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ مسلمانوں کے لئے اصلاحی ٹریننگ ہے

جس نے پرہیز گاری اختیار کی ، یعنی احکام الٰہی اور تعلیمات رسول ﷺ پر چلا، وہی شخص کامیاب ہوا۔ علماء نے کہا ہے کہ اس پورے مہینے کی ٹریننگ بندے کو متقی اور پرہیز گار بنا دیتی ہے۔ یعنی وہ اللہ سے ڈرنے والا اور احکامات شریعت پر چلنے والا بن جاتا ہے۔ الحمد للہ ! یہ خیر و برکات کا مہینہ جلوہ افروز ہورہا ہے۔ عاشقوں کے چہروں پر مسرت جلوہ گر ہے کہ وہ مہینہ آگیا کہ جس کی عبادت اجر وعطا کے اعتبار سے سب مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ فرض نماز کا اجر ستر گنا اور نوافل کا اجر فرض کے برابر، پھر اس ماہ مبارک میں روزے رکھنے والوں کو یہ نوید بھی سنادی گئی کہ تم نے روزہ میرے لئے رکھا تھا، لہٰذا اس کا اجر بھی میں ہی دوں گا۔ اللہ اکبر، کیسی عظمت و برکت کا مہینہ ہے کہ جس کے دن اور رات رحمت ہی رحمت۔ اگر ہم نے اس مہینے کی قدر نہ کی تو بدقسمتی ہوگی ، پتہ نہیں اگلے سال یہ برکتوں والا ماہ مبارک ہمیں ملتا بھی ہے یا نہیں؟

الحمد للہ ، رمضان المبارک اپنی تمام تر رحمتوں ، مغفرتوں اور بخششوں کے ساتھ ایک بار پھر اس امت کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے کے لئے سایہ فگن ہورہا ہے۔ خوش نصیب اور بخت آور ہیں وہ لوگ جو رمضان المبارک کو عام دنوں کی طرح گذارنے کے بجائے اس طرز پر گذاریں گے جس طریقہ پر رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تبعین نے گذارا۔ وہی راستہ ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے روزے کا اصل مقصد ''تقویٰ'' حاصل ہوسکتا ہے اور نہایت بدقسمت و بدنصیب ہیں وہ لوگ جن کی زندگیوں میں یہ رمضان بھی کوئی انقلاب برپا کئے بغیر رخصت ہوجائے ان کی زندگی اسی ڈھب سے گذرتی ہے اللہ کی ناراضی مول لئے ، اللہ کی زمین پر رسی دراز ہوئے ، وہ اسی طرح اللہ کے احکام توڑتے رہیں ، رشوت اور سود کی معیشت بھی جاری رہے اور ناجائز منافع خوری وذخیرہ اندوزی میں بھی کوئی تعطل پیدا نہ ہو۔ رمضان کی آمد سے قبل بھی صبح ، دوپہر اور رات تین بار کھاتے پیتے

تھے اب رمضان میں بھی سحری، افطار اور رات کے کھانے کی صورت میں یہ معمولات جاری رہیں گے۔ جھوٹ بولنا، کاروبار میں بہتری کے لئے جھوٹی قسمیں کھانا، چغلی اور غیبت کے ذریعہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا یہ تمام بدترین اعمال اور نیکیوں کی بربادی کا ذریعہ ہیں۔ ان سے اجتناب بہت ضروری ہے۔

تقوے کی سعی کیا ہیں

''رمضان المبارک'' پوری آب وتاب، اپنی برکتوں، رحمتوں اور فضیلتوں کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہورہا ہے، یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے بندوں کے ہر لمحے قرب کا مہینہ ہے۔ اس ماہ مقدس ومحترم کا حق یہ ہے کہ ایک ایک لمحہ اپنے رب کے ساتھ اس کی رحمت، مغفرت اور فضل وکرم سمیٹتے گذارا جائے، ہر ہر عمل اپنے رب کی رضا اور خوشی کے لئے ہو، ہر ہر بات اس کی محبت حاصل کرنے کے لئے ہو۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں، جیسا کہ تم سے پچھلی امتوں پر کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو'' اس آیت مبارکہ میں جو روزے کی فرضیت کا اعلان کررہی ہے اس عبادت کا مقصد ''تقویٰ'' کا حصول بتایا گیا ہے ''تقویٰ'' دراصل ''وقیٰ'' سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے 'بچنا' حفاظت کرنا، چنانچہ تقویٰ کے معنی بچنے اور حفاظت کرنے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں اس سے اللہ کا خوف اور پرہیز گاری مراد لی جاتی ہے۔

اس لئے ثابت ہوا کہ روزہ کا مقصد پرہیز گاری اختیار کرنا ہے، اللہ کا خوف اپنے اوپر طاری کرنا اور اللہ کے ممنوع کئے ہوئے راستے پر چلنے سے رکنا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حقیقی روزہ تو یہ ہے کہ آدمی بے ہودہ اور لغو بات سے بچے اور نفسیاتی جذبات بھڑکانے والی گفتگو سے

بچے۔سوائے روزہ دار اگر تجھے کوئی گالی دے یا جہالت پر اتر آئے تو تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں، میں روزے سے ہوں''۔

روزہ ڈھال ہے

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ فرمار ہے تھے ''الصوم جنۃ'' روزہ ڈھال ہے۔ یعنی جس طرح لڑائی میں ڈھال دشمن کے حملوں سے محفوظ رکھتی ہے۔اسی طرح روزہ روزے دار کو برائیوں اور گناہوں سے محفوظ کرتا ہے اور جنت کا حقدار بناتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے''۔(ابن ماجہ)

یعنی ہر چیز کو صاف کرنے والی پاک کرنے والی کوئی نہ کوئی شے ہوتی ہے، چنانچہ جسم کو پاک کرنے والا روزہ ہے۔

اب دیکھئے کہ روزہ انسانی جسم کی روحانی صفائی، ستھرائی کرتا ہے اور روح کو پاکیزگی اور طہارت عطا کرتا ہے، لیکن آج میڈیکل سائنس یہ بتا رہی ہے کہ روزہ بہت سی جسمانی بیماریوں مثلاً بلڈ پریشر، کولیسٹرول کی زیادتی اور جگر ومعدے کی بیماریوں میں بھی انتہائی مفید اور معالج ثابت ہوتا ہے۔ یوروپ کے ڈاکٹرس بعض جسمانی عارضوں اور بیماریوں کیلئے دن بھر بھوکا رہنا یا مہینے میں دو یا تین دن بھوکا رہنا مفید بتاتے ہیں، رسول اکرم ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ بات دین کا ایک حصہ بنادی، کتنی حکمت پوشیدہ ہے اس کلام میں کہ ''روزہ جسم کی زکوٰۃ یعنی پاک کرنے والی شئے ہے''۔

روزہ کا مقصد کیا ہے؟

مگر روزے کا اصل مقصد روح کی پاکیزگی ہے۔جسم کی پاکیزگی یا جسمانی امراض میں روزے کا مفید ثابت ہونا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''بونس'' ہے۔ چنانچہ ہمیں اصل مقصد کی طرف نگاہ رکھنی چاہیئے۔ بونس تو پھر یقیناً ملے گا ہی اگر روحانی پاکیزگی نہ حاصل ہوسکی تو روزہ محض فاقہ بن کر رہ جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں ''کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں جنہیں اپنے روزے سے سوائے بھوک و پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوا اور کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں جنہیں اپنے قیام اللیل (تراویح) کے سوائے رات کے جاگنے سے کچھ حاصل نہ ہوا''۔

زندگی کا مقصد کیا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے روزہ رکھنے کے باوجود جھوٹ بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ بھوکا رہتا ہے یا پیاسا'' یعنی روزہ رکھنے کا مقصد اپنی بری عادتوں کو ترک کرنا، گناہوں سے توبہ کرکے اجتناب کرنا اور اللہ کا خوف دل میں بسا لینا ہے اور یہی تقویٰ کی ظاہری شکل کو اپنا لیا ہے۔اپنی وضع قطع سے ہم تقویٰ کا اظہار کرتے ہیں۔تقویٰ اختیار نہیں کرتے، ہم دکھاوے اور ریاکاری کیلئے تقویٰ کا اہتمام کرتے ہیں جب کہ اس میں روح موجود نہیں ہوتی اور بعض اوقات یہ پرہیزگاری دنیا کمانے کیلئے اور لوگوں کو فریب دینے کیلئے ہوتی ہے۔اس وقت یہ انتہائی بددیانتی اور گناہ کا کام ہوجاتی ہے اور بجائے اجر وثواب کے عذاب حاصل ہوتا ہے۔تمام سلف صالحین، اولیائے کرام، علماء ومحدثین وبزرگان دین کی زندگیاں اسی بات کی گواہ ہیں

کہ انہوں نے روزے رمضان کے بھی رکھے اور تزکیہ نفس اور پرہیزگاری کیلئے نفلی روزوں کا بکثرت اہتمام فرمایا اور دورانِ روزہ زیادہ کھانے سے گریز کیا بلکہ اسکے برعکس اپنے نفس پر قدرت پانے اور دوسروں کیلئے مثال قائم کرنے کی حیرت انگیز کوششیں کیں۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں ''متقدمین حضرات تو اسلئے کھاتے تھے تاکہ زندہ رہیں لیکن تمہارا مقصد زندگی یہی ہے کہ کھاؤ پیؤ''۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''وصال کی صورت پانی کے ایک قطرے یا کھانے کے ایک لقمے سے زائد ہوجاتی ہے، کیونکہ وہ دل دراصل روزے ہی کے آگے توسیع ہے اور جس چیز سے روزہ ختم ہوجاتا ہے اس سے وصال بھی ختم ہوجائے گا''۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یعنی روزہ آدھی طریقت ہے'' یعنی جس طرح طریقت میں ریاکاری اور نمود ونمائش کی کوئی گنجائش نہیں اس طرح روزہ بھی اس قبیل کی تمام برائیوں سے پاک ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے روزے کے چھ آداب بتائے ہیں۔ نگاہ کا روزہ، کان کا روزہ، اعضاء کا روزہ، رزق حلال، خوف اور رجاء۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح طریقے اور اللہ ورسول ﷺ کی ہدایت کے مطابق روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور روزے کی اصل مقصد کو پانے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

رمضان المبارک کیا ہے؟

ماہ رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے کیوں کہ رمضان المبارک کے ہر روزہ کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے: یہ 'رمضاء' سے مشتق ہے۔ رمضاء موسم خریف کی بارش کو کہتے ہیں جس سے زمین ڈھل جاتی ہے اور ''ربیع'' کی فصل خوب ہوتی ہے۔ چوں کہ یہ مہینہ بھی دل کے گرد وغبار دھو دیتا ہے اور اس سے اعمال کی کھیتی ہری بھری رہتی ہے اس لئے اسے رمضان کہتے ہیں۔

ساون میں روزانہ بارشیں چاہئیں اور بھادو میں چار، پھر اساڑھ میں ایک، اس ایک سے کھیتیاں پک جاتی ہیں تو اسی طرح گیارہ مہینے برابر نیکیاں کی جاتی ہیں، پھر رمضان کے روزوں نے ان نیکیوں کی کھیتی کو پکا دیا یہ رمض سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ''گرمی یا جلنا'' چوں کہ اس میں مسلمان بھوک پیاس کی تپش برداشت کرتے ہیں یا یہ گناہوں کو جلا ڈالتا ہے اس لئے اسے رمضان کہا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس مہینے کا نام رمضان رکھا گیا ہے کیونکہ یہ گناہوں کو جلا دیتا ہے''۔

ماہ رمضان کے چار نام

ماہ مبارک کے کل چار نام ہیں اور یہ نام درج ذیل ہیں: (۱) ماہ رمضان (۲) ماہ صبر (۳) ماہ مواسات (۴) ماہ وسعت رزق۔ مزید یہ کہ روزہ صبر ہے جس کی جزاء اللہ تعالیٰ خود دیتے ہیں اس لئے اس کو ’’ماہ صبر‘‘ کہتے ہیں۔

مواسات کے معنی ہیں بھلائی کرنا چونکہ اس مہینہ میں سارے مسلمانوں سے خاص کر اہل قرابت سے بھلائی کرنا زیادہ ثواب ہے اس لئے اسے ماہ مواسات کہتے ہیں۔ اس میں رزق کی فراخی بھی ہوتی ہے کہ غریب بھی نعمتیں کھالتے ہیں اس لئے اس کا نام ماہ وسعت رزق بھی ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’اس مہینے کو خوش آمدید ہے جو ہمیں پاک کرنے والا ہے۔ پورا رمضان خیر ہی خیر ہے دن کا روزہ ہو یا رات کا قیام۔ اس مہینے میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کا درجہ رکھتا ہے‘‘۔

احکام رمضان

احکام رمضان کا علم، ان ضروری علوم میں سے ہے جنہیں سیکھنا ہر مکلّف مسلمان پر فرض ہے جب کہ ان سے ناواقف اور بے بہرہ رہنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ بعض علوم فرض عین یعنی ہر شخص پر فرض ہیں اور بعض فرض کفایہ ہیں یعنی اگر کسی ایک شخص نے بھی اسے حاصل کرلیا تو اس جگہ کے دوسرے تمام لوگ سے اس کی فرضیت ختم ہوجاتی ہے۔ لیکن کون سے علوم فرض عین ہیں اور کون سے فرض کفایہ؟ اس سلسلے میں

ان کا اختلاف ہے تاہم ہر اس چیز کا علم حاصل کرنا فرض عین ہے جس سے ناواقفیت انسان کے لئے نقصان دہ ہو‘‘۔

پھر چند ضروری احکام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ’’رمضان کا روزہ فرض ہے اس لئے روزہ دار کیلئے یہ جاننا ضروری ہے کہ کون سے چیزیں اس کے روزے کو باطل کردیتی ہیں اور کونسی چیزیں ایسی ہیں جن کے بغیر اس کا روزہ مکمل نہیں ہوسکتا‘‘۔

اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس مہینے کے جن احکام کی معرفت ان کے لئے ضروری ہے ان سے متعلق دستیاب مفید کتابوں کا مطالعہ کریں اور اپنے اہل وعیال، عزیز واقارب اور پڑوسیوں میں سے جو ان کتابوں کو نہیں پڑھ سکتے کو بھی یہ احکام سکھانے کی کوشش کریں جس پر وہ اجر عظیم کے مستحق قرار پائیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

’’بھلائی کی رہنمائی کرنے والا (اجر میں) ایسے ہی ہے جیسے اس پر عمل کرنے والا ہے‘‘۔ (صحیح الجامع: ۳۳۹۳)

’’(وہ تھوڑے دن) ماہ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے جس کا ایک وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہے اور دوسرا وصف واضح الدلالت ہے منجملہ ان کتب کے جو کہ (ذریعہ) ہدایت بھی ہیں اور (حق وباطل میں) فیصلہ کرنے والی ہیں‘‘۔

یہ قمری مہینوں میں سے نواں مہینہ ہے اس کی وجہ تسمیہ حدیث میں یہ آئی ہے: **فانھا ترمض الذنوب** یہ رمض سے مشتق ہے اور رمض کے معنی لغت عربیہ میں جلا دینے کے ہیں۔ چوں کہ اس مہینہ میں یہ خصوصیت ہے کہ مسلمانوں کو گناہوں سے پاک صاف کردیتا ہے (بشرطیکہ) رمضان المبارک کا پورا احترام اور اس کے اعمال کا اہتمام کیا جائے) اس لئے اس کا نام رمضان ہے۔

رمضان کا استقبال کیسے کیا جائے؟

کتاب وسنت نے بعض مقامات اور اوقات کو کثرت اجر وثواب کے ساتھ ممتاز کیا ہے۔کسی مسلمان کے لئے عبادت کے ان واقعات میں بے پروائی برتنا درست نہیں ہے بلکہ عبادت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے اور ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کرنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"رغبت کرنے والوں کواسی کی رغبت کرنی چاہئے"۔(المطففین:۸۳/۲۶)

اولوالعزم سلف صالحین عبادات کے دنوں کوغنیمت سمجھ کران سے بھرپور فائدہ اٹھایا کرتے تھے اور ہمارے لئے سلف صالحین اوران سے پہلے رسول اللہ ﷺ بہترین نمونہ ہیں۔اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مندرجہ ذیل امور سے رمضان کا استقبال کریں جو کہ سال میں عبادت کا عظیم موسم ہوتا ہے۔

آمد رمضان کی بشارت

رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رمضان المبارک کی آمد کی یوں بشارت دیتے تھے:

"تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ آیا ہے اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں تمہیں اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لیتا ہے وہ اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور گناہوں کو مٹاتا ہے نیز دعاؤں کو قبول کرتا ہے وہ تمہاری رغبت، چاہت اور جوش وخروش کو دیکھ کر فرشتوں پر فخر کرتا ہے اسلئے تم اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف سے بھلائی دکھاؤ اور جو اس مہینہ میں اللہ کی رحمت سے محروم ہوگیا وہ انتہائی بدبخت ہے"۔

بشارت سننے والوں کے اندر خوشی اور سرور پیدا کرنے کا نام ہے اور رمضان المبارک جو بھلائیوں کا موسم ہے اس کے قریب آنے کی خبر سے بڑھ کر اور کونسی بشارت ہوسکتی ہے؟ مسلمانوں کو اس دعا کے ساتھ رمضان المبارک کا استقبال کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں رمضان المبارک کا مہینہ اس حال میں میسر کرے کہ وہ صحت وعافیت سے ہوں تاکہ وہ پوری نشاط اور حوصلہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت (مثلاً صیام، قیام اور ذکر واذکار) کرسکیں۔

☆☆☆

ماہِ رمضان المبارک کے آداب وفضائل

سوال یہ ہے کہ شیطان قید ہونے کے باوجود ہم سے کیوں گناہ ہوجاتے ہیں؟

پیارے اسلامی بھائیو! حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی سعادت کی بات ہے۔ نیز اسی حدیث پاک میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ماہ رمضان میں سرکش شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں۔

یہاں ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ جب سرکش شیاطین کو قید کرلیا جاتا ہے تو پھر آخر لوگوں سے گناہوں کا صدور کیوں کر ہوتا ہے؟

پیارے اسلامی بھائیو! اس کے کئی جوابات ہوسکتے ہیں مثلاً گیارہ مہینہ تک شیطان انسانوں کو بہکانے میں لگا رہتا ہے اور بدنصیب انسان بھی شیطان کے چکر میں آکر گناہ پر گناہ کرتا رہتا ہے اس طرح انسانی ذہن گناہوں کا عادی ہوجاتا ہے اور ماہِ رمضان میں وہ گناہوں سے باز نہیں رہ جاتا۔

زیادہ تر ماہِ رمضان میں انہی لوگوں سے گناہوں کا صدور ہوتا ہے جو علاوہ رمضان کے بھی کثرت کے ساتھ گناہوں میں پڑے رہتے ہیں۔ چوں کہ ان کا نفس

گناہوں پر دلیر ہوچکا ہے۔ لہٰذا وہی نفس ماہ رمضان میں بھی ان کو گناہوں پر ابھارتا رہتا ہے۔ حدیث مبارک میں آتا ہے:

جب کوئی انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے۔ جب دوسری بار گناہ کرتا ہے تو دوسرا سیاہ نقطہ بن جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ نتیجۃً بھلائی کی بات اس کے دل پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

اب ظاہر ہے کہ جس کا دل زنگ آلود اور سیاہ ہوچکا ہو اس پر بھلائی اور خیر کی بات اور نصیحت کہاں اثر کرے گی؟ ماہِ رمضان ہو یا غیر رمضان، ایسے انسانوں کا گناہوں سے باز اور بیزار رہنا نہایت ہی دشوار ہوجاتا ہے۔ اس کا دل نیکی کی طرف مائل ہی نہیں ہوتا۔ اگر وہ نیکی کی طرف آ بھی گیا تو بسا اوقات اس کا جی اسی سیاہی کے سبب نیکی میں نہیں لگتا اور وہ نیکیوں کے ماحول سے بھاگنے ہی کی تدبیریں سوچتا ہے۔ اس کا نفس اسے لمبی لمبی امیدیں دلاتا ہے، غفلت اسے گھیر لیتی ہے اور وہ بدنصیب نیکیوں اور اچھے اور پاکیزہ ماحول سے دور جا پڑتا ہے۔

ماہِ رمضان کی مبارک ساعتیں بلکہ پوری پوری راتیں وہ شخص لہو و لعب، فضولیات، کھیل کود، گانے باجے، تاش وشطرنج اور طرح طرح کے خرافات میں برباد کرتا ہے۔

گناہوں میں کمی تو آہی جاتی ہے

پیارے اسلامی بھائیو!

بہر کیف عام مشاہدہ تو یہی ہے کہ ماہِ رمضان میں ہماری مسجدیں غیر رمضان کے مقابلہ میں زیادہ آباد ہوجاتی ہیں۔ نیکیاں کرنے میں آسانیاں رہتی ہیں اور اتنا ضرور ہے کہ ماہ رمضان میں گناہوں کا سلسلہ کچھ نہ کچھ کم ہوجاتا ہے۔

رمضان المبارک کی تعظیم کی فضیلت

حدیث پاک میں ہے جب ماہِ رمضان کا چاند نکلتا ہے تو اللہ عزوجل حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو فرماتا ہے کہ حورانِ بہشت کو زینت کا حکم دو اور ندا کردو کہ اے اہل آسمان اور اے اہل زمین! ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے جو شخص اس کی تعظیم کرے گا، بخشا جائے گا اور شیطان کو قید کردو تا کہ روزہ دار گناہ کرنے سے محفوظ رہیں۔ (انیس الواعظین)

پیارے اسلامی بھائیو! رمضان المبارک کی تعظیم کیجئے اور ڈھیروں ثواب کمائیے اور جنت کی ابدی نعمتیں بھی حاصل کیجئے، خبردار، ہرگز ہرگز رمضان المبارک کی بے حرمتی نہ ہونے پائے، بسا اوقات نمازی اور روزہ دار لوگ بھی ماہ رمضان کی بے حرمتی کر کے قہر کو ابھار کر، غضب جبار کا شکار ہو کر عذاب نار میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ آنے والی حکایت کو بار بار پڑھیے، خاص کر وہ لوگ اس حکایت سے درس عبرت حاصل کریں جو روزہ رکھنے کے باوجود تاش، شطرنج وغیرہ ناجائز وحرام کاموں میں دن رات لگے رہتے ہیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ:

قبر کا بھیانک منظر

ایک بار حضرت سیدنا علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم زیارت قبور کے لئے قبرستان تشریف لے گئے، وہاں ایک تازہ قبر پر نظر پڑی، آپ کو اس کے حالات معلوم کرنے کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے یا اللہ! اس میت کے حالات مجھ پر ظاہر فرما۔ فوراً اللہ کی بارگاہ میں آپ کی التجا سنی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ اور اس مردے کے درمیان جتنے پردے حائل تھے تمام

اٹھا دیئے گئے۔ اب ایک ہیبت ناک منظر آپ کے سامنے تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مردہ آگ کی لپیٹ میں ہے اور رو رو کر آپ سے فریاد کر رہا ہے:

یا علی! میں آگ میں ڈوبا ہوا ہوں ہائے! آگ مجھے جلا رہی ہے۔ یا علی! میرے حال زار پر رحم فرمائیے اور پروردگار سے مجھ بے کس کی سفارش فرما کر مجھے اس ہولناک عذاب سے نجات دلائیے۔

قبر کے دہشت ناک منظر اور مردہ کی چیخ وپکار اور دردناک فریاد نے علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کو بے قرار کردیا۔ آپ نے اپنے رحمت والے پروردگار کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا دیئے اور نہایت ہی عاجزی کے ساتھ اس میت کی بخشش کے لئے درخواست پیش کی، غیب سے آواز آئی:

اے علی! آپ اس کی سفارش نہ ہی فرمائیں کیوں کہ روزے رکھنے کے باوجود یہ بدنصیب شخص رمضان المبارک کی بے حرمتی کرتا تھا۔ رمضان المبارک میں بھی گناہوں سے باز نہ آتا تھا۔ دن کو روزے تو رکھتا تھا پھر بھی راتوں کو گناہوں میں مبتلا رہتا تھا۔ علی کرم اللہ وجہہ الکریم یہ سن کر اور بھی رنجیدہ ہو گئے اور سجدہ میں گر کر رو رو کر عرض کرنے لگے یا اللہ! میری لاج تیرے ہاتھ میں ہے۔ اس بندے نے بڑی امید کے ساتھ مجھے پکارا ہے۔ میرے مالک! تو اس کے آگے رسوا نہ کر، اس کی بے بسی پر رحم فرمادے اور اس بیچارے کو بخش دے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رو رو کر مناجات کر رہے تھے۔ آخر کار اللہ عزوجل کو رحم آ ہی گیا۔ اس کی رحمت کا دریا موجزن ہوا اور ندا آئی اے علی! ہم نے تمہاری شکستہ دلی کے سبب اسے بخش دیا۔ چنانچہ اس مردے پر سے عذاب اٹھا لیا گیا۔ (انیس الواعظین)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل کے خوف سے کانپ جاؤ اور اس کی بارگاہ بے کس پناہ میں جلدی توبہ کرو۔ جب اس کے قہر وغضب کو جوش آتا ہے تو پھر نمازی

اور روزہ دار کو بھی پکڑا جاتا ہے اس لرزہ خیز حکایت سے درس عبرت حاصل کرو۔ اے جنت کے طلبگار روزہ دار اسلامی بھائیو! رمضان المبارک کے ان مقدس لمحات کو اس طرح فضولیات وخرافات میں برباد ہونے سے بچاؤ، زندگی مختصر سی ہے اس کو غنیمت جانو، دنیا میں جو عمل نیک جتنا گراں ہوگا کل قیامت کے روز نیکیوں کے پلڑے میں وہ اتنا ہی زیادہ وزن دار ہوگا۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ہمارے لئے روزہ رکھنا جتنا دشوار اور نفس بدکار کے لئے جتنا ناگوار ہوگا۔ ان شاء اللہ بروز شمار میزان عمل میں اتنا ہی زیادہ وزن دار ہوگا۔

روزہ فرض ہونے کی وجہ

اسلام میں اکثر اعمال کسی نہ کسی روح پرور واقعہ کی یادتازہ کرنے کے لئے مقرر کیئے گئے ہیں۔ مثلاً صفا ومروہ کے درمیان حاجیوں کی سعی حضرت سیدتنا ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی ان کی دونوں پہاڑوں کے درمیان کی سعی کی یادتازہ کرتی ہے۔ آپ نے لخت جگر حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے لئے پانی تلاش کرنے کے لئے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سعی کی تھی۔ اللہ عزوجل کو حضرت سیدتنا ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی یہ ادا پسند آ گئی۔

لہٰذا اسی سنت ہاجرہ کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھتے ہوئے حاجیوں کے لئے صفا ومروہ کی سعی کو لازمی قرار دے دیا۔ اسی طرح ایام رمضان میں سے کچھ دن ہمارے پیارے سرکار مدینے کے تاجدار ﷺ نے غار حرا میں گزارے تھے۔ ان دنوں میں آپ دن کو کھانے سے پرہیز کرتے تھے اور رات کو ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کی یادتازہ کرنے کے لئے روزے فرض کیئے تاکہ اس کے محبوب کی سنت قائم رہے۔

سابقہ امتوں کے روزے

روزہ گزشتہ امتوں میں بھی تھا مگر اس کی صورت ہمارے روزوں سے مختلف تھی۔ مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵، کو روزہ رکھتے تھے۔ حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ السلام ہمیشہ روزہ رکھتے اور حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھتے تھے اور حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن نہ رکھتے۔

روزہ کا خصوصی انعام

پیارے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں روزہ کی کئی خصوصیات ارشاد فرمائی گئی ہیں حدیث پاک میں کتنی پیاری بشارت ہے اس روزدار کیلئے جس نے اس طرح روزہ رکھا جس طرح روزہ کا حق ہے۔ یعنی روزہ کے تمام آداب ملحوظ رکھتے ہوئے اس نے روزہ رکھا۔ یعنی پیٹ کو کھانے پینے اور اپنے آپ کو جماع سے باز رکھنے کیساتھ ساتھ اپنے تمام اعضا کو بھی گناہوں سے باز رکھنے کیساتھ ساتھ اپنے تمام اعضا کو بھی گناہوں سے باز رکھا، تو وہ روزہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسکے تمام پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوگیا۔ اور حدیث مبارک کا یہ فرمان عالیشان تو خاص طور پر قابل توجہ ہے جیسا کہ سرکار ابدقرار ﷺ اپنے پروردگار کا فرمان ذیشان سناتے ہیں:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزٰی بِہٖ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

حدیث قدسی کے اس ارشاد پاک کو بعض محدثین کرام نے انا اجزی بہ بھی پڑھا ہے جیسا کہ تفسیر نعیمی وغیرہ میں ہے تو پھر معنی یہ ہوں گے۔

روزہ کی جزاء میں خود ہی ہوں۔

سبحان اللہ! یعنی اللہ عزوجل گویا فرمارہا ہے کہ روزہ رکھ کر روزہ دار بذات خود مجھے ہی پالیتا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اعلان ہوا ہے کہ جو اچھے اعمال کرے گا، اسے جنت ملے گی۔

ایک روزہ چھوڑنے کا نقصان

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جس نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت وبغیر مرض افطار کیا تو زمانہ بھر کا روزہ اس کی قضا نہیں ہوسکتا اگرچہ بعد میں رکھ بھی لے۔ (بخاری)

یعنی وہ فضیلت جو رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کی تھی۔ اب کسی طرح نہیں پاسکتا، لہٰذا ہمیں کسی طرح غفلت کا شکار ہوکر روزے جیسی عظیم الشان نعمت نہیں چھوڑنی چاہئے۔ بعض بھائی بہن روزہ رکھ کر بغیر صحیح مجبوری کے بعض اوقات توڑ ڈالتے ہیں۔ روزہ سرے سے نہ رکھنا گناہ کبیرہ اور رکھ کر توڑ دینا بھی اشد گناہ ہے۔ وقت سے پہلے افطار کرنے سے یہی مراد ہے کہ روزہ تو رکھ لیا مگر سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے جان بوجھ کر کسی صحیح مجبوری کے بغیر توڑ ڈالا۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اپنے قہر وغضب سے بچائے۔ آمین!

آنکھ کا روزہ

پیارے اسلامی بھائیو! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ انسان کے جسم کے جتنے اعضا ہیں ان میں ہر ایک عضو کا روزہ ہے۔ تو آنکھ کا روزہ اس طرح رکھنا چاہئے کہ آنکھ جب بھی اٹھے تو صرف اور صرف جائز امور ہی کی طرف اٹھے۔ آنکھ سے مسجد دیکھئے، قرآن

مجید دیکھئے، مزارات اولیاء کی زیارت کیجئے، نیک بندوں کا دیدار کیجئے، اللہ عزوجل دکھائے تو کعبہ معظمہ دیکھئے، مکہ مکرمہ کی مہکی مہکی گلیاں اور وہاں کوچہ وبازار دیکھئے، سنہری جالیوں کے انوار دیکھئے، جنت کی پیاری پیاری کیاری کی بہار دیکھئے، مہکے مہکے مدینہ کے درودیوار دیکھئے، سبز سبز گنبد ومینار دیکھئے اور مدینے کے صحرا وگلزار دیکھئے۔ پیارے بھائیو! آنکھ کا روزہ دیکھئے اور ضرور رکھئے بلکہ آنکھ کا روزہ تو چوبیس گھنٹے تیسوں دن اور بارہ مہینے ہونا چاہئے۔ اللہ عزوجل کی عطا کردہ مقدس آنکھوں سے ہرگز ہرگز فلم نہ دیکھئے، ڈرامے نہ دیکھئے، نامحرم عورتوں کو نہ دیکھئے، کسی کا کھلا ہوا ستر نہ دیکھئے۔

کان کا روزہ

کانوں کا روزہ یہ ہے کہ صرف اور صرف جائز باتیں سنیں، مثلاً کانوں سے تلاوت ونعت سنئے، سنتوں کا بیان سنئے، اذان واقامت سنئے، سن کر جواب دیجئے، قرأت سنئے، اچھی اچھی باتیں سنئے، ڈھول نہ سنئے، کسی کے عیب ہرگز ہرگز نہ سنئے، غیبت نہ سنئے، کسی کی چغلی نہ سنئے، کسی کے عیب ہرگز ہرگز نہ سنئے، حدیث پاک میں آتا ہے جو کسی کا عیب سنتا ہے اسکے کانوں میں پکھلا ہوا سیسہ ڈالا جاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

زبان کا روزہ

زبان کا روزہ یہ ہے کہ زبان صرف اور صرف نیک وجائز باتوں کے لئے ہی حرکت میں آئے۔ مثلاً زبان سے تلاوت قرآن کیجئے، ذکر ودرود کا ورد کیجئے، نعت شریف پڑھئے، سنتوں کا بیان کیجئے، اچھی اور پیاری پیاری دینداری والی باتیں کیجئے، خبردار گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت، چغلی، فضول بک بک وغیرہ سے زبان ناپاک نہ ہونے پائے کہ چمچہ اگر نجاست میں ڈال دیا جائے تو دو ایک گلاس پانی سے پاک

بھی ہو جائے گا، مگر زبان بے حیائی کی باتوں سے ناپاک ہوگئی تو اسے سات سمندر بھی نہیں دھوسکیں گے۔

ہاتھوں کا روزہ

ہاتھوں کا روزہ یہ ہے کہ جب بھی ہاتھ اٹھیں تو صرف نیک کاموں کے لئے اٹھیں، مثلاً ہاتھوں سے قرآن مجید چھوئیں، ہوسکے تو ہاتھوں سے کسی نابینا کو لے کر چلیں کہ قدم قدم پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ نیک لوگوں سے مصافحہ کریں کہ ان شاء اللہ ہاتھ جدا ہونے سے پہلے پہلے دونوں کی مغفرت ہو جائیں گی۔ ہوسکے تو کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیریں کہ ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ہر بال کے عوض ایک ایک نیکی ملے گی۔ خبردار! کسی پر ظلماً ہاتھ نہ اٹھیں، رشوت دینے اور لینے کے لئے نہ اٹھیں نہ کسی کا مال چرائیں۔

پاؤں کا روزہ

پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ پاؤں اٹھیں تو صرف نیک کاموں کیلئے اٹھیں، مثلاً پاؤں چلیں تو مسجد کی طرف چلیں، سنتوں کے اجتماع کی طرف چلیں، نیک صحبتوں کی طرف چلیں، کسی کی مدد کیلئے چلیں، کاش! مکہ ومدینہ کی طرف چلیں، طواف وسعی میں چلیں۔

آداب رمضان المبارک

- شوق وذوق سے رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔
- چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

(اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی)

- رمضان میں عبادات کا مزید اہتمام کرنا چاہئے۔
- تراویح میں قرآن کا اہتمام کرنا چاہئے۔
- قرآن پاک کے ختم کرنے کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام کرنا چاہئے۔
- تراویح پوری بیس رکعت پڑھنی چاہئے۔
- صدقہ خیرات میں اضافہ کردینا چاہئے۔
- رمضان کی تمام راتوں میں جاگنے کا اہتمام کرنا چاہئے خاص کر آخری عشرے میں تو بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔
- رمضان میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ نہایت نرمی اور شفقت کا سلوک کرنا چاہئے۔ ● دعاؤں کا بھی خواب اہتمام رکھنا چاہئے۔
- رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف بھی کرنا چاہئے۔

روزے کے آداب

- اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو بعد میں قضاء کرنا ضروری ہے۔
- سفر کے دوران یا مرض کی شدت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔
- روزے میں چغلی، غیبت اور گناہوں سے خصوصیت سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ● روزے کی مشقت خوشی خوشی برداشت کرنی چاہئے۔
- روزے نہ رکھ سکے اور انتقال ہو جائے تو پھر ہر روزہ کے بدلے صدقہ فطر کے برابر فدیہ دینا چاہئے۔
- سحری بھی کھانی چاہئے۔
- سورج غروب ہونے کے بعد جلدی افطار کرنا چاہئے۔ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے: (اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ)

جب روزہ افطار کرلیں تو پھر یہ دعا پڑھنی چاہئے:

(ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرِ اِنْشَاءَ اللّٰه)

● باوجود، قبلہ رخ ہوکر اور بیٹھ کر تلاوت کرنی چاہئے۔

● تلاوت شروع کرنے سے پہلے خوشبو بھی لگا لیں۔

● تلاوت شروع کرنے سے پہلے ''اعوذ باللہ ....الخ'' اور ''بسم اللہ.... الخ'' دونوں پڑھے۔

● قرآن مجید کو تکیہ، رحل یا کسی اونچی پاک جگہ پر رکھ کر تلاوت کرے۔

● تلاوت کرتے وقت لباس بھی پاک صاف ہو۔

● یکسوئی کی جگہ بیٹھ کر تلاوت کرے تا کہ آنے جانے والوں کی پشت قرآن کی طرف نہ ہو۔

● تلاوت کے وقت وقار کے ساتھ بیٹھے۔ آیت رحمت پر رحمت کی دعا مانگے اور آیت عذاب پر مغفرت کی دعا کرے۔

● جہاں تک ممکن ہو خوش الحانی سے قرآن کو پڑھے۔ قرآن کو تجوید کے اصولوں یعنی مخارج اور صفات کی ادائیگی کے ساتھ پڑھے۔

● جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں وہاں آہستہ تلاوت کرنی چاہئے۔ ● اگر اکیلے میں ہو اور کسی کو تکلیف نہ ہو تو پھر زور سے بھی پڑھنا صحیح ہے۔

● وقت کا خیال رکھتے ہوئے تلاوت کرے۔

● دورانِ تلاوت جہاں تک ممکن ہو بات نہ کرے، اگر ضرورت سے بات کرے تو پھر اعوذ باللہ پڑھ کر دوبارہ تلاوت شروع کرے۔

● جب تلاوت کرتے کرتے تھکاوٹ محسوس ہو تو پھر طبیعت میں بشاشت آنے تک تلاوت کو روک دے۔

● آیت سجدہ کی تلاوت کے فوری بعد سجدہ کرنا بہتر ہے۔

● قرآن مجید کے اوپر کوئی چیز نہیں رکھنی چاہئے اگرچہ قلم، ٹوپی اور عینک ہی کیوں نہ ہو۔ ● قرآن مجید پر کوئی کتاب وغیرہ بھی نہیں رکھنا چاہئے اگرچہ وہ کتاب دینی ہی کیوں نہ ہو۔

● بغیر کسی عذر کے لیٹ کر تلاوت کرنا صحیح نہیں۔

● ایسا قرآن پڑھنا کہ سمجھ میں نہ آسکے یہ صحیح نہیں۔

● جس کاغذ پر آیت قرآنی ہو اس کو دستر خوان بنانا درست نہیں۔

● قرآنی حروف والی انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء میں نہیں جانا چاہئے۔

دعا کے آداب

● دعا مانگنے والا یقین کامل کے ساتھ دعا کرے۔

● دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنی چاہئے۔

● باوضو قبلہ رخ بیٹھ کر دعا کرنی چاہئے۔

● آواز کو پست رکھنا چاہئے۔

● دعا مانگنے والے کا کھانا پینا اور لباس حلال ہونا چاہئے۔

● دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیک عمل کر لینا چاہئے۔

● دوزانوں ہوکر دعا مانگنی چاہئے۔

● خوف کی حالت اختیار کرنی چاہئے۔

● دعا میں قافیہ بندی نہیں کرنا چاہئے۔

● آسمان کی طرف نہیں دیکھنا چاہئے۔

● عاجزی اور تواضع کے ساتھ دعا کرنی چاہئے۔

● دعاء ماثورہ مسنونہ بھی پڑھنی چاہیئے۔

● اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے دعا کرنی چاہیئے۔

● صرف اپنے لئے نہیں بلکہ تمام ہی مسلمانوں کے لئے دعا مانگنی چاہیئے۔

● باربار (تین مرتبہ) ایک دعا کو مانگے۔

● گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہیں کرنی چاہیئے۔

● شروع اور آخر میں درود شریف پڑھنا چاہیئے۔

● ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنی چاہیئے اور یہ ہاتھ سینے تک اٹھانے چاہئیں۔

● دعا میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ مثلاً یہ کہے کہ اتنے دن ہوگئے دعا قبول ہی نہیں ہوئی۔

● ناممکن چیز کی دعا نہیں کرنی چاہیئے۔

● اللہ کی ذات اور صفات کا واسطہ دے کر دعا کرنی چاہیئے۔

● حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

● چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بھی دعا اللہ سے کرنی چاہیئے۔

● دعا کے آخر میں آمین کہنا چاہیئے۔

● دعا کے آخر میں ہاتھوں کو منہ پر پھیر لینا چاہیئے۔

● اوقات مستحبہ میں دعا کرنی چاہیئے۔

نماز تراویح کے آداب

● رمضان کے مہینے میں مردوں اور عورتوں دونوں کو بیس رکعات تراویح پڑھنی چاہئیں۔ ● تراویح میں بہتر یہ ہے کہ دو دو رکعات کر کے پڑھی جائیں۔

● اگر چار رکعات کے ساتھ تراویح پڑھی تب بھی درست ہے۔

● اگر عشاء کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہوگئی تو اب اس کے بعد پڑھی جانے والی تراویح بھی درست نہیں ہوگی۔ ● تراویح رمضان کی ہر رات کو پڑھنی چاہیئے۔

● تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن ختم کرنا بھی سنت ہے۔

● گھر میں اگر تراویح پڑھی جائے تو تب بھی درست ہے مگر مسجد کی فضیلت نہیں ملے گی۔ ● ایک مسجد میں تراویح کی متعدد جماعت ہونا اچھا نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ ● جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی ،تو وہ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

● بلا عذر تراویح بھی بیٹھ کر نہیں پڑھنی چاہئیں۔

● مقتدی بیٹھا رہے اور جب امام رکوع میں جانے لگے تو رکوع میں امام کے ساتھ چلا جائے ایسا کرنا درست نہیں۔

● نابالغ لڑکے کے پیچھے تراویح کی نماز درست نہیں ہوگی۔

● تراویح پڑھانے والے نے داڑھی ایک مشت سے کم رکھی ہو، یا رمضان کے بعد وہ مونڈ دیتا ہو تو ایسے شخص کے پیچھے تراویح نہیں پڑھنی چاہیئے۔ (مکروہ) ہے۔ ● تراویح کی چار رکعات کے بعد اتنی دیر بیٹھنا اچھا اور مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعات پڑھی گئی ہیں۔

● رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنے چاہئیں، اگر کسی کی تراویح کی رکعات رہ جائیں تو وہ وتر جماعت کے ساتھ پڑھ کر تراویح کو پھر پڑھ لے۔

● تراویح میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین مرتبہ پڑھنے کے بجائے ایک ہی مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔ ● بیس تراویح کے ختم پر وتر سے پہلے اجتماعی دعا کا التزام نہیں کرنا چاہیئے۔ ● چار رکعات تراویح کے بعد تسبیح پڑھے یا خاموش رہے، بعض فقہاء نے چار رکعات تراویح کے بعد اس دعا کے پڑھنے کو اچھا سمجھا ہے۔

(سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ. سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لاَ یَنَامُ وَلاَیَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ، اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ)

اعتکاف کے آداب

- رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرنا سنت موکدہ ہے۔
- اعتکاف کے لئے سب سے بہتر جگہ مسجد حرام، پھر مسجد نبوی ﷺ اور پھر مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) ہے۔
- رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہوجانا چاہیئے۔ جو مسجد ویران ہو اس میں اعتکاف کرنا صحیح نہیں۔
- کئی استنجاء خانے (بیت الخلاء) ہوں تو اعتکاف کرنے والے کو قریبی استنجاء خانے میں جانا چاہیئے۔
- استنجاء خانے میں اگر پہلے سے کوئی موجود ہو تو مسجد میں اس کے نکلنے کا انتظار کرنا چاہیئے۔ ● اعتکاف کرنے والے کو وضو پر وضو، وضوخانے میں جا کر نہیں کرنا چاہیئے۔ ● لباس بھی مسجد میں ہی تبدیل کرنا چاہیئے۔ معتکف کو چاہیئے کہ وضو اور غسل مسجد میں کرے بشرطیکہ اس کا پانی مسجد میں نہ گرے۔
- وضو کرتے وقت بات کرسکتا ہے اور باہر جا کر بات کرنا منع ہے۔
- کھانا لانے والا کوئی نہیں تو لینے کے لئے جاسکتا ہے۔
- مسجد کے اندر بدبودار چیز کے کھانے سے احتراز کرنا چاہیئے۔
- اعتکاف کرنے والا جنازہ اور عیادت کے لئے بھی نہیں جاسکتا۔

- اپنے محلّہ کی مسجد میں اعتکاف کرنا بہتر ہے۔
- بیت الخلاء میں قبض کی وجہ سے دیر ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔
- مسجد میں اگر بیت الخلاء نہ ہو تو اب یہ گھر بھی جاسکتا ہے مگر فراغت کے بعد رکے نہیں۔ ● لنگی یا کپڑے وغیرہ میں نجاست لگ جائے تو اس کے دھونے کے لئے معتکف وضوخانہ میں جاسکتا ہے دھونے کے بعد نہ رکے۔
- معتکف مسجد میں حجامت بنواسکتا ہے مگر بال وغیرہ مسجد میں نہ گرنے دے۔ ● معتکف مسجد میں خرید وفروخت کرسکتا ہے۔
- معتکف بقدر ضرورت سامان مسجد میں رکھ سکتا ہے مثلاً تکیہ، چادر، بستر وغیرہ۔

عورتوں کے اعتکاف کے چند آداب

- عورتوں کو مساجد کے بجائے گھر میں اعتکاف کرنا چاہیئے۔
- گھر میں جو جگہ نماز وغیرہ کے لئے معین ہو اسی میں اعتکاف کرنا چاہیئے۔
- عورتوں کے لئے مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
- عورتوں کو اعتکاف کے لئے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔
- شوہر کو بھی بیوی کو اعتکاف سے روکنا درست نہیں۔
- عورتوں کو بھی اپنے اعتکاف کی جگہ سے صرف پیشاب، پاخانہ کے لئے جانے کی اجازت ہے اس کے علاوہ اور دوسرے کاموں کی اجازت نہیں ہوگی۔
- اعتکاف کے دوران ہمبستری کرنے سے اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے۔
- حیض آنے سے اعتکاف ختم ہوجاتا ہے۔
- استحاضہ سے اعتکاف پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔
- حیض آنے کے بعد صرف ایک دن کی قضاء کرنی چاہیئے۔

زکوٰۃ دینے کے آداب

● جس کے پاس نصاب موجود ہواس کا زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔

● نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے پر ایک سال گزرنا شرط ہے۔

● زکوٰۃ کھلم کھلا دیں تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ملے۔

● جس کو زکوٰۃ دی ہے بعد میں اس پر احسان نہ جتلائے۔

● زکوٰۃ خوش دلی سے دینی چاہئے۔

● عبادت سمجھ کر زکوٰۃ دینی چاہئے۔

● سال پورا ہو جانے کے فوری بعد زکوٰۃ نکال دینی چاہئے۔ ● زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد غرور اور فخر میں بھی مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ ● فقیروں اور محتاجوں کو اپنا محسن سمجھنا چاہئے کہ ان کی وجہ سے اس کی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

☆☆☆

ماہ رمضان آرہا ہے

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

چونکہ رمضان شریف کا زمانہ نزدیک آگیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ اس کے کچھ احکام بیان کردیئے جائیں یہ تو سب کو معلوم ہے کہ روزہ فرض ہے اس کے تو بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور ایسے ہی تراویح کو بھی سب لوگ جانتے ہیں کہ ضروری ہے اس کے بھی بیان کرنے کی حاجت نہیں۔

روزہ میں برے کام کرنے کیسے ہیں

ہاں اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ بعض لوگوں نے اس مہینہ میں کچھ بری باتیں بڑھا رکھی ہیں اور جو اس کی یہ ہے کہ ان لوگوں کو یا تو بالکل علم نہیں یا ہے تو مگر کم ہے یا جانتے بھی ہیں مگر احتیاط نہیں کرتے، بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس مہینہ میں بھی برے کاموں سے نہیں رکتے سوچتے نہیں کہ اللہ میاں نے تو اس مہینہ میں ان چیزوں کو بھی حرام کردیا جو پہلے حلال تھیں، پھر جو چیزیں پہلے ہی سے حرام ہیں وہ کس قدر زیادہ حرام ہوگئی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے تو روزہ رکھنے کی وجہ یہ

بتلائی ہے کہ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ روزہ اس واسطے ہے کہ تم پرہیزگار ہوجاؤ، اب ہر شخص سوچ لے کہ رمضان میں پہلے سے کتنا زیادہ پرہیزگار ہوگیا۔ پہلے کی حالت میں اور اب کی حالت میں کتنا فرق ہوا، بدنگاہی کو چھوڑ دیا نہیں، غیب سے یعنی کسی کو پیٹھ پیچھے برا کہنے سے رکا یا نہیں مگر دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بات بھی نہیں چھوڑی، دونوں حالتیں ایک سی ہیں، کسی بات میں کچھ کمی نہیں ہوئی، بس فقط ایک کام یہ کیا کہ کھانا کھانے کے وقت بدل دیئے ہیں کچھ کھانے میں کمی بھی نہیں کی جتنا پہلے کھاتے تھے اتنا ہی رمضان میں بھی کھاتے ہیں۔

غرض کہ اللہ تعالیٰ نے تو روزہ اس واسطے ہم پر فرض کیا تھا کہ برائیاں کم ہوجائیں، مگر لوگوں نے کچھ بھی کم نہ کیں۔ اللہ والے تو کھانا بھی اس مہینہ میں پہلے سے کم کھاتے ہیں اور بعض تو فقط اتنا ہی کھاتے ہیں کہ اس سے زندگی باقی رہے اور اس سے زیادہ نہیں کھاتے انہوں نے سوچ لیا کہ ہمیشہ اچھی طرح کھایا ایک مہینہ عبادت ہی کے واسطے سہی اسی وجہ سے تو انہوں نے کچھ حاصل بھی کرلیا۔ غرض کہ ان لوگوں نے کھانے میں بھی کمی کردی مگر یہ بات ضروری نہیں ایک ثواب کا کام ہے اس کو وہی لوگ کرسکتے ہیں جو بڑے دیندار ہیں، یہ ہر شخص سے نہیں ہوسکتا۔ مگر گناہ تو چھوڑ دو، خیر کھانا اگر پہلے کے برابر ہی کھاؤ تو جائز ہے مگر گناہ تو کسی طرح جائز نہیں لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ دن بھر گناہوں میں گھرے رہتے ہیں بلکہ بعضے تو رمضان میں اور زیادہ گناہ کرنے لگتے ہیں۔ اسی کو دیکھ لیجئے کہ صبح کی نماز اس مہینہ میں اپنے وقت پر ہوتی ہے یا نہیں سو کہیں بھی نہیں ہوتی اس نماز کو تو وقت سے دیر کر کے پڑھنے کی عادت ہوگئی، بہتیروں کی تو قضا ہوتی ہے اور قضا نہ بھی ہو تو اتنی دیر تو ضرور ہی ہوجاتی ہے جس سے جماعت رہ جاتی ہے، خوش ہیں کہ ہم نے روزہ رکھ لیا بڑا تعجب ہے کہ نماز کو چھوڑ دیا بھلا فقط روزہ اس کے لئے کیسے کافی ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو

اپنی بخشش کو اس قدر بڑھا دیا کہ دس گنا ثواب دینے کا وعدہ فرمادیا اور ہم اس قدر گناہ کرتے ہیں کہ نیکیوں کو دس گنا کردینے پر بھی ہمارے گناہ ہی زیادہ رہتے ہیں، چاہئے تو یہ تھا کہ نیکیاں بڑھی رہتیں، اور اس کو بھی اگر جانے دیجئے تو برابر تو رہتیں، کیونکہ اس حالت میں بھی ان کے یہاں نیکیاں زیادہ سمجھی جاتیں اس لئے کہ ان کی مہربانی ان کے غصہ سے بھی بڑھی ہوئی ہے تو جب برائیاں اور بھلائیاں دونوں برابر ہوں گی تب بھی رحمت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے بھلائیوں ہی پر نظر کریں گے۔ اور جب ہماری یہ حالت ہے کہ وہ تو ایک نیکی کو دس نیکیاں بنادیتے ہیں اور پھر بھی ہمارے گناہ ہی بڑھے رہتے ہیں تو پھر ہمارا کیا حال ہونا ہے۔ اچھا اس کو بھی جانے دیجئے اگر ہمیشہ ہم گناہوں کو گھٹا نہیں سکتے تو رمضان میں تو ایسا کرلیا جاوے۔

رمضان کے مہینہ کی عبادت کا اثر تمام سال رہتا ہے

تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ عبادت کا اثر اس کے بعد گیارہ مہینہ تک رہتا ہے جو کوئی رمضان میں نیکی طبیعت پر زور دے کر بھی کرلیتا ہے تو اس کے بعد آسانی سے نیکی کرسکتا ہے اور جو کوئی رمضان میں کسی گناہ سے بچا رہے تو تمام سال آسانی سے اس سے بچ سکتا ہے اور اس مہینہ میں گناہ چھوڑنے کچھ مشکل نہیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان قید کردیئے جاتے ہیں۔ پس جب شیطان قید ہوگئے تو گناہ خود ہی کم ہوجائیں گے اور ان کا چھوڑ دینا آسان ہوجائے گا کیونکہ گناہ کی رغبت دلانے والی دو چیزیں ہیں ایک تو شیطان دوسرے نفس پس شیطان تو قید کردیئے گئے اب صرف ایک نفس گناہوں کی طرف رغبت دلانے والا رہ گیا۔ پس ایک کو روک لینا آسان ہے۔ پہلے کی طرح رمضان میں دونوں کو روکنے کی مشقت نہیں اٹھانی پڑے گی اس ایک مہینہ میں یہ تکلیف اٹھالینی کوئی بڑی بات نہیں اور جب

اس مہینہ میں گناہ چھوڑے رکھو گے تو پھر تمام سال بچا رہنا آپ ہی آسان ہو جائے گا۔غرض اس مہینہ میں ہر عضو کو گناہ سے بچایا جائے۔

جھوٹ: ایک زبان ہی کے بیس گناہ ہیں جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ایک ان میں سے جھوٹ بھی ہے جس کو لوگوں نے ایسا بنا رکھا ہے جیسے ماں کا دودھ ہوتا ہے کہ اس سے کوئی بچا ہوا نہیں ہوتا۔ اور جھوٹ وہ چیز ہے کہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ اور پھر اس کو ہم مسلمان کیسا مزہ دار سمجھتے ہیں حالانکہ جھوٹ کے ذرا سے لگاؤ ہو جانے سے بھی گناہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے ایک بچہ سے بہلانے کے طور پر یوں کہا کہ یہاں آؤ چیز دیں گے،تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ آجائے تو کیا چیز دوگی۔ انہوں نے دکھایا کہ یہ کھجور ہے میرے ہاتھ میں۔فرمایا اگر تمہاری نیت کچھ دینے کی نہ ہوتی تو یہ گناہ لکھا جاتا دیکھا آپ نے جھوٹ ایسی بری چیز ہے۔ خیر یہ تو بڑے لوگوں کی باتیں ہیں، اگر اس سے نہ بچ سکے تو جو کھلم کھلا جھوٹ ہے اس سے تو بچنا چاہئے اور پھر خاص کر روزہ میں۔

غیبت: دوسرا گناہ زبان کا یہ ہے کہ لوگوں کے پیٹھ پیچھے ان کی ایسی باتیں کرے جن سے وہ برا مانیں اسے غیبت کہتے ہیں۔ لوگ یوں کہا کرتے ہیں کہ میاں ہم تو اس کے منہ پر کہہ دیں۔ اجی اگر منہ پر عیب نکالو گے تو کون سا اچھا کرو گے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ اگر منہ پر برا کہو گے تو بدلا بھی پاؤ گے۔ وہ شخص تمہیں برا کہہ لے گا یا اپنے سے اس دھبہ کو مٹا دے گا۔ پیچھے برائی کرنا تو دھوکے سے مارنا ہے۔

یاد رکھو جیسا کہ دوسروں کے مال کی قدر اور عزت ہے ایسی ہی بلکہ اس سے زیادہ آبرو کی عزت ہے۔ دیکھو نا جب آبرو پر آبنتی ہے تو مال تو کیا چیز ہے جان تک کی پرواہ نہیں رہتی تو جب دوسرے کے مال ہی پر ہاتھ ڈالنا جائز نہیں تو آبرو پر ہاتھ ڈالنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ مگر غیبت ایسی پھیل گئی ہے کہ باتوں میں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ

غیبت ہو گئی یا نہیں اس سے بچنے کی ترکیب تو بس یہی ہے کہ کسی کا بھلا یا برا کچھ بھی ذکر نہ کیا جایہ کیونکہ بھلائی کا ذکر بھی اگر کرو گے تو شیطان دوسرے کی برائی تک پہنچا دیتا ہے اور کہنے والا سمجھتا ہے کہ میں بھلائی کا ذکر کر رہا ہوں حالانکہ برائی کے مل جانے سے وہ بھلائی بھی کری بے کری برابر ہو گئی۔ اجی حضرت آپ کو تو اپنے ہی کام بہتیرے ہیں پہلے ان کو پورا کیجئے آپ کو دوسرے کی کیا پڑی اور گناہ ہونے کے سوائے غیبت میں کچھ مزہ بھی تو نہیں اور دنیا میں بھی نقصان ہے کیونکہ جب دوسرا آدمی سنے گا تو عداوت پیدا ہو جائے گی، پھر آپ خود ہی سمجھ لیجئے کہ اس کا کیا اثر ہوگا۔ اسی طرح زبان کے بہت گنا ہیں سب سے بچنا ضروری ہے اور ایک گناہ روزہ کے ساتھ خاص ہے وہ یہ ہے کہ حرام مال سے روزہ افطار کیا جائے، بڑے تعجب کی بات ہے خیال تو کیجئے کہ اس مہینہ میں حلال کھانا بھی ایک وقت میں حرام ہو گیا پھر یہ کونسی عقل کی بات ہے کہ دن بھر تو اسے لوگ چھوڑے رہیں تو شام کو حرام سے افطار کریں۔

تراویح میں جو خرابیاں کر رکھی ہیں ان کا بیان

اب ایک عمل خاص رمضان کا اور ہے جیسے دن کا عمل روزہ ہے ایسے ہی رات کا عمل تراویح ہے۔ اس میں یہ خبط کر دیا ہے کہ تراویح کی بیس رکعت گنتی میں تو پوری کر لیتے ہیں مگر یہ پتہ نہیں چلتا کہ ان میں توریت پڑھی جاتی ہے یا انجیل پڑھی جاتی ہے۔ اتنا تیز پڑھتے ہیں کہ یا تو شروع کا حرف سمجھ میں آتا ہے یا رکوع میں جاتے وقت جو اللہ اکبر کہتے ہیں وہ سمجھ میں آتا ہے ایک حافظ کا قصہ ہے کہ قرآن شریف پڑھتے پڑھتے جہاں بھولے وہاں اپنی طرف سے بنا کر پڑھ دیا۔ مدتوں تک بڑی تعریف ہوتی رہی کہ ان کو کہیں متشابہ بھی نہیں لگتا۔ لاحول ولا قوۃ، صاحبو! اللہ میاں کو دھوکہ مت دو جیسے کہ پوری بیس رکعت گناتے ہو ایسے ہی انہیں ڈھنگ سے سر بھی تو

کرلو، ایک یہ ظلم ہوات ہے کہ حافظ نمازیوں کو بھگاتا ہے۔ اتنی لمبی لمبی رکعتیں کرتا ہے کہ کوئی ٹھہر ہی نہ سکے پانچ پانچ سیپارہ ایک ایک رکعت میں بھلا پھر کون رکے، حضور ﷺ تو فرماتے ہیں کہ خوش خبری سناؤ اور نفرت مت دلاؤ، اور آسانی کرو اور تنگی میں مت ڈالو ہاں ایسی ہی شوق ہے تو تہجد میں جتنا چاہو پڑھو، اور کسی کا بھی شریک ہونے کو دل چاہے تو اس میں شریک ہو جاوے۔ مگر اس میں بھی امام کے سوا تین سے زیادہ جماعت میں نہ ہوں، کیونکہ کتابوں میں اس کو بھی مکروہ لکھا ہے۔

غیر عورتوں کو قرآن شریف تراویح میں سنانا

ایک بدعت رمضان میں یہ کر رکھی ہے کہ حافظ گھروں میں جا کر غیر عورتوں کو محراب سناتے ہیں اس میں بہت سی خرابیاں ہیں ایک یہ کہ غیر مرد جب خوش آوازی سے پڑھے تو اس کی آواز عورت کو سننا ایسے ہی منع ہے جیسے کہ مرد غیر عورت کی آواز سنے اور رواج یہی ہے کہ خوش آواز مرد تلاش کئے جاتے ہیں اور حافظ صاحب بھی مردوں کی جماعت میں تو شاید سادہ سادہ ہی پڑھتے مگر عورتوں میں خوب بنا بنا کر پڑھتے ہیں بھلا عورتوں کو جماعت کی کونسی ضرورت ہے اپنی اپنی الگ پڑھیں اور انہیں کچھ محراب سننے کی بھی ضرورت نہیں اگر حافظ ہیں تو تنہا تنہا اپنی تراویح ختم کرلیں اور اگر حافظ نہیں تو الم ترکیف سے پڑھ لیں اور ایسا ہی شوق ہے تو روزمرہ جتنا ہو سکے ناظرہ قرآن پڑھ لیا کریں۔

ختم کے دن زیادہ چراغ جلانے میں کیا کیا خرابیاں ہیں

ایک بدعت رمضان شریف میں یہ کر رکھی ہے کہ قرآن شریف کے ختم کے روزہ بہت سے چراغ جلاتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ روشنی کرتے ہیں لوگ کہتے

ہیں کہ اس سے دین کی رونق زیادہ ہوتی ہے ہم کہتے ہیں کہ رمضان میں ہی دین کو رونق دینے کی ضرورت ہے یا باقی تمام مہینوں میں بھی تو پھر ہمیشہ بہت سے چراغ جلایا کیجئے یا یوں کہئے کہ اور دنوں میں دین کے چھپانے کا حکم ہے خوب جان لیجئے کہ رونق اور عزت نیک کاموں ہی سے ہوتی ہے۔

سارے وعظ کا خلاصہ

اور جو کچھ سارے وعظ کا خلاصہ ہے اس کو دہراتا ہوں کہ روزہ رکھا مگر پیٹ حرام سے بھرا اور دن کو بھی غیبت وغیرہ میں پھنسے رہے تو یہ روزہ کس کام کا ہوا۔ حاصل یہ ہوا کہ روزے کے جو آداب ہیں اور جو اس کے حق ہیں انہیں سیکھو، اور عورتوں کو بھی سکھاؤ۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے بہت سے روزے رکھنے والے اور رات کو نفلیں پڑھنے والے ایسے ہیں کہ ان کی بھوک اور پیاس کی اللہ میاں کو کچھ حاجت نہیں۔ اور اگر جیسے کہ روزہ رکھنا چاہئے تھا ویسا ہی رکھ لیا تو اس کے حق میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ روزہ اور نماز دونوں شفاعت کریں گے پس اس کے ساتھ دو نگہبان عذاب سے بچانے کے لئے موجود ہوں گے۔ پھر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جس کے لئے دو سرکاری نگہبان موجود ہوں اس کی کیسے نجات نہ ہوگی، خدائے تعالیٰ عمل کی توفیق بخشیں۔ آمین!

☆☆☆

رمضان المبارک

۱۴۳۱ھ میں رمضان المبارک سے قبل حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے وعظ فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ . وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ. قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّائِمُوْنَ تَنْفَعُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ رَائِحَةُ الْمُسْكِ اِلٰى آخِرِ الْحَدِيْثِ. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

اللہ کا فضل وکرم ہے کہ رمضان المبارک اور اس کی برکتیں اور رحمتیں اللہ تعالیٰ نے پورے عالم اسلام کے مسلمان کو عطا فرمائی ہے رمضان المبارک یہ ایک تدریبی کورس ہے جس میں انسان کی زندگی کے نظام کو اور یعنی لائف سسٹم کو منظم طریقے سے اللہ تبارک وتعالیٰ بندے کو پابند کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس مبارک مہینے میں انسان کے جو صبح وشام ہیں دن اور رات ہیں ان کو قرآن وسنت کے مطابق گذارنے اور سلیقہ

مندی کے ساتھ استعمال کرنے کا انسان عادی ہوجائے یہی ہے روزے کا مقصد، روزہ بھوکے رہنے کا نام نہیں ہے روزہ ایک ایسی عظیم الشان مہتم بالشان عبادت ہے کہ روزے دار ہی کو صرف معلوم ہے کہ وہ روزے سے ہے یا نہیں نماز پڑھتا ہے تو دوسرے لوگ دیکھ رہے ہیں کہ نماز پڑھی جارہی ہے حج کے لئے جارہا ہے تو لوگ دیکھتے ہیں حاجی حج کے لئے جارہا ہے زکوٰۃ ادا کررہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ دی جارہی ہے لیکن روزہ ایک ایسی چھپی ہوئی عبادت ہے کہ جب تک آدمی خود یہ نہ بتادے کہ میں روزے سے ہوں دوسرے آدمی کو معلوم نہیں ہوتا نبی کریم ﷺ ہمیشہ روزے کا اہتمام فرماتے تھے۔

سب سے اچھا انسان وہ ہے

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے اچھا انسان وہ ہے جو ساری عمر صائمون والوں میں شامل ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے مومن کو بہت زیادہ پسند فرماتے ہیں روزہ انسان کے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہے جتنی بھی دنیا میں اقوام اور ملتیں ہیں اور جتنے بھی مذاہب ہیں سبھی مذاہب میں روزوں کا تصور ہے گویا روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بے انتہا پسند ہے اور یہ صفت اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ ان کو کسی مادی چیز کی ضرورت ہے کھانا اور پینا اور سونا جاگنا یہ سب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے رکھا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کھانے اور پینے سے بالکل پاک ہیں اور یہی صفت حضور نبی کریم ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ نے بدرجۂ اتم عطا فرمائی ہے کہ انسان تھوڑی دیر کیلئے کھانا اور پینا روک دیتا ہے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت سے قریب ہوجاتا ہے۔ جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت ہے۔ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ جہاں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ جہاں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْم وہیں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے کہ وہ بندوں کی طرح کھانے پینے سے پاک ہے جب روزے دار کھانے اور پینے سے رکتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کے قریب ہوجاتا ہے اوراس صفت کی نقل کا اللہ تعالیٰ نے یہ بدلہ رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اوراس کو اتنا پسند کرتے ہیں کہ روزے دار کے منہ کی بدبو بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک اور عنبر سے زیاہ محبوب ہے ظاہر ہے کہ جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی ہر چیز پسند ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں میزبانی فرماتے ہیں اور سارے مومنین ومسلمان اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور ظاہر ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ میزبانی فرمانا چاہیں تو پھر مومن کا مقام ومرتبہ اتنا اونچا ہوجاتا ہے اتنا اونچا ہوجاتا ہے کہ وہ آدمی کے خیال وتصور سے باہر ہے ہمارا مہمان آجائے تو ہم اس کے لئے آنکھیں بچھادیتے ہیں ۔اپنی حیثیت کے مطابق کھانے پینے اور آرام کا انتظام کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ تو احکم الحاکمین ہیں قادر مطلق ہیں خالق کل ہیں جب وہ میزبانی پرآتے ہیں تو انسان کو وہ کچھ ملتا ہے جو دنیا دینے سے قاصر ہے۔

روزہ روحانی عبادت ہے

اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو بھی اللہ تبارک کو اتنی زیادہ محبوب ہے کہ مشک وعنبر کی خوشبو بھی اتنی محبوب نہیں دوستو روزہ ایک روحانی عبادت ہے اگر چہ آدمی مادیت رکھتا ہے آگ پانی مٹی اور ہوا سے بنا ہے عناصر اربعہ سے اس کا وجود ہوا ہے لیکن اللہ نے اس میں جو روح پھونکی ہے، يَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحِ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ”اے ہمارے محبوب اگر تم سے کوئی سوال کرے کے روح کیا ہے تو تم جواب دو کہ یہ امر رب ہے“۔اللہ تعالیٰ

نے جوروح انسان کے قالب میں رکھی ہے اسی روح کا یہ کرشمہ ہے کہ انسان بول رہا ہے رورہا ہے ہنس رہا ہے چل رہا ہے دنیا کی ہلچل اسی روح کی وجہ سے ہے اور جب یہ روح اس قالب سے نکل جاتی ہے تو انسان کا جسم ساکت اور خاموش ہوجاتا ہے اس پر جمود طاری ہوجاتا ہے اور وہ ایک بےکار گلنے اور سڑنے والی چیز ہوجاتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنین کے لئے میزبانی کا اور اپنی رحمتوں کے نزول کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ انسان مادی مخلوق ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے روحانی عبادت سے سرفراز فرمایا آدمی کی کونسی سے ایسی چیز ہے جسکی تعریف کی جائے کوئی چیز نہیں ہے منہ اگر دوچار گھنٹے بند رہے تو بدبو آجاتی ہے آنکھیں بند رہیں تو اس میں میل آجاتا ہے نزلہ اگر ہوجائے تو ناک بند ہوجاتی ہے اور غلاظت جمع ہوجاتی ہے کانوں کے اندر میل آجاتا ہے پیٹ کے اندر پہلے ہی سے غلاظت بھری رہتی ہے تھوڑی سی گرمی ہوجائے تو پسینے سے آدمی کا جسم سڑ جاتا ہے اور اگر تھوڑی اسکین یعنی کھال اتر جائے تو اسمیں سے خون بہنے لگتا ہے زخم ہوجائے تو اس میں سے پیپ آنے لگتا ہے کوئی چیز انسان کی ایسی نہیں ہے جس کی تعریف کی جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی ستاری سے اپنی محبوبیت سے اور اپنے فضل وکرم سے انسان کو ایسا وجود عطا فرمایا کہ ساری کی ساری خرابیوں اور خلیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ہم نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، گویا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز ہے شرف ہے عزت ہے کہ انسان کو اللہ رب العزت نے وی آئی پی بلکہ وی وی آئی پی بنایا ہے اور پھر انسانوں میں مسلمانوں کو مومن کو اور بھی بہت سارے درجات عطا فرمائے ہیں

جس میں یہ روزے کی میز بانی بھی شامل ہے یہ غیر مومنوں کے لئے نہیں یہ یہودیوں کے لئے نہیں یہ نصرانیوں کے لئے نہیں ہے یہ اہل ہنود کے لئے نہیں ہے روزہ مومنین کے لئے ہے مسلمانوں کے لئے ہے اور اس کی میز بانی فقط مسلمانوں کے لئے ہے نبی کریم ﷺ اپنے ہر کھانوں میں اپنی ہر دعاؤں میں روزے داروں کو یاد فرمایا ہے۔ اَکَلَ طَعَامُکُمُ الْاَبْرَارَ وَ صَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰئِکَۃِ، اس کے بعد روزے داروں کو بھی نبی کریم ﷺ نے اس میں شامل فرمایا کہ تمہارے دستر خوان پر نیک لوگ کھانا کھائیں اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اور روزے دار بھی افطار کریں، عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ۔ کہ خدا کرے تمہارے دستر خوان پر روزے دار افطار کرے یہ نبی کریم ﷺ کی۔ دعا اتنا بڑا اعزاز ہے یہ کہ کسی مومن کسی مسلمان کے دستر خوان پر بیٹھ کر کوئی اللہ والا کھانا کھالے یا روزہ دار کھانا کھالے، اللہ کے نبی کو یہ بات اتنی پسند تھی اور کھانے کے بعد دعا فرماتے تو اس میں اس بات کو شامل فرماتے کہ اے اللہ میرے دستر خوان پر نیک لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور روزے دار میرے دستر خوان پر افطار کرے یہ معمولی چیز نہیں ہے۔

روزہ کی حفاظت

دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ روزہ ایک روحانی چیز ہے اس کی حفاظت بے انتہا ضروری ہے جیسے انسان اپنے وجود کی حفاظت کرتا ہے صبح میں اٹھتا ہے تو سب سے پہلے وضو بناتا ہے غسل کرتا ہے بالوں میں کنگھی کرتا ہے آنکھوں مین سرمہ ڈالتا ہے منہ کو صاف کرتا ہے کپڑے بدلتا ہے اور ایک دم فریش ہو کر باہر نکلتا ہے اسی طرح آدمی اپنے کاربار کی حفاظت کرتا ہے دکان میں سامان سجاتا ہے اور دن بھر کام کر کے پھر اس میں قفل ڈال کر باہر آتا ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی اس میں سے چرالے یا کوئی اس کو

نقصان پہونچادے اسی طرح روزے کی حفاظت بھی ضروری ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا روزہ بھی پھٹ جاتا ہے جیسے آدمی کا یا کسی جانور کا پیٹ چیر دیا جائے اسی طرح روزہ بھی پھٹ جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں روزہ کیسے پھٹتا ہے فرمایا روزہ جھوٹ بولنے سے پھٹ جاتا ہے غیبت کرنے سے پھٹ جاتا ہے دھوکہ دینے سے پھٹ جاتا ہے کاروبار کر رہے اس میں ناپ تل میں کمی کر دی اس سے روزہ پھٹ جاتا ہے یعنی روزے میں نقص ہو جاتا ہے پھر وہ روزہ اللہ کے دربار میں قابل قبول نہیں ہے جو آدمی غیبت کرے روزے کی حالت میں جو آدمی جھوٹ بولے روزے کی حالت میں جو آدمی دھوکہ دے روزے کی حالت میں جو آدمی کسی کو ستائے روزے کی حالت میں اللہ تبارک کے نزدیک وہ انسان روزے دار نہیں بلکہ فاقے دار ہے۔

دوستو! نماز کا بدلہ فرشتے لکھتے ہیں صدقے کا بدلہ، زکوٰۃ کا بدلہ حج کا بدلہ یا جتنی بھی عبادات ہیں سب کا بدلہ فرشتے لکھتے ہیں لیکن روزے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا روزے کا بدلہ میں خود عطا کروں گا یا روزے کا بدلہ میں خود ہوں یاد رکھو، کسی نے نماز پڑھی اس کا ثواب لکھ دیا گیا۔ لیکن روزے کا ثواب فرشتے کو لکھنے کی اجازت نہیں کیونکہ روزہ دار کے قلب سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا براہ راست تعلق ہے اللہ تعالیٰ اسکے قلب کو دیکھتے ہیں کہ روزے دار کتنے خشوع وخضوع اور کتنے اخلاص کے ساتھ روزہ رکھتا ہے اور اسکے اخلاص وخضوع وخشوع کے بقدر اللہ تعالیٰ بدلہ عطا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ روزے کا بدلہ میں خود عطا فرماؤں گا یہ کتنا بڑا اعزاز ہے مومن کیلئے بادشاہ کسی کو لاکھوں کروڑوں بخش دے بڑی بڑی جائداد دیدے یہ اسکی عطا اور بخشش کا معاملہ ہے۔

ہارون رشید کا واقعہ

لیکن بادشاہ کسی کو یہ کہہ دے کہ تو میرا ہے یہ سب سے بڑااعزاز ہے ہارون رشید کا واقعہ ہے کہ اس کے دربار میں بہت سی باندیاں تھی ایک باندی معمولی شکل و صورت کی تھی بڑی بڑی حسینائیں اور جمیلائیں بادشاہ کے حرم میں تھی اسکے باوجود بادشاہ اس سے محبت کرتا تھا یہ بات محل میں گردش کرنے لگی کہ بادشاہ ایک ایسی باندی سے محبت کرتے ہیں جو دوسری باندیوں کے مقابلہ میں کمتر ہے یہ بات گردش کرتے کرتے بادشاہ کو بھی پہونچی ہارون رشید بنوعباس کے ایک عظیم الشان خلیفہ تھے بڑے اللہ والے علماء صلحا اور بزرگوں سے خاص رابطہ تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے ان کی اولاد میں تھے بادشاہ نے اپنا دربار سجایا، محل سجایا، سب باندیوں کو بلایا، سب حاضر ہوگئیں بادشاہ نے کہا کہ آج ہم بہت خوش ہیں آپ لوگوں کو ہم نوازنا چاہتے ہیں آپ جو بھی چاہیں مانگیں انشاءاللہ ہم آپ کو وہی دیں گے کسی باندی نے جواہرات طلب کئے، کسی نے سونا چاندی طلب کیا، کسی نے جائداد طلب کی، جو جس کی خواہش تھی سب نے مانگا۔لیکن وہ باندی جس سے بادشاہ محبت کرتا تھا وہ خاموش تھی۔آخر میں بادشاہ نے کہا کہ تم بھی تو کہو تمہیں کیا چاہیے تو کھڑی ہوگئی اور بادشاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ حضور مجھے تو آپ کی ضرورت ہے۔بادشاہ نے کہا کہ دیکھو تمہارے پاس حسن و جمال تو ہے جو ایک عورت کے پاس ہونا چاہیے لیکن وہ محبت نہیں ہے جس کی ہارون رشید کو ضرورت ہے۔وہ اسی لونڈی اور باندی کے پاس ہے اس کی محبت کی وجہ سے میں مجبور ہوں کہ تم سب کے مقابلہ میں اس سے محبت کروں۔دوستو بزرگو! انسان کو اللہ تعالیٰ جب یہ فرماتے ہیں کہ میں روزے کا بدلہ ہوں یا روزے کا بدلہ میں خود عطا فرماؤں گا تو گویا یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت و

مہربانی جود وکرم اور بخشش کی انتہاء ہے۔اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی شایان شان عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی شان کو کوئی سمجھ نہیں سکتا بہرحال میں عرض کررہا تھا کہ روزہ روحانی عبادت ہے۔

شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

جب مسلمان روزہ رکھتا ہے تو اس کے وجود میں ایک نئی چیز پیدا ہوتی ہے جس کو اخلاص کہتے ہیں، جس کی وجہ سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔خواہشات مٹ جاتی ہیں اور پاکیزگی پیدا ہوجاتی ہے اور اس کا وجود ہلکا اور پھلکا ہوجاتا ہے یہی وہ صفت ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کردیتی ہے آدمی جب کھاتا اور پیتا ہے اس کے اندر خواہشات لذات نفسانیات خرافات پیدا ہوتی ہے اور جب ان چیزوں سے رکتا ہے تو مادیت کے بجائے روحانیت پیدا ہوتی ہے صفات ملکوت پیدا ہوتی ہے صفاتِ صمدیت پیدا ہوتی ہے۔بزرگان دین نے جو تزکیے اور مجاہدے کا راستہ نکالا ہے وہ یہ ہے کہ کم کھا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس میں یہی فائدہ ہوتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوجاتا ہے۔

شیخ عبدالقدوس قطب عالم گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ جن کو حضرت نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مجاز اور خلیفہ بنایا تھا، حضرت کا حال یہ تھا کہ ابتدا میں جب حضرت نے مجاہدہ کیا تو چالیس چالیس دن تک کچھ نہیں کھاتے تھے بعض اکابر علما ایسے گذرے ہیں کہ انہوں نے اسّی اسّی دن کچھ نہیں کھایا ہے اس کو صفات ملکوت کہتے ہیں یعنی فرشتوں کی صفت جب پیدا ہوجاتی ہے تو آدمی کا وجود ہلکا ہوجاتا ہے تو حضرت کا جسم اس کا عادی ہوگیا تھا۔آپ کئی کئی دن شام کو تھوڑے سے پانی اور کھجور سے افطار کرتے اور پھر رات میں کچھ نہیں پھر سحری میں پانی پیا سنت کے

مطابق پھر روزہ رکھ لیتے، آپ کا حال یہ ہوگیا کہ آپ کا جسم اڑنے لگا۔علامہ اقبال نے اسی کو کہا ہے کہ ؎

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتا ہی

اس کے بعد حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے مشورہ کیا اپنے پیر ومرشد سے تو انہوں نے فرمایا تم روزانہ بہتر سے بہتر کھانا کھاؤ اسلئے کہ اب اللہ نے تم کو صفات ملکوت سے نواز دیا اگر تم نہیں کھاؤ گے تو اڑتے پھروگے اور دنیا تمہیں دیکھے گی اور اڑنا آدمی کی صفت نہیں ہے یہ جانوروں کی صفت ہے چیل اور کوّے اڑتے ہیں چڑیا اڑتی ہے آدمی کی صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کرے کھائے اور پیئے اور سوئے یہی سنت ہے تو حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے مرغ کی پلاؤ بریانی روزانہ کھاتے تھے۔حضرت کا ایک مرید تھا اس نے کہا کہ حضرت روزانہ مرغ تو میں ذبح کرتا ہوں اور آپ ساری بریانی کھالیتے ہیں، فرمایا بھائی میں بیمار ہوں اس نے کہا یہ کیسی بیماری ہے لوگ تو بیماری میں دوائی کھاتے ہیں اور آپ بیماری میں پلاؤ کھا رہے ہیں۔ایک دن شاگرد نے اصرار کیا کہ ہمیں بھی بریانی کھلائیں تو حضرت نے فرمایا کہ لو آج تم ہی کھالو اور خوش رہو، شاگرد کی موج آگئی ساری بریانی کھا گیا۔اب حضرت کا حال یہ ہوا کہ حضرت بیٹھے بیٹھے خود بخود اڑ رہے ہیں۔شاگرد نے کہا کہ حضرت یہ کیا؟ تو فرمایا اسی لئے تو بریانی کھاتا ہوں کہ صفتِ آدمیت پر فرشتے کی صفت غالب ہے۔ جب میں نہیں کھاتا ہوں، نہیں پیتا ہوں، تو صفات ملکوت پیدا ہوجاتی ہیں اس لئے میں آدمی کی صفت کو باقی رکھنے کیلئے کھانا کھاتا ہوں تو معلوم ہوا کہ نہ کھانے سے روحانیت پیدا ہوتی ہے، صمدانیت پیدا ہوتی ہے۔حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اسّی اسّی دن نہیں کھاتے تھے اس زمانے کے بزرگوں نے فرمایا کہ بایزید کی کون حرص

کرسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو صفت صمدانی سے نوازا ہے گنگوہ میں ایک اور بزرگ ہوئے ہیں جن کا نام شیخ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ان کے بیٹے تھے شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نے ایک مرتبہ ان کو تین مہینے کا چلہ کرایا، چلہ ہمارے بزرگوں نے حضرت موسی علیہ السلام سے لیا ہے۔

شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے طور پر بلایا۔اس میں چالیس رات دن کا ذکر ہے تو ہمارے اکابر بزرگوں نے موسیٰ علیہ السلام کے اس چلے سے چالیس دن کا چلہ لیا ہے جماعت میں جو چالیس دن کا چلہ لگتا ہے یہ اسی سے ہے اور پھر اس چلّے میں اضافہ کیا جاتا ہے۔کسی کو ایک چلّے، کسی کو دو چلے، کسی کو چار چلّے، تو اس کے حسب مراتب چلّے دیئے جاتے ہیں تاکہ اس کے وجود میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ محبوبیت پیدا ہوجائے جو ایک مسلمان اور مومن میں ہوتی ہے تو شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو انکے والد ایک مرتبہ چار مہینے تک روزانہ چالیس عدد چنے اُبلے ہوئے اور ایک گلاس پانی دیتے رہے۔

چار ماہ کی چلہ کشی کے بعد ان کو کمرے سے نکالا گیا نحیف وکمزور ہوگئے تھے۔انہوں نے جو اپنے حالات بیان کئے تو حضرت بیٹے کے حالات سنکر بے ہوش ہوگئے، جب ہوش میں آئے تو پوچھا شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے، ابا جان کیا بات ہے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو صفت صمدانی سے متصف فرمایا ہے۔گویا اللہ تعالیٰ نے تم کو بالکل پاک وصاف کردیا ہے، تو معلوم ہوا کہ کھانے سے آدمی کا مقام بڑا نہیں ہوتا۔البتہ اللہ کے مطابق اپنا کھانا اور پینا بنالے اور اپنا ایک سسٹم، ایک نظام ترتیب دے لے تو اللہ تعالیٰ کا قرب بندے کو حاصل ہوجاتا ہے۔بہرحال میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ روزہ ایک روحانی عبادت ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزے دار

جب روزے کی حالت میں ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر رحمت کی نظر فرماتے ہیں جیسے ایک چھوٹا سا بچہ ہو تو ماں اسکو جب بھی دیکھتی ہے تو محبت سے دیکھتی ہے رو رہا ہے تو بھی پیار سے دیکھے گی ہنس رہا ہو تو بھی پیار سے دیکھے بھوکا ہے تو بھی اور اگر غلاظت میں لگا ہوا ہے تو بھی پیار سے دیکھے گی میرا بچہ میرا لعل کتنا اچھا ہے یہ بہت چھوٹی اور حقیر مثال ہے۔اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ اپنے روزہ دار بندے کو رحمت کی نظروں سے دیکھتا ہے۔

روزہ دار کی آخرت میں میزبانی

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزے دار جب قیامت کے دن اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے منہ سے مشک وعنبر اور کستوری کی خوشبو پھوٹی ہوئی ہوگی روزے دار اپنے منہ کی خوشبو سے پہچانے جائیں گے کہ یہ روزے دار ہے دور سے خوشبو آئے گی لوگ کہیں گے کہ یہ روزے دار آرہا ہے کتنا بڑا اعزاز ہے میرے بھائیوں اور بزرگوں فرماتے ہیں روزے داروں کے لئے قیامت کے دن عرش کے نیچے ایک بہت بڑا دستر خوان بچھایا جائے گا حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ستر ہزار قسم کے کھانے اس پر سجائے جائیں گے اور روزے داروں کو کہا جائیگا کہ کھاؤ تم خوب جتنا تم کھا سکتے ہو چونکہ تم دنیا میں بھوکے تھے پیاسے تھے۔آج تمہارے لئے ساری کی ساری نعمتوں کو مباح کردیا، جتنا چاہو کھاؤ حالانکہ اس وقت میدان محشر میں کروڑوں انسان بھوک و پیاس کی وجہ سے تڑپتے ہوں گے۔ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا روزے داروں کے لئے اللہ تعالیٰ سونے اور چاندی کا دستر خوان بچھائیں گے اور اس پر زبرجد اور زمرد کے پیالے اور بڑے بڑے برتن رکھے ہوں گے اور کستوری کی مہر لگی صراحی رکھی ہوئی ہوگی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

جنتیوں کو جو پانی پلایا جائیگا اس پر صراحی پر مشک کی مہر لگی ہوئی ہوگی اور جب روزے دار اس پانی کو پیئے گا تو جب تک جنت میں داخل نہیں ہوگا اس کو پیاس نہیں لگے گی قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا لیکن بعض کو ہر میدان چند منٹ کا معلوم ہوگا۔ بعض کو پانچ ہزار سال کے برابر لگے گا اور بعض کو پچاس ہزرا سال کا یاک دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزے دار ہمارا مہمان ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ روزے دار کی میزبانی فرمائیں گے۔روزے کی حالت میں عبادت میں مصروف تھا آج تو آرام سے سوجا۔

دوستو! اللہ تعالیٰ نے آیت کے اخیر میں ایک ہی بات فرمائی۔ **لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ** روزے ہم نے اسلیئے فرض کیئے ہیں کہ تم اسکے ذریعہ متقی ارو برہیز گار بن جاؤ۔اللہ تعالیٰ سے ڈرنیوالے بن جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے محبت اور اللہ تعالیٰ سے خوف اور اللہ کی رجا اور رضا حاصل کرنے والے بن جاؤ، دوستو! یہ وقت غنیمت ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے روزوں کو بھی قبول فرمائے اور ہماری ان عبادت کو بھی قبول فرمائے جو روزوں کے درمیان قرآن مجید کی تلاوت سحر وافطار اور نوافل اور مستحبات جیسی تمام عبادتوں کو قبول فرمائے۔اس مختصر سی زندگی میں اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار رمضان مبارک کی سعادتیں نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین!

☆☆☆

رمضان المبارک اور ہم

۱۴۳۲ھ میں رمضان المبارک کے دوسرے جمعہ میں نماز سے قبل حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے وعظ فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ. وَقَالَ تَعَالٰی اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ. وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْھِنَّ. وَقَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا. وَقَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بزرگان محترم نوجوانان اسلام!

ماہ رمضان المبارک مسلمانوں اور مومنوں کو اور اللہ پر ایمان رکھنے والے لوگوں کو متقی اور پرہیز گار بنانے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔

ہندوستان میں سہولت ہے

رمضان میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کو فرض کیا ہے اس میں صرف کھانے اور پینے سے باز رہنے کا نام روزہ نہیں ہے یا اپنے وقت پر افطار کر لینے کا نام یا صبح صادق سے پہلے سحری کر لینے کا نام روزہ نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعہ بندوں کو اللہ تعالیٰ متقی اور پرہیز گار بنانا چاہتے ہیں جس طرح مہمان گھر میں آجائے تو کہا جاتا ہے کہ مہمان کے لئے کھانا لاؤ یا یہ کہا جاتا ہے کہ مہمان کے لئے دسترخوان بچھاؤ اب دسترخوان بچھانے یا کھانے کے لئے کہہ دیا جاتا ہے تو اس میں سب کچھ آجاتا ہے جو مہمان کو پیش کرنا ہے کھانا لانے کے بعد مہمان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ کھانے کے ساتھ بہت ساری چیزیں ہیں اس کے ساتھ کھانے کے برتن بھی آئیں گے پانی پینے کے لئے گلاس جگ بھی آجائے گا پھر اس کے ساتھ روٹی سالن کھانا اور دیگر لوازمات اور مشروبات سب آئیں گے تو یہی مثال ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رمضان آرہا ہے ہم نے تمہارے لئے رمضان کا مہینہ نازل کر دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آرہا ہے تو اس کے سارے لوازمات ہم پر عائد ہو جائیں گے جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں مسلمان چاہے وہ کسی بھی ملک میں رہے یہ اس کے ایمان کا اعزاز ہے اور ایمان کی طاقت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اور حضور نبی کریم ﷺ کی سنتوں کو ادا کرنے میں اور اس پر عمل کرنے میں اپنی نجات سمجھتا ہے۔ ہندوستانی معاشرہ بہت سیدھا سادہ معاشرہ ہے ابھی چند سالوں سے ہندوستان میں بیرون ممالک کی جو خرابیاں اور فواحشات اور ننگا پن جو آیا ہے اس نے ہماری تہذیب وتمدن کو ہمارے سماج کو خراب کر دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج بھی اگر اندازہ لگایا جائے تو باہر کے ممالک کے مقابلے میں ہندوستان میں نیک کام کرنا نہایت آسان

ہے یہاں روزہ رکھنا بھی آسان، سحر وافطار کرنا بھی آسان اور برائیوں سے بچنا بھی آسان جب ہم باہر کے ملکوں کے حالات پڑھتے اور دیکھتے، سنتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پر تراویح یا نماز جمعہ کے لئے گھر سے نکلتے ہیں تو کار میں ایک گھنٹہ لگتا ہے۔سوسواسو کی اسپیڈ سے گاڑی چلتی ہے اور ایک گھنٹے کے بعد مسجد پہونچتے ہیں۔ الحمدللہ ہندوستانی سماج میں تو مسلمان بعد میں آباد ہوتا ہے پہلے مسجد بناتا ہے یہ اس کے جذبۂ ایمان کی توثیق ہے اور مظہر ہے کہ مسلمان جہاں رہنا چاہتا ہے وہاں پہلے اللہ کا گھر تعمیر کرتا ہے باہر ممالک میں ایسا نہیں ہے بہت مشکل ہے تراویح کے لئے مستقل چار پانچ گھنٹے ان کو لگتے ہیں گذشتہ ایک مہینہ پہلے ہمارے ایک عزیز کا امریکہ سے فون آیا رات میں ساڑھے بارہ بجے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کہاں ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں مسجد کے دروازے پر ہوں جمع کی نماز کے لئے داخل ہورہا ہوں تو پورے بارہ گھنٹے کا فرق ہے اور انہوں نے کہا کہ ساڑھے گیارہ بجے گھر سے چلا تھا ساڑھے بارہ بجے مسجد کے دروازے پر پہونچا ہوں۔ایک بجے نماز ہوگی اور سوا بجے ہم باہر نکلیں گے اور سوا دو بجے پھر ہم کو اپنی ڈیوٹی پر جانا ہے یعنی اتنی پابندی ہے ان لوگوں میں، ہمارے یہاں تو ماشاءاللہ کسی طرح کی کوئی پابندی ہی نہیں اذان ہوگئی تو بھی پانی نہاتے ہیں کپڑے بدلتے ہیں اذان سے پہلے اہتمام نہیں ہے۔ خطبہ شروع ہوگیا تو بھی جلدی جلدی وضو بنا کر نماز میں شامل ہوجاتے ہیں باہر ممالک میں یہ آسانیاں نہیں ہیں ایسے میں افطار کا مسئلہ ہے وہاں ڈیوٹیاں اور ذمہ داریاں اتنی سخت ہے کہ آدمی کو سحر وافطار کے لئے سامان خریدنے کا وقت نہیں ملتا ہے جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مہینہ پہلے رمضان کی خریداری کرتے ہیں اور پورے رمضان کی افطاری بنا کر ایک مرتبہ فریج میں رکھ دیتے ہیں، مثال کے طور پر ایک سموسہ کھانا ہے تو تیس سموسے بنا کر رکھ دیتے ہیں یا پورے ہفتہ

کا کھانا بنا کر رکھ دیتے ہیں وقت آیا نکالا گرم کیا کھالیا۔سبحان اللہ ہندوستان کے مسلمان کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہر چیز تازہ ملتی ہے ترکاریاں تازہ، کھانا پینا بالکل تازہ، امیر ہو یا غریب، ہر آدمی تازہ کھانا کھا رہا ہے کسی آدمی کو آپ نے نہیں سنا ہوگا کہ آٹھ دن پہلے کھانا بنایا تھا۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔اس کی قدر ہونی چاہئے تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں ہر چیز کی آسانی رکھی ہے نمازوں کی آسانی ہے کھانے پینے کے لئے ساری چیزیں حلال دستیاب ہیں باہر ملکوں میں آپ جائیں تو وہاں پر ایک مخصوص دکان سے آپ کو حلال گوشت ملے گا وہاں اس طرح سے حلال گوشت نہیں ملے گا وہاں باقاعدہ لکھا ہوا ہوگا کہ حلال تو آپ وہاں سے خرید سکتے ہیں، بیسکٹ ہیں اور بیکری آئٹم ہیں ان میں کسی میں شراب ڈالی جاتی ہے کسی میں سور کی چربی ملائی جاتی ہے اس میں باقاعدہ لکھا ہوا ہوتا ہے اس میں نمبر ہوتے ہیں عام آدمی جو پڑھا لکھا نہ ہو وہ کھا نہیں سکتا اس کو کیا معلوم۔اللہ تعالیٰ نے ہمارے یہاں کتنی آسانی رکھ دی ہے بیکری پر جائیں تو ہر چیز حلال چاہے مسلمان کی ہو یا ہندو کی ہو یہ ساری چیزیں اللہ کی نعمتوں میں شمار ہیں اگر ہم ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی ہمیں حاصل نہیں ہوسکتی آج ہندوستانی سماج میں ہر چیز تازہ ہے آپ ترکاری لینے نکلیں تو پانچ منٹ میں ترکاری دکان پر ہر جگہ میسر ہے، باہر ملکوں میں ایسا نہیں ہے آپ کو ترکاری ملے گی، کدو ملے گا، ترئی ملے گی تو اس پر لکھا ہوا ہوگا کہ آپ اس کو ستر دن کے اندر اندر واپس کر سکتے ہیں یعنی وہ کب سے رکھی ہے یہ الگ بات ہے لیکن آپ نے لے لیا گھر لے کر چلے گئے اور پسند نہیں آیا تو اس کو ستر دن میں واپس کر سکتے ہیں یعنی دو مہینے دس دن میں واپس کر سکتے ہیں اس میں رہے گا کیا؟ رمضان سے پہلے ہمارے یہاں ایک صاحب آئے وہ ایم جی روڈ پر رہتے ہیں انہوں نے کہا کہ صاحب

ترکاری بہت مہنگی ہوگئی ہے کتنی مہنگی ہورہی ہے کہا کہ بھنڈی ایک سودس روپے کیلو ہے میں ہنس کر کہا کہ بھائی ہمارے یہاں تو پندرہ بیس روپے کیلو مل جاتی ہے انہوں نے کہا کہ وہ فریش نہیں ہوتی، ہم ایم جی روڈ کی دکان سے لیتے ہیں جہاں اسٹور ہے ایک مہینہ تک پیک ہوکر رکھا رہتا ہے پھر ایک مہینے میں بکتا ہے۔ دو مہینے کی سڑی ہوئی ترکاری ایک سودس روپے کلو! تو ایسا ہی حال باہر کے لوگوں کا ہے باہر ممالک میں اس طرح کی چیزیں عام ہیں ہمارے یہاں تو لوگ ایسی چیزیں کھانا بھی پسند نہیں کرتے، یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ہمیں اس کا استحضار ہونا چاہئے ہمیں اس کا احساس ہونا چاہئے کہ اللہ نے جو نعمتیں دی ہیں اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

یہاں کی زندگی آسان ہے

یہاں تو جینا بھی آسان ہے مرنا بھی آسان، آدمی کا انتقال ہوجاتا ہے کوئی خرچ نہیں ہے زیادہ سے زیادہ کفن اور قبر کھودنے والے کو پیسے دینے پڑتے ہیں باہر ملکوں میں ایسا نہیں ہے اسٹریلیا کے تعلق سے آیا تھا پچھلے چار مہینہ پہلے، کہ وہاں کے مسلمانوں نے قبرستان کے لئے دو کروڑ ڈالر میں زمین خریدی اس پر آبجیکشن ڈال دیا ہے دوسری برادری نے اگر ان کو اتنی ساری زمین مردوں کو دفنانے کے لئے دی جائے گی تو ہمیں کیا ملے گا۔ ہمیں بھی اتنی زمین دی جائے معلوم ہوا کہ مسلمان ہندوستان میں جو رہ رہا ہے وہ بہت آسانیوں کے ساتھ رہ رہا ہے رات کو دفنا دو دن کو دفنا دو کوئی پریشانی نہیں اور وہاں پر تو پابندیاں ہیں مرنے سے دس پندرہ سال پہلے غریب آدمی کو اپنے تابوت اور کفن کے لئے پیسے جمع کرنے پڑتے ہیں ابھی مرا نہیں ہے مرنے کی فکر شروع ہوجاتی ہے۔ ہم ہندوستان میں رہ کر جو عبادات کرسکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرسکتے ہیں اتنی آسانی سے دوسرے ممالک میں عمل نہیں

کرسکتے ان کے لئے بڑی مشکلات ہیں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر جو ایمان رکھا ہے میں تو یہ کہوں گا کہ وہ ہم سے زیادہ ایمان والے ہیں قدم قدم پر وہاں فواحشات ہیں، قدم قدم پر وہاں شراب کا دور ہے قدم قدم پر وہاں قحبہ خانے ہیں جوئے خانے ہیں اور ساری ایسی چیزیں جہاں آدمی کا بچنا مشکل ہے اس کے باوجود وہاں کا مسلمان اپنے آپ کو بچا کر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے طریقے پر چل رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہوسکتی ہے۔ بیرونِ ممالک میں غیر مسلم ہوٹلوں میں تو ایسا ہے کہ وہی چمچہ سور کے گوشت میں چلتا ہے اور وہی چمچہ مرغی کے گوشت میں چلتا ہے اس لئے وہاں تو جو حلال ہے وہ بھی حرام ہوجاتا ہے اور پانی کی جگہ شراب پیش کی جاتی ہے اور اگر کوئی آدمی شراب کی جگہ پانی پینا شروع ہوجائے تو کہتے ہیں کہ کیسا بے قوف ہے کہ کھانے کے ساتھ پانی پی رہا ہے ارے کھانے کے ساتھ تو شراب پی جاتی ہے ایسا معاشرہ پکڑا ہوا ہے ہندوستان میں ایسا معاشرہ دیا ہے اللہ نے ایسا سماج دیا ہے کہ یہاں ہر آدمی آسانی کے ساتھ اللہ کے حکموں پر عمل کرسکتا ہے دوستو بزرگوں میں نے جو آپ کے سامنے قرآن کریم کی آیت پڑھی اس میں اللہ تعالیٰ نے یہی بتایا ہے۔

ہر چیز کا مالک اللہ ہے

وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ زمین وآسمان اور جو کچھ اس میں ہے وہ ہماری ملک ہے ہم اس کے بادشاہ ہیں۔ یہ جو مال آپ نے دیا ہے وہ آپ کا نہیں ہے، یہ جان جو ہم نے آپ کو دی ہے وہ آپ کی نہیں وہ تو ہماری ہے، یہ ہم نے گھر دیا ہے وہ آپ کی نہیں ہے وہ تو ہمارا ہے، زندگی کے ساتھ لوازمات اور ساری چیزیں چاہے وہ ایک سوئی ہی کیوں نہ ہو آدمی اپنی مرضی سے حاصل نہیں کرسکتا آدمی

اگر یہ چاہے کہ میں ایک سوئی اپنی محنت سے حاصل کروں، نہیں کرسکتا، جب تک آپ کی محنت کے ساتھ آپ کی صلاحیت کے ساتھ اللہ کا فضل نہیں ہوگا آپ ایک سوئی کیا آپ ایک رائی کا دانہ بھی حاصل نہیں کرسکتے ۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کی مثالیں دی ہیں فرعون نے کہا کہ میں تو خدا ہوں تو اللہ تعالیٰ خون کا عذاب نازل فرمادیا اب کھانا پکارکھا ہے جیسے ہی نکال کر کھانا چاہا خون بن گیا، کوئی اور چیز فروٹ وغیرہ کھانا چاہا تو ہاتھ میں آتے ہی خون بن گیا سارے کے سارے جتنے بھی قبطی لوگ تھے سب کے سب پریشان ہوگئے ۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر کھٹملوں کا عذاب بھیجا، مینڈکوں کا عذاب بھیجا بہت سارے عذابات اللہ تعالیٰ نے بھیجے کھانے کی چیز کو کھولے تو کھٹمل ہی کھٹمل یہ تو اللہ تعالیٰ کے قبضے کی بات ہے اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو آدمی کھا سکتا ہے پی سکتا ہے اگر نہ چاہیں تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی

ایک بادشاہ اوراس کی پوری بستی پر اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل فرمایا کفار ومشرکین کی بستی تھی شہر تھا ہر چیز کو اللہ نے چھین لیا اس سے یہاں تک کہ جب جانوروں کو ذبح کرتے تھے تو اس میں سوائے ہڈی اور چمڑے کے دوسری چیز نہیں نکلتی تھی گوشت بھی کھانے سے وہ محروم ہوگئے اور ساری رعایہ پبلک سسک سسک کر مرگئی بادشاہ کے خزانے کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں شاہی انبار ہیں لیکن ان سونے اور چاندی کے ڈھیروں کو ان زمرد زبرجد کے ڈھیروں کو ان ہیروں اور جواہرات کے ڈھیروں کو کھا نہیں سکتا ہے آخر میں جب سب مرگئے تو بادشاہ زندہ تھا بادشاہ ایڑیاں رگڑ رہا تھا مرنے کا وقت قریب تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو عذاب دینے کے لئے ایک فرشتے کو بھیجا وہ چنے کے دانے کھاتے ہوئے سامنے سے گذرا بادشاہ نے کہا کہ اے

جانے والو رک تو سہی کیا بات ہے کہ یہ سارے خزانے اور سارے محل تم لے لو اور تمہارے مٹھی میں جو چند دانے ہیں وہ مجھے دیدو اس لئے کہ میں اپنے پیٹ کی آگ بجھالوں فرشتے نے وہ دانے اس کو دیدیئے جیسے ہی وہ دانے اس کے ہاتھ میں پہونچے وہ راکھ بن گئے ۔اللہ تعالیٰ ہمیں کھلا رہے ہیں پلا رہے ہیں ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہماری صلاحیت سے کھا پی رہے ہیں اور اللہ نے ہمیں صحت دی ہے طاقت وقوت دی ہے ہنر دی ہے ایسا نہیں ہے ان سب کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی طاقت کارفرما ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو بندہ کھا سکتا ہے ۔بنگلور کا واقعہ ہے نام لئے بغیر کہتا ہوں کہ شراب کا کارخانہ اتنا بڑا ہے۔وہ آدمی مرگیا، ۱۹۸۵ء میں، یعنی اب سے تقریباً پچیس سال پہلے وہ زندہ تھا اوراس کی روزانہ کی آمدنی اس زمانے میں ایک لاکھ روپئے تھی لیکن کھانے کیلئے معدہ بے کار تھا دو گلوز بسکٹ اور شربت ایک گلاس، چوبیس گھنٹے میں اتنا ہی استعمال کرسکتا ہے، ساری دولت بے کار اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں تو انسانوں کو دکھا دیتے ہیں کہ ہم نے تجھے مال دیا ہے لیکن یہ مال تیرے لائق نہیں ہے۔

مال اور اولاد فتنہ ہے

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ مال اور اولاد بھی فتنہ بن جاتے ہیں جب اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے تو یہ مال اور اولاد فتنہ بن جاتی ہے ۔بنی اسرائیل کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مالدار آدمی تھا کہ اس کے بڑے بڑے خزانے تھے ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ یہ اپنا خزانہ دیکھنے کے لئے چلا گیا جو وہاں کا انچارج تھا اس کو معلوم نہیں ہوا ایک چابی انچارج کے پاس تھی اور ایک چابی اس مالدار کے پاس تھی خزانے کا مالک آیا ہوا ہے خزانہ دیکھنے کے لئے اس نے دیکھا کہ دروازہ کھلا ہے تو اس نے دروازہ بند کردیا قفل ڈال دیا اب مالک بند ہوگیا اتنے خزانوں کا مالک لیکن اب نکلے تو کیسے نکلے

یہاں تک کہ بھوک وپیاس کی وجہ سے وہیں مرگیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مصلحتیں ہیں اللہ تعالیٰ دکھانا چاہتے ہیں کہ مال اصل نہیں ہے صلاحیت اور تمہاری اپنی خوبیاں اصل نہیں ہے۔ اللہ کی جو عطا ہے وہ اصل ہے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اصل ہے وہی پروردگار ہے وہی پالنے والا ہے وہی داتا ہے وہی مالک ومولا ہے وہی احکم الحاکمین ہے وہی ساری مخلوق کا خالق ہے اس کے بغیر کوئی چیز اپنا کام نہیں کرسکتی۔ بہرحال میں عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں باہر کے ممالک کے مقابلے میں یہاں پر آسانیاں رکھی ہیں اور یہاں ہر چیز کے لینے اور دینے کا ہر چیز کو حاصل اور اس کو خرچ کرنے کا نہایت آسان طریقہ ہے صرف ایک زکوٰۃ ہی کے مسئلے کو لے لیجئے۔ رمضان المبارک میں زکوٰۃ کا ادا کرنا اس لئے زیادہ ثواب رکھتا ہے کہ ایک روزے کا ثواب ستر روزے کے برابر ملتا ہے چاہے تو رمضان سے پہلے بھی دے سکتے ہیں۔

زکوٰۃ وصدقات دینے کا طریقہ

لیکن جمہور علمانے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کا طریقہ بتایا ہے کہ رمضان المبارک میں زکوٰۃ اور فطرات صدقات کے دینے سے بہت زیادہ فائدے ہیں کہ اس کا اجر زیادہ ملتا ہے بعض ممالک میں تو بڑی پریشانیاں ہیں کسی کو اگر زکوٰۃ دینا ہے تو باقاعدہ اسلامی سینٹر جائے اور وہاں لکھوائے کہ اتنے پیسے میرے زکوٰۃ کے ہیں وہاں آپ کے پڑوس میں کوئی آپ کو نہیں ملے گا کہ آپ اس کو زکوٰۃ دیں۔ الحمد للہ ہمارے اپنے معاشرے میں ہمارے اپنے رشتہ داروں میں ہمارے اپنے محلوں میں ہمارے اپنی بستیوں میں ہمارے اپنے دوستوں میں ملنے والوں میں ایسے بہت سارے لوگ مل جاتے ہیں جن کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے اتنی آسانی ہے جن کے پاس دس ہزار روپے کا سامان ہے ان پر صدقۂ فطر واجب ہے کوئی ایسا نہیں ہے جن کے

پاس دس ہزار روپئے کا سامان نہ ہو تو معلوم ہوا کہ آج کے دور میں صدقہ فطر تقریباً تقریباً سب پر واجب ہے اور صدقہ اس لئے ہے کہ اگر روزوں میں اگر کچھ کمی رہ جائے تو صدقہ فطر کے ذریعہ سے ان خامیوں کو دور فرمادیں گے، ہر آدمی کے لئے ضروری ہے کہ اپنا اور اپنے گھر والوں کا بھی صدقہ فطر دے اور زکوٰۃ بھی ادا کرے، خاص طور سے ایک بات عرض کردیتا ہوں کہ ہمارے یہاں گھروں میں عام طور سے ہماری مائیں اور بہنیں یہ سمجھتی ہیں کہ زکوٰۃ کا دینا شوہر کی ذمہ داری ہے یاد رکھیں جو مال شوہر کا ہے اس کی زکوٰۃ ادا کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے اور جو مال، گھر، روپیہ پیسہ، زیور سونا چاندی، عورت کی ملکیت ہے اس کی زکوٰۃ دینا عورت پر واجب ہے اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ وہ شوہر کے انتظار میں نہ رہیں بلکہ اپنے مال اور اپنے اثاثے کی خود زکوٰۃ ادا کریں ایک صاحب پرسوں تشریف لائے انہوں نے بتایا کہ میری بیٹی کے پاس مال ہے لیکن ان کے پاس نقد پیسہ نہیں ہے تو اس نے مال میں سے تھوڑا مال بیچ کر زکوٰۃ ادا کی ہے کتنی اچھی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو توفیق دے تو اس طرح سے عمل کرادیتے ہیں لیکن انہوں نے اپنے مال کو پاک کرلیا لیکن اللہ تعالیٰ کا قرض نہیں رکھا اللہ نے جو واجب کیا ہے اس کو ادا کردیا تو ایسے لوگوں کے مالوں میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمادیتے ہیں آج تو زکوٰۃ ادا کرنا تاوان اور جرمانہ تصور کیا جاتا ہے کہ یہ تو ایک طرح کا تاوان ہے ہم کا ہے کو زکوٰۃ دیں اسی چیز کو تو قارون نے بھی کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو خزانہ سمیت زمین میں دھنسادیا۔

تم مخلوق پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے گا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَحسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیکَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ. کہ تم اللہ کی مخلوق پر احسان کرو اللہ تم پر احسان کریں گے اور یہ مال جو

اللہ نے اس لئے دیا ہے کہ تم بھی اس سے فائدہ حاصل کرو اور تمہارے عزیز واقارب رشتہ دار اور سماج کے غریب لوگوں کو بھی تمہارے اس مال سے فائدہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جس کو مال دیتے ہیں، نعمتیں دیتے ہیں تو اس کی قدر کرنی چاہئے۔ اگر ان نعمتوں میں سے اپنے رشتہ داروں کا حق ادا نہیں کرتا اپنے پڑوسیوں کا حق ادا نہیں کرتا اپنے دوستوں کا حق ادا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے وہ نعمت چھین لیتے ہیں، اس لئے دوستو ہمیں اس کی فکر کرنی چاہئے کہ بھائی ہمارا روزہ صحیح چل رہا ہے تراویح صحیح چل رہی ہے قرآن کریم کی تلاوت بھی برابر ہو رہی ہے۔ وہیں ہماری زکوٰۃ بھی صحیح صحیح ادا ہو، اس کے اندر کوئی کمی نہ رہ جائے اور پوری پوری زکوٰۃ باقاعدہ زیور کو تول کر اس کے صحیح پیسے لگا کر ایک ایک پیسہ ادا کیا جائے۔

زکوٰۃ کے لغوی معنیٰ

زکوٰۃ کے معنی ہی ہاتھ دھونے کے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جب زکوٰۃ دیدی جاتی ہے تو مال پاک ہوجاتا ہے مال دھل جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ بالکل پاک وصاف ہوجاتا ہے اور اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے پاس کافی عرصہ پہلے ایک صاحب آئے انہوں نے کہا کہ ہماری گھر والی کا مال چوری ہوگیا میں نے ان سے کہا کہ تم زکوٰۃ نہیں دیتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ الحمدللہ میں ایک ایک پن کی زکوٰۃ دیتا ہوں، میں نے ان سے کہا کہ آپ بے فکر رہو، انشاء اللہ آپ کا مال آپ کو ملے گا اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں فرمائیں گے وہ چھ مہینے کے بعد آئے انہوں نے کہا کہ حکیم صاحب آپ تو کہہ رہے تھے کہ مال ملے گا چھ مہینے ہوگئے اب تک تو ملا نہیں؟ میں نے کہا کہ اللہ کے رسول کا وعدہ سچا ہے اگر آپ اپنے معاملے میں سچے ہیں آپ نے مال کی زکوٰۃ دی ہے تو انشاء اللہ آپ کا مال ضائع نہیں ہوگا۔

دسویں مہینے میں ان کے ایک رشتہ دار آئے اور کہا یہ پوٹلی آپ کی ہے؟ انہوں نے کھول کر دیکھا تو وہ مال تھا۔ ارے بھائی یہ کیسے آیا کہا کہ تم جب دس مہینہ پہلے ہمارے یہاں آئے تھے تو یہ رہ گئی تھی اور میں سعودی عرب چلا گیا اب واپس آیا ہوں تو مجھے یاد آیا کہ یہ آپ کا مال ہے آپ کو دینا ہے کون دیتا ہے آج ایمان دار بندے بہت کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایماندار بنائے۔ حلال مال تھا اللہ تعالیٰ نے دس مہینے کے بعد واپس کرادیا، آج ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے جس طرح ہم ہر چیز کے بارے میں معلومات کرتے ہیں گھر والوں سے اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں بھی معلوم کریں کہ تم زکوٰۃ دی یا نہیں؟ نہیں دی تو ادا کرو، اور زکوٰۃ کا ادا کرنا بے انتہا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے قیامت کے دن وہ مال سانپ بنا کر قیامت کے دن گلے میں لٹکا دیا جائے گا اور وہ ڈسے گا اور کہے گا میں وہی مال ہوں جس پر تم دنیا میں ناز کیا کرتے تھے۔ وہ ڈستا رہے گا لیکن انسان اس کے زہر سے مرے گا نہیں تکلیف اٹھاتا رہے گا اور حدیث پاک میں عجیب وغریب منظر پیش کیا گیا ہے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال بچھا دیا جائے گا اور اس کے انگارے بنا دیئے جائیں گے اور اس مال پر اس کو گھسیٹا جائے گا اور وہ پیسے یا اشرفیاں آگ کے انگارے بن کر اس کے جسم پر چپک جائیں گے اور اس کے جسم کو جلاتے رہیں گے ٹھنڈے نہیں ہوں گے دنیا کی آگ تو تھوڑی دیر بعد بجھ جاتی ہے لیکن دوزخ میں اس کی تپش برابر رہے گی اسلئے دوستو ہمیں اللہ سے ڈرنا چاہئے اور پوری پوری زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

رمضان المبارک میں جائزہ

- کیا ہم نے ماہ رمضان کی آمد پر اللہ کا شکر ادا کیا؟
- کیا ہم نے روزہ اللہ کی رضا کے لئے رکھا؟
- کیا ہم روزہ کے مقصد کو پانے میں کامیاب ہوئے؟
- کیا ہم نے ماہ رمضان کو اپنی مغفرت کا ذریعہ بنایا؟
- کیا ہم نے اپنے اوقات کو اللہ کی عبادت میں صرف کیا؟
- کیا ہم نے سنن ونوافل کا اہتمام کیا؟
- کیا ہم نے قبولیت کے اوقات میں دعائیں مانگیں؟
- کیا ہم نے قرآ مجید کی تلاوت اوراس کی معانی پرغور وفکر کیا؟
- کیا ہم نے قیام اللیل (نماز تراویح) کا اہتمام کیا؟
- کیا ہم نے اپنے گھر والوں کے آرام کا خیال رکھا؟
- کیا ہم نے اپنے گھر والوں کی تربیت کی فکر کی؟
- کیا ہم نے سحری وافطاری میں وقت کی پابندی کی؟
- کیا ہم نے روزہ کی حالت میں مفسدات صوم سے احتراز کیا؟

- کیا ہم نے اللہ کی رضا کے لئے اپنا مال خرچ کیا؟
- کیا ہم نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا؟
- کیا ہم نے دوسروں کی غم خواری اور ہمدردی کی؟
- کیا ہم نے ملازمین ومزدوروں کے کاموں میں کمی کی؟
- کیا ہم نے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں خصوصی عبادات کا اہتمام کیا؟
- کیا ہم نے جھوٹ بولنا، غیبت کرنا اور لڑائی جھگڑا کرنا چھوڑا؟
- کہیں ہم نے روزہ بغیر عذر کے تو نہیں چھوڑا؟ ● کہیں ہم نے رمضان کو نفس کشی کے بجائے نفس پروری کا ذریعہ تو نہیں بنایا؟

☆☆☆

رمضان، موسمِ بہار

حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بہار کا موسم آتے ہی چمن دہر میں روح پرور ہوائیں چلنے لگتی ہیں، خشک درخت سبز ہوجاتے ہیں، پھول کھلنے لگتے ہیں، جسم انسانی کی رگوں میں تازہ خون کی گردش ہونے لگتی ہے، سوئی ہوئی امنگیں جاگ اُٹھتی ہیں اور چستی وتوانائی کا دوردورہ شروع ہوجاتا ہے۔ جسم ومادہ کی کائنات میں آفتاب کا ایک پورا دور گزر جانے کے بعد یہ موسم آتا ہے، اور طبیبوں کا بیان ہے کہ جسم سے مادہ فاسد کے دفع کرنے اور مسہل لینے کا یہ بہترین زمانہ ہے۔ ٹھیک اسی طرح روح وجان کی کائنات میں بھی چاند کا ایک پورا دور گزر جانے کے بعد موسم بہار آتا ہے، ماہتاب کو عشق کے سودازدوں سے مناسبت ہے۔ ظاہر ہے ماہتاب جب اپنے سالانہ سفر کا چکر ختم کرتا ہے تو عشق ومحبت کی اقلیم میں پھر شوریدگی وجنون کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں، اور سال کے گیارہ مہینے کے اندر غیریت کی جو کدورتیں جم جاتی ہیں، طبیعت ان کے رفع کرنے کیلئے بے قرار ہوجاتی ہے۔ اسی لئے رحمت کاملہ ومحبوبیت مطلقہ نے اپنے وفا شعاروں، اپنے سرمستوں کیلئے ایک خاص مہینہ، ماسوا سے بے تعلق وبے نیاز رہنے کا مقرر کردیا، جس کو اصطلاح میں ''ماہ

رمضان'' سے موسوم کرتے ہیں: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ. (البقرۃ:۱۸۳)
اے حسن ازل سے پیان وفا باندھنے والو، اے اپنے محبوب کی یکتائی کا کلمہ پڑھنے والو، اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو، آؤ اپنے طریق عشق وآئین الفت میں، ایک مہینہ تک ماسوا پر نظر کرنا تک ناجائز سمجھو، اور اپنی تمام نفسانی لذتوں کو اس بڑی اور حقیقی لذت کے تصور پر قربان کرتے رہو کہ یہی نفسانی لذتیں اور شاہد حقیقی کے وصال کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔

تم سے پہلے امتوں پر بھی روزے فرض تھے

یہ شرط محض تمہارے ساتھ مخصوص نہیں، اکیلے تم ہی اس آزمائش میں نہیں ڈالے گئے ہو، بلکہ تمہارے اگلوں میں سے جس جس گروہ نے ہم سے پیان وفا باندھا، جس جس جماعت نے راہ الفت میں قدم رکھنے کا دعویٰ کیا، ان سب کو اپنے دعوے کا کچھ ایسا ہی ثبوت پیش کرنا پڑا ہے، ان سب کو کچھ ایسی ہی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ ہراساں نہ ہو، بہتوں کی آزمائش اسی طرح ہوچکی ہے۔ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ. اور اس حکم سے غرض تمہیں تکلیف میں ڈالنا نہیں، تمہاری جان کو ہلکان کرنا نہیں، بلکہ مقصود صرف تمہاری ہی فلاح وبہبود ہے۔ تمہارے ہی کمالات کی نشوونما اور تمہاری ہی ترقی ہے۔ تم ہی میں ضبط نفس پیدا کرنا ہے، تم ہی کو خواہشات نفسانی پر حاکم بننے کی تعلیم دینا ہے، تمہاری پاکیزگی کی چھپی ہوئی قوت کو ابھارنا، اور تمہیں حیوانیت کے غار سے نکال کر ملکوتیت کے آسمان پر پہنچانا ہے۔ تمہاری بوالہوسی جو تمہاری خودداری پر غالب آجاتی ہے، اسی کو توڑنا منظور ہے۔ تمہاری ہی راہ عروج میں ہر طرح کی سہولت پیدا کرنی مدنظر ہے اور تمہارے ہی چھپے ہوئے اندرونی دشمنوں، یعنی بدی کی طاقتوں کو ہلاک ونابود کرنا مقصود ہے۔ لَعَلَّکُمْ

تَتَّقُوْنَ. اور پھر یہ آزمائش بھی دائمی نہیں، تمہاری ساری عمر کے لئے نہیں، کسی بڑی طویل مدت کے لئے نہیں، بلکہ صرف گنتی کے چند روز، یعنی گیارہ مہینوں کے بعد، رمضان کا ایک مہینہ: اَیَّاماً مَّعْدُوْدٰتٍ. (البقرہ:۱۸۴)

مریضوں کے لئے رخصت

پھر ان عاشقین صادقین اور مومنین مخلصین میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو باوجود اپنے صدق وخلوص کے، اپنی جسمانی کمزوری یا پردیس میں ہونے کی بنا پر، آسانی کے ساتھ اس حکم کی تعمیل نہ کرسکیں گے، ان کے لئے یہ آزمائش زیادہ سخت ہوگی۔ ایسے معذوروں کے لئے اس کی اجازت ہے کہ انہیں جب اطمینان وفراغت نصیب ہوتو اس ماہ مبارک کے چھوٹے ہوئے روزوں کو پورا کرلیں۔ ”بلبل بہار“ اگر اپنے جذبہ دل میں صادق ہے تو اس کے لئے سال کا ہر موسم موسمِ گل کا حکم رکھتا ہے: فَمَنْ کَانَ مِنکُم مَّرِیضاً اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ. (البقرہ:۱۸۴) بعض بے چارے ایسے بھی ہوتے ہیں جو بہ سبب اپنی جسمانی کمزوری یا کسی اور مجبوری کے ماہِ مبارک کے بعد بھی روزہ رکھنے میں سخت مشقت محسوس کرتے ہیں۔ ایسوں کے لئے یہ رعایت ہے کہ وہ اپنی معذوری کے کفارے کے طور پر کسی صاحب احتیاج کو پوری طرح کھانا کھلا دیا کریں: وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ. اس رخصت واجازت کے باوجود بھی اگر کوئی شخص محنت ومشقت گوارا کرکے اس بڑی نیکی، یعنی روزہ کو اختیار کرتا رہے، یا ایک مسکین سے زائد کو کھلاتا پلاتا رہے تو اس کے مرتبہ کا کیا پوچھنا! ایسی نیکی جو فرض نہ رہی ہو اگر اختیار کی جائے تو اس کے افضل وبرتر ہونے میں کیا شبہ: وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ. فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ

تَعْلَمُوْنَ. یہ ایک عام اصول بتایا گیا۔ باقی اگر روزے کی حقیقت پر نظر ہوجائے، روزے سے جو باطنی ترقیاں مقصود ہیں اگر ان کا علم ہوجائے تو کون ایسا ہے جو روزے کی جانب بہ شوق ورغبت نہ دوڑے۔

رمضان، مبارک کیوں ہے؟

یہ ماہِ مبارک صرف اسی لحاظ سے مبارک نہیں، کہ اس میں انسان صبر وضبط کی خدائی طاقتوں سے نوازا جاتا ہے، بلکہ اس خیر وبرکت والے مہینے کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ اسی ماہ میں اول اول، دنیا کے لئے بہترین، کامل ترین وجامع ترین ہدایت نامہ اتارا گیا۔ اسی چاند میں انسانیت کے ظلمت کدہ کو نورانیت کے بدرِ کامل سے پرانوار بنایا گیا، اوراسی بابرکت موسم میں انسان کے کان میں پہلی بار نغمۂ ازل کی سریلی آواز، بے ہوشوں کو بیداری اور ہوشیاروں کو مست کرنے والی پکار پہنچی، جس سے بڑھ کر کوئی دولت، جس سے اونچی کوئی نعمت، جس سے برتر کوئی رحمت، عالم تصور میں بھی موجود نہیں: شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ. (البقرہ:۱۸۵) قیس عامری کے پاس اگر لیلیٰ کا کوئی مکتوب یا پیام آجاتا، تو کس طرح وہ اپنی جان نثار کرنے کو تیار ہوجاتا، اوراس مبارک گھڑی کو کس قدر عزیز رکھتا! حسنِ ازل کے شیدائی بھی، نامۂ یار کے ورود کے زمانے کو کیوں کر بھول سکتے ہیں۔ جب جب یہ زمانہ آئے گا، اس کی یاد میں بے تاب ہوجائیں گے اوراس پاک گھڑی کی پاک سالگرہ منانے میں اپنی بھوک پیاس تک بھول جائیں گے: فَمَنْ شَھِدَ مِنکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ.

موسم بہار کی فرحتیں، طراوتیں اورنشاط انگیزیاں بڑے سے بڑے افسردہ دلوں تک میں امنگ پیدا کردیتی ہیں اور گل وگلزار کی سیر سے کوئی محروم رہنا نہیں

چاہتا۔ ماہ مبارک کی برکتوں ،فضیلتوں اور نعمتوں کا ذکر سن کر بڑے سے بڑے بدہمت اور افسردہ دل کی رگوں میں جوش پیدا ہوجانا اور بڑے بڑے فرزانہ دوراندیش میں شورش وشوریدگی کا ابھرآنا قدرتی ہے۔حالاں کہ یہ آزمائش صرف ان کے لئے ہے جواس کی جسمانی قوت بھی رکھتے ہیں۔معذروں پرخواہ مخواہ بار ومشقت ڈالنا ہرگز مقصود نہیں۔ان کے جذبۂ شوق کو تسکین دینے کے لئے ایک بار پھر اس ارشاد کی ضرورت ہوئی کہ معذروں کو ان دنوں کی گنتی بعد میں پوری کر لینے سے حاصل ہوسکتا ہے: وَمَنْ كَانَ مَرِيضاً اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ. يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلاَ يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. (البقرہ:۱۸۵)

میں اپنے بندوں کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں

یہ پر بہار موسم جب کسی کے شوق وارمان میں گزرے گا، یہ متبرک گھڑیاں جب کسی کی یاد میں بسر ہوں گی یہ مبارک دن جب کسی کے اشتیاق میں بغیر بھوک پیاس کے صرف ہوں گے، یہ برکت والی راتیں جب کسی کے انتظار میں آنکھوں ہی میں کٹیں گی، تو ناممکن ہے کہ روح میں لطافت، قلب میں صفائی اور نفس میں پاکیزگی پیدا نہ ہوجائے۔حیوانیت دور ہوگی، ملکوتیت نزدیک آئے گی اور انسان خود اپنی ایک جدید زندگی محسوس کرے گا۔ایسی حالت میں بالکل قدرتی ہے کہ سوز دل اور تیز ہوجائے، قرب ووصل کی تڑپ اور بڑھ جائے، تزکیہ ومجاہدہ کے اثر سے زنگ دور ہوکر کسی کا عکس قبول کرنے کے لئے آئینۂ قلب بے قرار ومضطر ہونے لگے۔ٹھیک یہی گھڑی ذوق طلب اور ذوق عطا، سوال اور جواب، دعا اور مقبولیت، حاجت مندی اور کریمی، گدائی اور شاہی، بندگی وبندہ پروری کے درمیان ناز ونیاز کی ہوتی ہے۔

اس لئے قدرتاً اس منزل پر پہنچتے ہی حجلۂ غیب سے یہ صدائے بشارت کان میں آنے لگتی ہے کہ اے ہمارے پیام پہنچانے والے، ہمارے شیدائی، ہمارے پرستار، ہمارے بندے، اگر تم سے ہمارا پتا پوچھیں تو ان کو بتادو کہ ہم ان سے کچھ دور نہیں، ہم تو ان سے بہت ہی قریب ہیں، ہمیں دل کی تڑپ کے ساتھ پکاریں تو سہی، ہم فوراً ان کی پکار کو سنیں گے۔وہ صرف ہم سے اپنی لولگائے رہیں، اور ہم پر بھروسہ رکھیں، اس سے وہ سیدھی راہ پاکر اور منزل مقصود تک پہنچ کر رہیں گے: وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ. (البقرہ:۱۸۶) اور جب آپ سے میرے بندے میرے باب میں دریافت کریں تو میں تو قریب ہی ہوں، پکارنے والے کی پکار جواب دیتا ہوں، جب وہ مجھے پکارتا ہے پس لوگوں کو چاہئے کہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ ہدایت یاب ہوجائیں۔(ہفتہ وار سچ لکھنؤ:۳؍اپریل ۱۹۲۶ء)

روح کی بالیدگی

کھانا انسان کی زندگی قائم رکھنے کے لئے ہے، یا انسان کی زندگی اس لئے ہے کہ اسے کھانے پینے کی لذتوں میں بسر کیا جائے؟ موجودہ مادی دنیا نے شق دوم کو اختیار کیا ہے اور اس کا عمل بھی اسی پر ہے۔مذہب نے شق اول کو اختیار کیا ہے اور اپنے پیروں کو اس پر عمل کی ہدایت کی ہے۔

اسلام دین فطرت کا دوسرا نام ہے اس میں کوئی شے فطرت انسان وفطرت کائنا ت کے خلاف ہو نہیں سکتی۔وہ ایک طرف اپنے پیروں کو جائز لذتوں سے لطف اٹھانے کی بار بار دعوت دیتا ہے اور دوسری طرف قدم قدم پر لَا تُسْرِفُوْا! ''دائرہ اعتدال سے قدم باہر نہ رکھو'' کی بھی تاکید کرتا ہے لذتوں پر جھک پڑنے کا نام فسق ہے اور لذتوں سے

بالکل کنارہ کش ہوجانے کو رہبانیت کہتے ہیں۔ اسلام نے جو شاہ راہِ ہدایت دنیا کے سامنے پیش کی ہے وہ فسق ورہبانیت دونوں سے بچ کران کی درمیانی راہ ہے۔

خواص جب گم راہ ہوتے ہیں تو رہبانیت کے ڈھرے پر پڑ جاتے ہیں، عوام کی گم راہی کا نام فسق ہے، نفس انسانی میں لذتوں پر جھک پڑنے کا قدرتی میلان موجود ہے۔ انسان اکثر انہی لذتوں پر گرتا ہے اور ایسا گرتا ہے کہ انسانیت سے گزر کر بہیمیت کے غار تک پہنچ جاتا ہے۔ روح کو چاہئے کہ روز بروز لطافت کی جانب ترقی کرتی جائے تا کہ جب جسم سے جدا ہوجانے کا وقت آئے تو اپنے مرکز اصلی کی جانب پرواز کر کے جو از سرتا پا نور ولطافت ہے، وصل ووصال کا وہ انتہائی لطف وسرور حاصل کرے جس کا نام مذہب کی اصطلاح میں جنت ہے، لیکن انسان جب فسق میں مبتلا ہوجاتا ہے، یعنی ان مادی لذتوں میں پڑ جاتا ہے جو اس کی روحانی صحت کے حق میں مضر ہیں تو رفتہ رفتہ اس کی روح کثافت اور گندگی میں آلودہ رہنے لگتی ہے یہاں تک کہ جسم سے جدا ہونے کے بعد اسمیں اپنے مرکز اصلی کی جانب پرواز کی صلاحیت باقی نہیں رہتی، اور مجبوراً اسے تنزل کر کے مادہ کی کثافتوں اور آلائشوں کے مرکز سے آمیز ہونا پڑتا ہے، جو اس سے کوئی بھی طبعی وخلقی مناسبت نہیں رکھتے، اسلئے اسے انتہائی اذیت وتکلیف کا سامنا ہوتا ہے اور اسکو مذہب کی اصطلاح میں دوزخ کہتے ہیں۔

روح کی فطری صلاحیت

اسلام خلق اللہ کو راحت وسرور کی انتہائی منزل تک پہنچانے کا بہترین راہ بر ہے۔ اس نے چن چن کر اپنے نظام وآئین میں وہی باتیں رکھی ہیں جو روح کی فطری صلاحیت کو بڑھائیں اور گندگی وکثافت میں آلودہ ہونے سے اسے محفوظ رکھیں۔ ان سب تدبیروں میں سے ایک اہم تدبیر کا نام روزہ ہے۔ محض بھوکا اور پیاسا رہنا یا خواہ

مخواہ کسی کو اپنے تئیں گرسنگی وتشنگی کی تکلیف میں مبتلا کرنا، ہرگز روزہ کا مدعا نہیں۔ روزے کی غرض وغایت صرف یہ ہے کہ انسان کچھ دیر کے لئے تمام اہم لذاتِ مادی کی طرف سے بے توجہ ہوکر روح کو اپنی صفائی وپاکیزگی کی جانب متوجہ ہونے کا موقع دے۔ قرآن پاک میں روزے کی غایت دو لفظوں میں بیان فرما دی گئی: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. ''تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ''۔ تقویٰ کے معنی بچنے کے ہیں۔ بچنا کس چیز سے؟ ہر اس چیز سے جو روح کی پرواز ترقی میں حائل ہوتی ہے۔ ہر اس چیز سے جو روح کے جوہر لطیف کے حق میں زہر کا اثر رکھتی ہے۔ ہر اس چیز سے جو روح کو کثافتوں اور آلایشوں کی دلدل میں پھنسائے رکھتی ہے۔ قرآنی بلاغت کا یہ معجزہ ہے کہ اس سارے مفہوم کو ایک لفظ ''تَتَّقُوْنَ'' کے ذریعے ادا کر دیا۔

نماز اور روزہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے دو جداگانہ چیزیں نہیں، بلکہ ایک ہی حقیقت کے ایجابی وسلبی، مثبت ومنفی، دو پہلو ہیں۔ نماز کی حیثیت فاعلی ہے، یعنی دربار الٰہی میں حاضری دو، اپنی روح جزئی کا براہ راست تعلق روح کلی سے پیدا کرو۔ روزے کی حیثیت انفعالی ہے۔ یعنی ان چیزوں سے بچو جو اس راہ میں حائل ہوتی ہیں۔ جو روح کو اس رفتار ترقی کے ناقابل بناتی ہیں۔ طبیب حاذق علاج بھی کرتا ہے اور پرہیز بھی بتاتا ہے، شفا اسی وقت ممکن ہے جب مریض دونوں ہدایتوں پر عمل کرے۔ نماز بمنزلۂ دوا ہے اور روزہ بمنزلۂ پرہیز۔ دوا اور پرہیز دونوں کی اہمیت اپنی اپنی جگہ پر ظاہر ہے۔ دنیا کے کامل ترین انسان ﷺ کو نماز کے بعد جو عبادت سب سے زیادہ محبوب تھی وہ روزہ تھا۔ رسول خدا ﷺ اس کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے کہ اہل خاندان اور اصحاب رضی اللہ عنہم بعض اوقات دنگ رہ جاتے۔ وجہ کھلی ہوئی ہے۔ اعلیٰ ترین روح کو روحانی پاکیزگی وصفائی کے نمونے بھی بہترین اور کامل ترین دکھانے تھے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا جس جس نے عمل کیا وہ اپنی مراد کو پہنچ کر رہا۔

کھانے پینے میں زیادتی کرنا، عورت سے میل ملاپ پر حریص ہونا، جھوٹ بولنا، سخت کلامی کرنا، کسی کا دل دکھانا، کسی کے پیچھے اس کا برائی سے ذکر کرنا، مال ودولت کی ہوس کرنا، یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو روح کی لطافت کو صدمہ پہنچاتی ہیں اس کی بالیدگی کو روک دیتی ہیں، اس میں تازگی کی بجائے پژمردگی پیدا کرتی ہیں اور جسم ومادہ کی کثافتوں کو بڑھاتی رہتی ہیں اس قسم کی تمام چیزوں سے بچنے اور پرہیز کرنے کا نام روزہ ہے اور روزہ دار کے لئے یہ سب امور ممنوع ہیں۔

ہموار اور محفوظ ترین راستہ

انسان اگر اپنی عمر کا بیش تر حصہ ان پابندیوں کے ساتھ گزار سکے تو اس کے مرتبے کا کیا پوچھنا، لیکن کم از کم سال کا بارہواں حصہ تو اس طرح گزارنا اپنے لئے لازمی سمجھے۔ اور اگر بہت سے بندے مل کر ایک خاص زمانہ اس کے لئے مقرر کرلیں جس میں وہ سب شریک ہوں تو شرکت واجتماع کی بناپر نفس روزہ کی برکتیں بدرجہا بڑھ سکتی ہیں مگر سب کا اپنے ارادے سے ایک خاص زمانہ مقرر کرنا ممکن نہیں۔ کسی کو کبھی سہولت ہوگی، کسی کو کبھی۔ اس لئے خود شریعت نے (راحت وسرورِ ابدی کی منزل کے بہترین، ہموار ترین ومحفوظ ترین راستے کا نام شریعت ہے) ایک خاص مہینے کا تعین کردیا، جسے رمضان سے موسوم کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جس طرح ہمارے رکوع وسجود، ہماری تکبیر وتسبیح سے بے نیاز ہے، اسی طرح اسے ہمارے بھوکے اور پیاسے رہنے، ہمارے روزہ تراویح، ہماری سحری وافطار کی بھی کوئی حاجت نہیں۔ یہ تمام امور صرف ہمارے نفع وفائدے کیلئے ہیں۔ ہماری طبیعتیں اور سرشتیں چونکہ شیطانی اثرات سے مسخ ہوچکی ہیں اسلئے آج بہتوں کو روزے کی پابندی ایک بار معلوم ہوتی ہے۔ لیکن کل جب حجابات دور ہوجائیں

گے جب آنکھیں کھل جائیں گی، اسوقت اندازہ ہوسکے گا کہ روح میں اعلیٰ صلاحیتیں پیدا کرنے کیلئے اور ابدی سرور ودائمی راحت حاصل کرنے کیلئے روزہ کتنا آسان، مفید اور موثر نسخہ تھا۔ کاش! ہماری آنکھیں آج ہی کھل جائیں۔ (سچ: ۱۳؍اپریل ۱۹۲۵ء)

راحت ولذت کی حقیقت

نیند پورے سکھ کے ساتھ کس کو آتی ہے؟ اس کاہل کو جو رات دن بستر پر پڑا رہتا ہے، یا اس محنتی کو جو دن بھر کی دوڑ دھوپ کے بعد تھک کر اپنے دماغ وجسم کو چند گھنٹوں کے لئے آرام دینے کو لیٹتا ہے؟ کھانے میں اصلی مزہ کس کو ملتا ہے؟ اس امیر کو جو سارے دن اپنے ذائقے کی خاطر داریوں میں لگا رہتا ہے اور طرح طرح کی بدپرہیزیاں کرتا رہتا ہے، یا اس غریب کو جو محنت ومشقت کے بعد دن میں ایک یا دوبار سادہ اور معمولی کھانا کھاتا ہے؟ سوکر اٹھنے کے بعد فرحت اور چاقی کس کو حاصل ہوتی ہے؟ اس کو جو ساری رات پریشان اور ہولناک خواب دیکھتا رہتا ہے، یا وہ جو شروع سے آخر تک میٹھی نیند لیتا رہتا ہے؟ پس اگر کسی کو نیند پورے سکھ کے ساتھ نہیں آتی، کھانے میں پورا مزہ نہیں ملتا، یا سوکر اٹھنے کے بعد طبیعت میں کسل پوری طرح دور نہیں ہوتا تو اس کی ذمہ داری اور تنہا ذمہ داری اسی کی بے احتیاطیوں، بدپرہیزیوں اور بے اعتدالیوں پر آتی ہے۔

سرور ونشاط کی ہوائیں

روزہ جسم وروح دونوں کے ایک خاص ضبط وانضباط، تزکیۂ وتنقیہ، پرہیز واحتیاط کا نام ہے، اس کے تمام ہونے پر انتہائی لطف وراحت، لذت وفرحت محسوس ہونی چاہئے۔ اگر آپ اس میں کمی محوس کرتے ہیں تو یقیناً یہ آپ ہی کا قصور ہے۔ اور

یہ لازمی ہے کہ روزے کی کچھ شرطیں آپ توڑ چکے ہیں، اوراس کے جوآداب نگاہ میں رکھنے کے تھے وہ آپ نے نہیں رکھے، جسم اور دماغ کو اگر آپ دن بھر صحیح طور پر کام میں لگائے ہوئے ہیں تو شب کو نیند کی حالت میں بھی سکھ ملے گا اور نیند پوری کرنے کے بعد بھی فرحت حاصل ہوگی۔ٹھیک اسی طرح اگر جسم وروح کو آپ ٹھیک طور پر دن بھر مشغول رکھے ہوئے ہیں، اگر آپ وہی کرتے رہے ہوں، جو ایک روزہ دار کو کرنا چاہئے تو آپ کا دن اور آپ کی رات، آپ کی صبح اور آپ کی دوپہر، آپ کا سہ پہر اور آپ کی شام، غرض آپ کے وقت کی ہر گھڑی، آپ کے دل کی کلی کو کھلی رکھے گی، افسردگی اور اداسی آپ کے لئے بے مفہوم ہوگی اور سرورونشاط کی ہوائیں آپ کی روح کو تروتازہ رکھیں گی۔

روزے کے معنی یہ ہیں کہ آپ اپنے پیدا کرنے والے، آپ کے سامان زندگی کے مہیا کرنے والے، اورآپ کی موت اور زندگی، بیماری اور تندرستی، ہر چیز پر قدرت رکھنے والے کے سامنے عہد کرتے ہیں کہ سارے دن آپ اپنے تئیں، اپنی آنکھ اور کان، اپنے منہ اور زبان، اپنے دل اور اپنے دماغ، اپنے ہاتھ اور پیر، اپنے جسم اور جان، غرض اپنے سارے وجود کو ہر ٹیڑھی راہ سے روکے رہیں گے، ہر کجی اور کج روی سے باز رکھیں گے اور صرف اسی کے لئے وقف رکھیں گے جو اس کا اصلی کام، اس کی سیدھی راہ، اس کا فطری حق اور اس کی سچی غایت ہے۔زبان اگر کھلے گی تو صرف کلمۂ حق پر، کان اگر سنیں گے تو صرف سچی آواز، آنکھ اگر دیکھے گی تو صرف امر حق کو، دل اگر سوچے گا تو صرف سچائیوں کو، ہاتھ اور پیر اگر حرکت کریں گے تو صرف سچائی کی راہ میں۔مادی زندگی کے سب سے بڑے اور طاقتور مظہر، سورج کے ڈوب جانے پر، جب آپ اس ذات کے شکر کے ساتھ جس نے آپ کو یہ توفیق دی، اپنا جائزہ لیں، اور اپنی اس نذر کی ہر شرط کو پوری طرح ادا کیا ہوا پائیں تو دنیا کے

کس لفظ اور کن عبادات میں اس کیفیت کو ادا کرنے کی قدرت ہے! رضائے الٰہی آپ میں اور آپ رضائے الٰہی میں جذب ہوں گے! راحت ولذت، لطف ومسرت، سرورونشاط، شادی وانبساط، یہ سارے الفاظ اس بڑی فرحت (دیدار الٰہی) کا پیش خیمہ ہے جس سے موسیٰ کلیم اللہ جیسے برگزیدہ پیمبر، باوجود شوق وتمنا اس دنیا میں محروم رہے۔ (سچ: ۳؍مارچ ۱۹۲۷ء)

حرماں نصیبی

کھانا کھانے میں آپ کو لطف کس وقت آتا ہے؟ اس وقت جب کہ بھوک کھل کر لگی ہو، یعنی کچھ دیر پہلے سے کھانا نہ کھایا ہو۔پانی کے گلاس میں مزہ کس وقت ملتا ہے؟ اس وقت، جب کہ پیاس لگی ہوئی ہو اور پانی پینے کی طلب بے قرار کر رہی ہو۔نیند سکھ سے کس وقت آتی ہے؟ اس وقت جب کہ کچھ گھنٹے قبل سے آپ برابر جاگ رہے ہوں، ان ساری مثالوں میں آپ کو روزمرہ، ہر وقت اور ہر جگہ تجربہ ہوتا رہتا ہے کہ مادی لذتوں سے بھی پوری طرح لطف اٹھانے کے لئے کسی قدر ضبط، صبر واحتیاط لازمی ہے۔یہی آپ کا مشاہدہ ہے، یہی آپ کا تجربہ ہے اور اسی پر آپ کا عمل ہے۔یہ آپ کبھی نہیں کرتے کہ مسلسل چوبیس گھنٹے منہ میں نوالے چباتے رہیں۔یہ کوئی بھی نہیں کرتا کہ ہر منٹ لگاتار پانی کے گھونٹ حلق سے اتارتا رہے۔یہ کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ دن اور رات، صبح اور شام، ہر وقت برابر پڑا سوتا ہی رہے۔

اعضائے جسم کو آرام دینا لازمی ہے

’’روشن خیالی‘‘ جب ایک قدم آگے بڑھاتی ہے تو تعطیل اور چھٹی کو بھی انسانی زندگی کا ایک لازمی جزو بنا دیتی ہے۔اسکولوں کے کمرے، کالجوں کے ہال، عدالت

عالیہ کے ایوان، ہفتوں سے بند چلے آرہے ہیں، اس لئے کہ موسم گرما کی ''تعطیل کلاں'' کا زمانہ ہے۔ کچہریاں اور دفتر بند ہیں، اس لئے کہ آج بڑا دن ہے۔ ڈاک خانہ اور تار گھر، بینک اور خزانے بند ہیں اس لئے کہ آج اتوار ہے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ دماغ کو آرام ملتا رہے، اور تازہ دم ہونے کے بعد کام بہتر طور پر انجام پاتا رہے۔ آپ اپنے اس نظام اور اس انتظام پر شرماتے نہیں، فخر کرتے ہیں اور آپ کی عقلیت وروشن خیالی کا یہ ایک مسلمہ ہے کہ کام میں زیادہ مستعدی اور بہتر کار گزاری کے لئے جسم اور اعضائے جسم کو آرام دیتے رہنا لازمی ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ اس سے کام میں خواہ مخواہ ہرج اور نقصان ہوتا ہے۔

لیکن جب مذہب آپ سے کہتا ہے کہ سال کے ایک خاص زمانے میں چند گھنٹوں کے ایک محدود وقت کے لئے معدہ کو آرام دیتے رہو۔ بھوک اور پیاس کو ضبط کرتے رہو، تو معاً آپ کی عقلیت وروشن خیالی بغاوت پر آمادہ ہوجاتی ہے۔ آپ اپنے روزمرہ کے تجربہ اور مشاہدہ، نظریات وعملیات، سب کو پس پشت ڈال دیتے ہیں، رمضان کی آمد کو اپنے لئے ایک قہر ومصیبت سمجھنے لگتے ہیں اور اگر زبان سے نہیں تو کم از کم دل میں تو یہ ضرور کہنے لگ جاتے ہیں کہ روزہ کی یہ قیدیں کیسی سخت ہیں۔ اور آپ کے کمزور قویٰ ہرگز اتنی بڑی محنت کو نہیں برداشت کرسکے! بے شک اگر آپ ہزاروں روپیہ کمانے اور اڑانے والے بیرسٹر ہیں، اگر آپ ''سرکار'' کے بنائے ہوئے جج یا کلکٹر ہیں، اگر آپ صوبہ یا ملک کی کونسل کے ممبر ہیں۔ اگر آپ لاٹ صاحب اور بڑے لاٹ صاحب کی پارٹیوں میں شریک ہونے والوں میں ہیں، اگر آپ کے پاس سواری کے لئے موٹریں اور رہنے کے لئے اونچی اونچی کوٹھیاں موجود ہیں تو آپ کی محرومی اور حرماں نصیبی نے اجر روحانی وراحت سرمدی کی طرح، روزہ مرہ کی مادی لذتوں اور جسمانی فائدوں کا بھی دروازہ آپ پر بند کر رکھا ہے اور آپ کی

اس بے مائیگی پر جن وبشر، حور وملائک جتنا بھی ترس کھائیں کم ہے لیکن اگر آپ اپنی خوش بختی سے کوئی غریب کاشت کار ہیں، کوئی مفلس مزدور ہیں، کوئی کم حیثیت خدمت گار ہیں، بھاری بھاری بوجھ کی گٹھریاں اور گٹھے اپنے سر پر لادنے والے ہیں، دھوپ میں جل جل کر اور بھن بھن کر کام کرنے والے ہیں تو انشاءاللہ آج آپ اپنے خالق ومالک کے حکم کی تعمیل میں رمضان المبارک کی باران رحمت سے سیراب ہو رہے ہوں گے! یقین کیجئے کہ آج آپ کے مرتبے پر زمین پر بسنے والے نہیں، آسمان پر اڑنے والے، فضائے قدس میں سانس لینے والے، حریم عرش کے پائے تھامنے والے رشک کررہے ہیں۔ ممکن ہے کہ آج یہ شاعری معلوم ہورہی ہو، لیکن کل ان شاءاللہ حقیقت ہوکر رہے گی اور ان بے خبروں کو بھی خبردار کرکے رہے گی۔ جو آج روزہ داری کے طبی فوائد اور مادی لذتوں سے بھی محرومی میں اپنی زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں!۔ (سچ: ۳۰ر مارچ، ۱۹۲۸ء)

نماز سے عبدیت کی تکمیل

نماز میں جس طرح عبدیت کی تکمیل ہوتی ہے ٹھیک اسی طرح روزہ دار کو اخلاق الٰہی کے ساتھ کس درجہ مناسبت ومشابہت پیدا ہوجاتی ہے۔ بھوک اور پیاس سے بے نیازی، صبر وضبط، قوت واختیار، حلم وتحمل، عفو ودرگزر، یہ سب شاخیں بندہ کی ہیں یا مولیٰ کی؟ عبد کی یا معبود کی؟ خاک کے پتلے کی یا آسمان کے فرماں روا کی؟ پھر یہ کیوں کر ہے کہ جو چیز کچھ ہی دیر کے لئے سہی آپ میں اس کیفیت سے مناسبت پیدا کررہی ہو۔ جو چیز ذرہ میں آفتاب کا پرتو ڈال رہی ہو، جو چیز آئینہ میں جلا پیدا کرکے اسے نورانیت کاملہ کا عکس قبول کرنے کے قابل بنارہی ہو۔ آپ اس نعمت عظیمہ کی جانب لپکنے میں تامل کررہے ہیں؟

حدیث قدسی کے الفاظ یاد کیجئے: اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ. ''روزہ میرے لئے ہے اور اس کا اجر خود میں ہوں''۔ حوریں نہیں، جنت کے قصر ومحل نہیں، کوئی اور ایسی نعمت نہیں جسے مادی عقل سمجھ سکے، بلکہ ''میں خود اس کا اجر ہوں''۔ یہ کون، کس سے کہہ رہا ہے؟ آفتاب ذرے سے نہیں، مخدوم خادم سے نہیں، شاہ گدا سے نہیں، بلکہ خالق مخلوق سے، معبود عبد سے، اللہ بندے سے! کیا زمینوں اور آسمانوں کی ساری نعمتیں، ساری برکتیں، ساری بادشاہتیں مل کر بھی اس ایک اجر کے سامنے پیش کی جاسکتی ہیں؟ کیسی دردناک نادانی ہوگی کہ اتنے ارزاں سودے کو بھی اپنی غفلت وبے پروائی کی نذر کردیا جائے!!۔ (انتخاب از تفسیر ماجدی، جلداول: ص:۵۲۳تا)

☆☆☆

رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''شَعْبَانُ شَھْرِیْ وَرَمَضَانَ شَھْرِ اللّٰہِ'' یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان شریف اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔

حالانکہ اگر دیکھا جائے تو سب مہینے اللہ تعالیٰ کے ہیں، یہ ایسا ارشاد ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ کے بندوں کو ''عِبَادُ الرَّحْمٰنِ'' فرمایا گیا، حالانکہ بلحاظ انسان سب انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، ''عِبَادُ الرَّحْمٰنِ'' صرف ان بندوں کو کہا گیا جن میں خاص اوصاف ہوں، جیسا کہ سورہ فرقان کے آخری رکوع میں یا قرآن پاک کے چند مقامات پر ان صفات کا ذکر فرمایا، انہی مذکورہ اوصاف سے متصف لوگ ہی ''عِبَادُ الرَّحْمٰنِ'' کہلانے کے مستحق ہیں اور یہ صفات سب انسانوں میں کہاں؟ اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے کہا ہے۔ ؎

دل میرا جس سے بہلتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے کوئی اللہ کا بندہ نہ ملا

حضور فداہ ابی وامی ﷺ نے ماہ رمضان کو ''شہر اللہ'' اس لئے فرمایا کہ اس میں ایسی چند امتیازی خصوصیات ہیں جو دوسرے مہینوں میں نہیں، مثلاً:

۱-اس مہینہ میں قرآن پاک نازل کیا گیا۔(البقرہ:۱۸۵) ۲-اس مہینہ میں سب مسلمانوں (بالغ مردوزن) پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا۔(البقرہ:۱۸۳)

۳-اس مہینہ میں شیطان اور سرکش جنات کو قید کر دیا جاتا ہے۔(ترمذی،ابن ماجہ،احمد)

۴-اس مہینہ میں دوزخ کے سب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔(ترمذی، ابن ماجہ،احمد)۵-اس مہینہ میں جنت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔(نسائی،احمد)

۶-اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔(بیہقی)

۷-اس مہینہ میں ہر دن رات میں مسلمانوں کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔(بزار)۸-اس مہینہ کی پہلی تاریخ سے آخری رمضان تک نماز فجر سے غروب آفتاب تک ستر ہزار فرشتے روزہ داروں کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔(بیہقی)

۹-اس ماہ میں حق تعالیٰ رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں۔(طبرانی)

۱۰-اس مہینہ میں فرض کا ادا کرنا ایسا ہے جیسے دوسرے مہینے میں بہتر فرضوں کا۔(بیہقی)۱۱-اس مہینہ میں نفل پڑھنا ایسا ہے جیسے دوسرے مہینوں میں فرض پڑھنا۔(بیہقی)۱۲-اس مہینہ کے ہر شب وروز میں اللہ کے یہاں جہنم کے قیدیوں کو چھوڑا جاتا ہے۔(بزار)۱۳-اس مہینہ میں عرش اٹھانے والے فرشتوں سے کہا جاتا ہے کہ اپنی عبادت کو چھوڑو، بلکہ روزہ داروں کی دعا پر آمین کہو۔(ترغیب)

۱۴-اس ماہ میں تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اس کے محض ایمان اور طلب ثواب کی غرض سے پڑھنے سے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔(نسائی) ۱۵-یہ مہینہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں روزہ رکھنے والوں کی شفاعت کرے گا جو قبول کی جائے گی۔

۱۶-اس ماہ کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے جس کا ثواب دو حج اور دو عمروں کی مانند ہے۔(بیہقی)

۱۷-اس مہینہ میں ایک رات ہے جس کا نام لیلۃ القدر ہے، اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔

۱۹-اس ماہ میں بنی آدم کے ہر عمل کو بڑھایا جاتا ہے، یہاں تک کہ ایک نیکی دس گنی بلکہ سات سو گناہ تک ہوسکتی ہے۔

۲۰-جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن میں سے ایک دروازہ کا نام ''باب الریان'' سوائے روزہ داروں کے اس میں سے کوئی داخل نہ ہوگا۔

۲۱-اس ماہ کی آخری رات کو سب روزہ داروں کی بخشش کی جاتی ہے۔(احمد)

یہ چند خصوصیات بطور نمونہ مشتے از خروارے ذکر کی گئی ہیں۔

ہر مومن کو چاہئے کہ وہ اس مہینے کی قدر کرے اور اس کے انوار و برکات سے خوب فائدہ اٹھائے۔

☆☆☆

رمضان المبارک کی ایمانی نعمتیں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ رَبَّكُمْ يَقُوْلُ: كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشَرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضُعْفٍ، وَ الصَّوْمُ لِيْ وَ أَنَا أَجْزِىْ بِهٖ اَلْحَدِيْثُ. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں: تمام نیکیاں دس سے لیکر سات سو گنا تک بڑھتی ہیں، مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزاء عنایت کروں گا۔

ساری عبادات اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور وہی ثواب بھی عنایت کرتا ہے مگر روزے کے ساتھ یہ صراحت کہ: روزہ میرے لئے ہے۔ اس کی عظمت و اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔

سبحان اللہ! جب اللہ جل شانہ نے اس کی جزاء اپنے ذمہ لے رکھی ہے تو ظاہر ہے کہ وہ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ مَوْلٰى، اَكْرَمَ الْاَ كْرَمِيْنَ .

پروردگار کیا کچھ نوازے گا، جب شانِ خدا کا تصور محال تو اس کی عطا کا وہم وگمان بھی ناممکن۔

انعاماتِ رمضان

رمضان کے بابرکت مہینے میں قرآن پاک کا نزول ہوا، اس کی راتوں میں ایک رات شب قدر کے نام سے موسوم ہوئی اور اسے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا گیا۔ اس ماہ مبارک میں جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، جنت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں، سرکش شیاطین کو بیڑیاں لگادی جاتی ہیں، نوافل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ستر فرائض کے برابر کردیا جاتا ہے، اس مقدس مہینے میں بہت سے لوگوں کو جہنم سے رہائی ملتی ہے، اس میں خدا ترس بندوں کے لئے جنت کی سجاوٹ کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے، مومنین کے رزق میں اضافہ کردیا جاتا ہے، جو ایمان واخلاص کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اس کے سارے گناہ معاف فرمادیئے جاتے ہیں اور اس مہینے کے اختتام پر پروانۂ رضا ومغفرت عطا کردیا جاتا ہے، روزہ داروں کے لئے مچھلیاں دعاء مغفرت کرتی ہیں، روزہ دار کے منہ کی بھبھک کو عنداللہ مشک سے بھی عمدہ تر قرار دیا گیا ہے (کذا فی الترغیب للمنذری)

روزہ اور تقویٰ

اللہ رب العزت نے روزے کا اہم مقصد خدا ترسی وتقویٰ بتایا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ پچھلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تمہارے اندر صفت تقویٰ پیدا ہو (بقرہ:۱۸۳)

انسان کے اندر جہاں روحانیت ہے وہیں حیوانیت وشیطنت بھی موجود ہے، مادۂ خیر سے فیضیاب ہے تو مادۂ شر سے بھی اپنا دامن بھرے ہوئے ہے، یہ بندۂ خدا خیر وشر کی متضاد کیفیتوں سے ہم آہنگ ہے اگر اس کے ساتھ واعظِ خیر ہے تو نفس و

شیطان کی شکل میں داعیٔ شر بھی لگا ہوا ہے، اگر یہ انسان واعظِ خیر کے مطابق زندگی گذارے تو اس کا مقام فرشتوں سے بلند وبالا اور خلیفۃ اللہ فی الارض کا زریں تاج اس کے سر پر اور اگر داعیٔ شر کے بہکاوے میں پڑ گیا اور واعظِ خیر کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دیا تو یہ شیطان نما اور جانوروں سے بھی گیا گذرا اور بدتر؛ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ. (اعراف ۱۷۹)

انسان کپڑے پہنتا ہے غیر محسوس طور پر گرد وغبار پڑتے رہتے ہیں اور دو تین دنوں میں میلا ہو جاتا ہے اور کبھی داغ ودھبے بھی پڑ جاتے ہیں، اگر انہیں یونہی رہنے دیا جائے تو یہ بیش قیمت اور عمدہ تراش وخراش والے کپڑے اپنی چمک دمک کیا اپنی لائف بھی کھو دیں گے، یہی حال انسان کے جسم کا بھی ہے اگر اسے رگڑ رگڑ کر نہ دھلا جائے اور اس کی صفائی ستھرائی سے غفلت برتی جائے تو احسن تقویم رکھنے کے باوجود اپنا حسن وجمال کھو دے اور مختلف امراض وآلام کا شکار ہو کر اپنے وجود کو خطرے میں ڈال لے۔

ذکر الٰہی اور انعاماتِ خداوندی

جتنی عبادات ہیں سب ذکر سے عبارت ہیں، نماز بھی ذکر ہے، حج بھی ذکر ہے، زکوٰۃ بھی ذکر ہے اور روزہ بھی ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے پنجوقتہ نماز کے ذریعہ سے اپنے عالی دربار میں حاضری دلا کر اور بار بار اپنی عظمت وکبریائی کا بول بلا کر یہ مشق کرائی ہے کہ بندۂ مومن کے چوبیس گھنٹے کی زندگی صفتِ صلاۃ پر آجائے، ہر لمحہ اس کی یاد اور اس کی کبریائی کا استحضار رہے۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ ۱۴) کوئی قدم اٹھے تو یہ خیال کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، کوئی ارادہ کروٹ لے تو یہ تصور آڑے آجائے کہ میں اپنے پروردگار کے سامنے ہوں، نماز کی ہر نقل وحرکت میں اللہ کی کبریائی کا بول اس کی حمد وستائش کے مظہر کلمات موجود ہیں مگر اس ذکر لسانی

کے ساتھ ساتھ ذکر قلبی (استحضار) پر زور دیتے ہوئے۔ اِنْ تَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ الخ فرمایا گیا ہے، عبادات میں جان تو اسی وقت پڑتی ہے جب یہ کیفیت حاصل ہو جائے کہ میرا معبود مجھے دیکھ رہا ہے اور میری حرکات وسکنات پر متوجہ ہے، رضاءِ الٰہی اور انعامات خداوندی ذکر قلبی پر ہی مرتب ہوتے ہیں، ذکر لسانی تو ذکر قلبی (استحضار) کا زینہ اور واسطہ ہے چنانچہ ابتداءِ سلوک میں ذکر لسانی کی خوب کثرت ہوتی ہے مگر جب استحضار کی کیفیت حاصل ہو جاتی ہے اور نسبتِ حضوری ملجاتی ہے تو اللہ ہو اللہ ہو کی صدائیں اور الا اللہ کی ضربیں سرد پڑ جاتی ہیں اور سالک لب بہ بند وگوش بند وچشم بند کی تصویر مجسم بن جاتا ہے، امور دنیا میں مشغول ہوتے ہوئے بھی اس کا رشتۂ جان جان آفریں سے جڑا رہتا ہے، مد وجزر کی ابتدائی کیفیتیں ختم ہو کر بظاہر سکون وٹھہراؤ محسوس ہونے لگتا ہے اور عام لوگ اس کی دلی کیفیات اور عالم استغراق میں رہتے ہوئے منازل سلوک کے مراتب علیا پر فائز ہوتے رہنے سے بے خبر رہتے ہیں۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے ماہ رمضان کے روزے فرض فرما کر سال بھر کے گناہوں کی دھلائی کر کے صفت استحضار پیدا کرنا چاہا ہے، روزے کی حالت میں ادنیٰ درجے کا ایمان رکھنے والا اگر اسے اپنا روزہ باقی رکھنا ہے تو تنہائی میں بھی کھانے پینے سے باز رہتا ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرا رب جس کیلئے میں نے روزہ رکھا ہے وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

مسلسل ایک ماہ کے روزے کی مشق کرا کے ایمان والوں کو استحضار کا خوگر اور عادی بنانا اور خدا ترسی وتقویٰ کی صفت پیدا کرنا ہے، خدا ترسی بغیر استحضار کے حاصل نہیں ہوسکتی، جس کا استحضار جس قدر زیادہ اور قوی ہوگا اس کی خدا ترسی کا معیار بھی اسی قدر بلند ہوگا، نفس کے تقاضے اور شیطانی داعیے کمزور ہوں گے۔

تہجد وتراویح

نمازتہجد سال بھر پڑھی جانیوالی مستقل نماز ہے احادیث میں اس کے بہت سارے فضائل وارد ہوئے ہیں، خود آنحضور ﷺ اس کا بڑا اہتمام فرماتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو تاکید فرماتے ہوئے ارشادفرمایا کہ تہجد کی نماز نہ چھوڑو کیونکہ حضوراکرم ﷺ جب بیمار ہوتے یاسستی ہوتی تو بیٹھ کرادا فرمالیا کرتے۔ (ابوداؤدوابن خزیمہ کذافی الترغیب)

اورنماز تراویح بھی مستقل نماز ہے یہ رمضان المبارک کا خاص تحفہ ہے اور رمضان کی راتوں کے ساتھ خاص ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ حضور اقدس ﷺ قیام رمضان کا تاکیدی حکم تو نہ دیتے تھے مگرترغیب دیتے ہوئے فرماتے:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غفرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. (مشکوۃ عن مسلم)

یعنی جس نے ایمان واخلاص کے ساتھ قیام رمضان کیااس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

حضور ﷺ نے احتیاط فرمائی

حضوراکرم ﷺ نے تین راتوں میں جماعت کے ساتھ تراویح ادا فرمائی، صحابۂ کرام بڑے ذوق وشوق کے ساتھ شریک ہوئے اگلی رات پھرصحابۂ کرام جمع ہوئے اورآپ کا انتظارکرنے لگے جب کافی رات بیت گئی تو بعض حضرات کوگمان ہوا کہ کہیں آپ کی آنکھ نہ لگ گئی ہوتو کنکھارنے اورکھانسنے لگے، کچھ دیر بعد آپ ﷺ تشرف لائے اورفرمایاتمہارا ذوق وشوق دیکھ کر مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نمازتم پر فرض نہ کردی جائے اورتم مشقت میں پڑجاؤ، جاؤآج سے اپنے گھروں ہی میں پڑھ

لیا کرو، صحابۂ کرام اسی پر گامزن رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہوگیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اوریہی طریقہ جاری رہااور پھرحضرتِ عمرفاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اوریہی طریقہ جاری رہااوراسی پرعمل ہوتارہا، ایک دفعہ آپ مسجد میں تشریف لائے دیکھا کہ بعض لوگ تنہا تنہااورکچھ حضرات چھوٹی چھوٹی جماعت کی شکل میں نمازتروایح پڑھ رہے ہیں آپ نے سوچا کہ اب توامت پراس نماز کے فرض کئے جانے کا اندیشہ باقی نہ رہااورآنحضور ﷺ سے اس میں جماعت کی مشروعیت و سنیت ثابت ہوہی چکی ہے کیوں نہ انکوایک ہی امام کے پیچھے لگا دیا جائے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا چلوتم نماز پڑھاؤ، صحابۂ کرام بلا چوں وچرا اوربغیرکسی ردوقدح کے انکے پیچھے نمازتراویح ادافرمانے لگے اوریہی طریقہ امت میں رائج رہا کہ ایک امام کے پیچھے بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی رہی، نہ کسی صحابی کی طرف سے اس پربدعت ہونے کا حکم لگااورنہ کسی تابعی نے اسکے خلاف سنت ہونیکی آوازاٹھائی اورنہ ائمہ مجتہدین کی جانب سے ردوقدح کی گئی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے رکعات کی کمی وزیادتی قیام کے طول وقصر کے اعتبار سے ہے، حضور ﷺ چونکہ بہت لمبا قیام فرماتے تھے جس کی وجہ سے رکعات کی تعدادآپ کی نماز میں کم تھی اورجب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب کی اقتداء میں بیک جماعت تمام صحابۂ کرام کوجمع کردیا تو حضور ﷺ جیسا طول قیام ممکن نہ تھا جس کی وجہ سے رکعات کی تعداد میں اضافہ ہوگیا۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج:۲۳/ ص:۱۱۲-۱۱۴) اورایک دوسرے موقع پرلکھتے ہیں، رہی بات قیام رمضان کی تو اسے حضور ﷺ نے اپنی امت کے لئے سنت بنایا ہے اور چندرات جماعت سے ادا بھی کیا ہے، اورپھرصحابۂ کرام آپ کے دورمیں جماعت جماعت اورتنہا تنہاپڑھا کرتے تھےلیکن ایک ہی جماعت کی پابندی نہ تھی کیونکہ یہ اندیشہ دامن گیرتھا کہ کہیں فرض نہ

کردی جائے ،مگر جب آنحضور ﷺ کا وصال ہوگیا اور دین مکمل ہوگیا اور اندیشۂ فرضیت باقی نہ رہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ کو امام بنا کر ایک ہی جماعت میں لوگوں کو جمع کردیا۔

مزید فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلفاء راشدین میں سے ہیں اور ان کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے **عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِيْ وَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ** (تم میری سنت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو اپنے اوپر لازم کرلو اور اس پر مضبوطی سے جمے رہو)۔مزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو یہ کیا سنت ہے اور ان کا **نعمت البدعة هذه** کہنا لغوی معنی کے اعتبار سے ہے یعنی نماز تراویح باجماعت ادا کرنے کی یہ نئی ترتیب کیا خوب ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل سنت شرعی ہے۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج:۲۲) یہ ہے علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیس رکعات تراویح پر تحقیقی تبصرہ اور رپورٹ، اور ان کی جانب انتساب کو فخر محسوس کرنے والے اسے بدعت عمر کہہ کر ناقابلِ عمل اور خلافت سنت قرار دیتے ہیں۔

اعتکاف:۔اعتکاف کے معنی ہیں ٹھہرنا، جمنا، ڈٹنا۔

معتکف دینوی مشاغل اور اپنے گھر بار کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے گھر میں اپنے گناہوں کی معافی کا طلبگار، رحمت الٰہی کا خواستگار اور شبِ قدر کا امیدوار ہو کر جا پڑتا ہے، حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اپنے کو اللہ رب العزت کے حضور ڈال دیا ہو اور یہ کہہ رہا ہو کہ میں بغیر معافی ملے نہیں ٹلوں گا۔ (فتح الملہم)

حضور اکرم ﷺ آخری عشرے کا اعتکاف پابندی کے ساتھ فرمایا کرتے تھے اور آپ کے ساتھ صحابۂ کرام بھی اعتکاف کرتے تھے، آج جبکہ قرآن وسنت سے

اعراض ودوری اور مشاغل کی کثرت نے ہمیں اعتکاف جیسی سنت سے دور کردیا ہے ہمارے بزرگان دین معہ مریدین اس سنت کو زندہ کئے ہوئے ہیں، سنت اعتکاف سے روگردانی کا یہ عالم ہو چکا ہے کہ بعض مساجد میں کرائے کے معتکف بیٹھائے جاتے ہیں، خدانہ کرے مستقبل میں کچھ ایسے مجتہدین پیدا ہوں جو صوم وصلوۃ میں بھی کرائے کے افراد سے ادائیگی کا فتویٰ دیدیں۔

اعتکاف کی فضیلت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کیا تو یہ دو حج اور دو عمرے جیسا ہے۔ (رواہ البیہقی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت کے لئے تگ ودو کرکے اس کا کام کردے تو یہ دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے اور جو شخص اخلاص کے ساتھ ایک دن کا اعتکاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے جہنم کے درمیان مشرق ومغرب سے درازتر تین خندقیں بنا دیتے ہیں۔ (طبرانی، بیہقی، حاکم)

☆☆☆

رمضان المبارک میں

شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِیَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ خِصَالٍ فِیْ رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهُنَّ اُمَّةٌ "قَبْلَهُمْ خَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ وَ تَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِیْتَانُ حَتّٰی یُفْطِرُوْا وَیُزَیِّنُ اللّٰهُ عَزَّوَ جَلَّ کُلَّ یَوْمٍ جَنَّتَهٗ ثُمَّ یَقُوْلُ یُوْشِکُ عِبَادِیْ الصَّالِحُوْنَ اَنْ یُلْقُوْا عَنْهُمُ الْمَئُوْنَةَ وَ یَصِیْرُوْا اِلَیْکَ وَ تُصَفَّدُ فِیْهِ مَرْدَةُ الشَّیٰطِیْنَ فَلَا یَخْلُصُوْنَ فِیْهِ اِلٰی مَا کَانُوْا یَخْلُصُوْنَ اِلَیْهِ فِیْ غَیْرِهٖ وَ یُغْفَرَ لَهُمْ فِیْ آخِرِ لَیْلَةٍ، قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَهِیَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ لَا وَلٰکِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا یُوَفّٰی اَجْرَهٗ اِذَا قَضٰی عَمَلَهٗ. (رواہ احمد والبز ارو البیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو رمضان کے بارے میں پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو پہلے کسی امت کو نہیں ملیں۔

(۱) ان کے منہ کی بساند اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہے۔ (۲) ان کے لئے پانی کی مچھلیاں تک دعائیں کرتی ہیں اور افطار تک کرتی رہتی ہیں۔

(۳) ان کے لئے روزانہ جنت کو سجایا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ جنت سے فرماتا ہے کہ عنقریب میرے نیک بندے دنیا کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے نکل کر تجھ تک پہنچنے والے ہیں۔

(۴) اس مہینے میں سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے تاکہ جن برائیوں تک وہ غیر رمضان مین پہنچ جاتے تھے اب نہ پہنچ سکیں۔

(۵) اور رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ کسی نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ مغفرت کی رات ہی شبِ قدر ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب کام ختم ہوجاتا ہے تو مزدور کو اس کی مزدوری دے دی جاتی ہے۔

جہاں مال ہوتا ہے چور وہیں آتا ہے۔ رمضان کے مبارک مہینے کی تمام خوبیاں اور فضیلتیں سن کر جب اللہ کے نیک بندے عبادتوں کی طرف لپکتے اور دن رات خدا سے لو لگاتے ہیں تو عبادتوں کا چور شیطان بھی اپنی کوششیں بڑھا دیتا اور ایڑی چوٹی کا زور لگا کر کسی نہ کسی طرح ان کا رمضان ضائع کرا دیتا ہے، لیکن قربان جاہئے۔ اس مولائے کریم کی مہربانیوں کے کہ اس نے رمضان المبارک کے قیمتی موقع اور عبادتوں کے موسم کو ضائع کرانے والے شیطان کو اپنے فضل وکرم سے گرفتار کر کے جکڑ کر ڈال دیا اور رمضان بھر ہمارے لئے عبادتوں کا میدان خالی چھوڑ دیا۔

سال کے باقی دنوں میں تو ہم اگر نیکیوں کی طرف چلتے ہیں تو شیطان ہمیں ادھر ادھر کی سکھا پڑھا کر روکنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے راستے کا یہ روڑا بھی رمضان بھر کے لئے صاف کر دیا اور حکم دیا کہ اب تو کچھ کر کے دکھاؤ ہم اگر اب

بھی پیچھے ہٹیں اور سستی کریں اور ایسے بہترین اور قیمتی موقع سے فائدہ نہ اٹھائیں تو ہم سے بڑا بے وقوف کوئی نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں بڑے بڑے پاپی، گنہ گار اور دنیا کو ستانے والے بھی کچھ نہ کچھ اللہ کی طرف توجہ کر لیتے ہیں اور اپنے برے فعلوں سے باز آجاتے ہیں یا کم ازکم ہلکے پڑ جاتے ہیں اور تقریباً ہر ایک کے دل میں خدا کا خوف اور نیکیوں کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور برائی سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

شاید کسی کے دل میں یہ بات آرہی ہو کہ ہم نے بہت سے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جن کے لئے رمضان اور غیر رمضان دونوں برابر ہیں اور ان کی برائی میں کچھ بھی کمی نہیں آتی تو کیا ان کے شیطان بند نہیں ہوئے؟ یا بند ہو گئے تھے مگر کسی طرح چھوٹ چھٹا کر بھاگ آئے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان تو سبھی بند ہو گئے ہیں اور خدا کے جیل خانے سے نکلنے کا بھی کوئی راستہ نہیں لیکن اگر تم نے کبھی سلائی کی مشین چلتی دیکھی ہو گی یا بچپن میں پہیہ چلا کر کھیلے ہو گے تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی کہ جب آدمی مشین یا کسی گھومنے والی چیز کو چلاتا رہتا ہے اور اس کو اچانک چھوڑ دیتا ہے تو وہ کچھ دیر تک بغیر ہاتھ لگائے بھی چلتی رہتی ہے۔ اب اگر کوئی تم سے پوچھے کہ بتاؤ اس مشین کو کون چلا رہا ہے؟ تو تم کیا کہو گے؟ یہی کہ جس شخص نے اسے دیر تک چلایا تھا اسی کے چلانے سے اب تک چل رہی ہے۔ بس جب تم اتنی بات سمجھ گئے تو یہ بات بھی آسانی سے سمجھ لوگے کہ ہمارے جسم کے کل پرزوں کی یہ مشین گیارہ مہینے تک شیطان نے خوب تیزی سے چلائی تھی اور شعبان کی تیس تاریخ کو جب اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو عید کی رات تک یہ مشین خود بخود چلتی رہی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جس پر گیارہ مہینے تک شیطان کا جتنا زیادہ قبضہ رہتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ رمضان میں بھی برائی میں پھنسا

رہتا ہے اور جس نے گیارہ مہینے تک اپنی مشین کو شیطان کے قبضہ میں پوری طرح نہیں جانے دی، وہ رمضان میں بڑی آسانی سے برائیوں سے بچ جاتا ہے اور نیکی کرنے کے لئے اسے زیادہ زور نہیں لگانا پڑتا۔ دوسری ایک بات یہ بھی ہے کہ تمام گناہ شیطان ہی نہیں کراتا بلکہ انسان کا اپنا نفس اور بری صحبتیں اور غلط عادتیں بھی بہت سے گناہ کراتی ہیں۔ لہٰذا اگر شیطان بند ہو گیا تو باقی چیزیں بھی کچھ نہ کچھ اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ ہماری سعادت اور نیک بختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ادا کریں اور رمضان میں کچھ کر کے دکھائیں۔ اور شکر یہی ہے کہ خدا کے احکام اور اس کی مرضی کے سامنے اپنے دل کی خواہشوں کو ختم کر دیں اور اس کی مرضی پر اپنی مرضی قربان کر دیں۔ شعر:

جس میں ہوں آپ راضی میں بھی اسی میں راضی
میری وہی خوشی ہے جو آپ کی خوشی ہے

ایک حدیث میں ہے۔ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنْ اِبْنِ آدَمَ مَجْرَی الدَّمِ. شیطان آدمی کی رگوں میں خون کی طرح (ہر ہر جگہ) دوڑتا ہے۔

جب انسان کا پیٹ بھرتا ہے اور رگوں میں طاقت آتی ہے تو رگوں اور پٹھوں کے اندر شیطانی ترکیبیں شروع ہو جاتی ہیں اور گناہوں کی طرف رغبت ہونے لگتی ہے اور جب پیٹ خالی ہوتا ہے تو برائی کا خیال بہت کم آتا ہے۔ لہٰذا جب روزے کی وجہ سے پورے جسم پر بھوک و پیاس کا اثر ہو گا تو رگوں اور پٹھوں کا زور بھی کم ہو جائے گا۔ یہ ایک مادی تدبیر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بندہ کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے تا کہ اسے اپنے خالق و مالک کی خوشنودی حاصل ہو جائے۔ اور آخرت میں بے شمار نعمتوں سے سرفراز ہو سکے۔

☆☆☆

رمضان کی خصوصیات

روزہ کی فضیلت، اہمیت، اس کے اجر، اور پھر روزہ دار کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے سیدالانبیاء ﷺ نے فرمایا:

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابۡنِ آدَمَ یُضَاعَفُ الۡحَسَنَةُ بِعَشۡرِ اَمۡثَالِهَا اِلٰی سَبۡعِمِائَةِ ضِعۡفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوۡمُ فَاِنَّهٗ لِیۡ وَ اَنَا اَجۡزِیۡ بِهٖ فَاِنَّهٗ لِیۡ یَدَعُ شَهۡوَتَهٗ وَ طَعَامَهٗ مِنۡ اَجۡلِیۡ. لِلصَّائِمِ فَرۡحَتَانِ فَرۡحَةٌ عِنۡدَ فِطۡرِهٖ وَ فَرۡحَةٌ عِنۡدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَ لَخُلُوۡفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطۡیَبُ عِنۡدَ اللّٰهِ مِنۡ رِیۡحِ الۡمِسۡكِ وَ الصِّیَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ یَوۡمُ صَوۡمِ اَحَدِكُمۡ فَلَا یَرۡفُثۡ وَ لَا یَصۡخَبۡ فَاِنۡ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوۡ قَاتَلَهٗ فَلۡیَقُلۡ اِنِّیۡ امۡرَأٌ صَائِمٌ (مشکوۃ بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اولاد آدم کو ہر نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ اس سے مستثنیٰ ہے کیوں کہ روزہ تو میرے ہی لئے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ دار میری ہی خاطر اپنی شہوت اور کھانے کو چھوڑتا

ہے۔ روزہ دار کیلئے دو فرحتیں مخصوص ہیں ایک تو اسے روزہ کے افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے دوسری اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی۔ اور بلاشبہ روزہ دار کے منھ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور روزہ (نارِ جہنم سے) ڈھال ہے، تو جب کسی دن تم میں سے کوئی شخص روزہ دار ہو تو بدگوئی نہ کرے، نہ ہی بے قابو ہوکر چیخے چلائے، پھر اگر کوئی دوسرا اسے برا بھلا کہے یا اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو اسے کہہ دینا چاہیے کہ میں تو روزہ دار شخص ہوں۔

اس حدیث پاک میں سب سے اہم بات یہ بیان کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ کے علاوہ تمام نیکیوں کی جزا مقرر ہے۔ جب کہ روزہ کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ تو بس میرے ہی لئے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا'' بظاہر یہ بڑی عجیب بات ہے، کیوں کہ نماز، زکوۃ، حج، قربانی ودیگر عبادات ونیکیاں بھی اللہ ہی کے لئے ہوتی ہیں اور ان کا بدلہ بھی اللہ تعالیٰ ہی دینے والے ہیں، تو پھر روزہ کو مخصوص کئے جانے کا کیا مطلب ہے؟

روزوں کی دو خصوصیات

محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس سوال کے جواب میں روزہ کی دو خصوصیتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

اول یہ کہ دیگر تمام عبادات میں ریا اور نمود ونمائش کا امکان ہے، جب کہ روزہ دار ریا کار نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ اگر وہ واقعی روزہ دار ہے تب ہی وہ یہ خیال کرے گا کہ میرا روزہ ہے۔ اور اگر وہ روزہ دار نہیں ہے تو وہ خود ہی سمجھ لے گا کہ نہ آج میرا روزہ ہے نہ اس کے کسی اجر کا میں مستحق ہوں یہی مطلب ہے الصوم لی کا کہ روزہ تو صرف میرے ہی لئے ہوتا ہے، ریاکاری اور دکھاوے کیلئے نہیں۔ دوم یہ کہ حق تعالیٰ صرف

اپنے حکم پر، کھانے پینے و دیگر پابندیوں کو اختیاری طور پر قبول کرنے والے اپنے بندوں کے اس عمل کو اس قدر پسند فرماتے ہیں کہ اس کا کوئی اجر مقرر نہیں فرماتا ہے، بلکہ وہ اپنے روزہ دار بندوں کو اپنے شایان رحمت اجر بے حساب سے نوازیں گے۔

روزہ کی حالت میں روزہ دار حق تعالیٰ کو اس قدر محبوب ہوتا ہے کہ عام حالات میں جو چیزیں کراہت کا سبب ہوا کرتی ہیں، روزہ کی حالت میں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی پیاری ہو جاتی ہیں، چنانچہ فرمایا گیا کہ ”روزہ دار کے منہ کی بو (جو معدہ خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے) اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی لگتی ہے اللہ! اللہ! یہ صرف نوازش کی بات ہے، ورنہ مالک حقیقی کے حکم کی تعمیل تو بندگی کا لازمی تقاضا ہے، اور اس سے روگردانی باعث ہلاکت وسزا ہے۔

روزہ دار کو ہدایت

ایک بات اس حدیث پاک میں روزہ دار سے متعلق یہ فرمائی گئی ہے کہ چونکہ روزہ صبر و برداشت اور راضی بہ رضائے الٰہی ہو جانے کا نام ہے، اس لئے روزہ دار کو اپنی ذمہ داری اور اپنے مخصوص حال کی رعایت کرتے ہوئے صبر وضبط کا ہی مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اور اپنے قول وفعل کی اس طرح نگرانی رکھنا چاہیے کہ خود اپنی طرف سے بدگوئی اور سخت کلامی تو درکنار، دوسرے کے برا بھلا کہنے، اور لڑائی جھگڑے کی پہل کرنے کے جواب میں بھی یہی کہہ کر بات ختم کر دینی چاہئے کہ ”بھئی میں تو روزہ دار ہوں“ میں تمہاری بات کا کوئی جواب نہ دوں گا، کیوں کہ میں تلخ کلامی اور جھگڑا بڑھانے کے حال میں نہیں ہوں۔ روزہ دار کے تعلق سے یہ ایک بہت ہی اہم ہدایت ہے جس کی رعایت نہ جانے کتنے فتنوں کے دروازے بند کر سکتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے ”اختیاری بندگی“ مطلوب ہے، جس کا اظہار بندہ کے ہر قول

وعمل اور نقل وحرکت سے ہونا چاہیے۔ چونکہ ایک روزہ دار کھانے پینے، اور شہوات و لذات کا سامان فراہم ہونے۔ اور شدید رغبت وتقاضا ہونے کے باوجود محض اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل اور اس کے خوشنودی کے حصول کے لئے ان چیزوں سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے، اس لئے حق تعالیٰ کو اس کی ادا پر ٹوٹ کر پیار آتا ہے، اور وہ نہ صرف اپنے روزہ دار بندوں کو اپنی نظر محبت ونظر کرم سے دیکھتا ہے بلکہ بعض روایات کے مطابق اپنے فرشتوں کے سامنے ان بندوں کا فخریہ ذکر فرماتے ہوئے انہیں گواہ بنا کر روزہ دار بندوں سے اپنی خوشنودی ورضا، اور پھر ان کے انعام واکرام کا اعلان بھی فرماتا ہے۔

خوش نصیب بندے

یہاں ایک بات اور قابل ذکر ہے کہ روزہ کے حوالہ سے ایک روایت میں حق تعالیٰ کا فرمان یوں منقول ہے کہ الصوم لی وانا اجری بہ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کے بدلہ میں دیا جاؤں گا۔ اس روایت کے مطابق حق تعالیٰ کا یہ فرمان کہ روزہ دار کو روزہ کی جزا وانعام کے طور پر میں ہی مل جاؤں گا۔ اتنا بڑا انعام ہے کہ جس سے بڑھ کر کسی انعام کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی جب تمام مخلوق کا خالق اور تمام اشیاء کا مالک خود ہی کسی کا ہو جائے تو پھر تمام مخلوق اور مالک حقیقی کی تمام مملوکہ اشیاء خود ہی اس خوش نصیب بندے کے اختیار وتصرف میں آجائیں گی۔

رمضان کی خصوصی عبادت

یہ تو ہوئی ماہ رمضان کے دن کی عبادت روزہ کی بات، یہی حال اس کی رات کی مخصوص عبادت تراویح کا ہے جس کا تعلق صرف ماہ رمضان سے ہے۔ نماز تراویح

اگرچہ سنت مؤکدہ ہے، لیکن اس کی محبوبیت اور عنداللہ مقبولیت کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اشتیاق واجتماع کے باوجود تین دن کے بعد رسول اللہ ﷺ اس نماز کی ادائیگی کے لئے اپنے گھر سے نکل کر مسجد تشریف نہیں لائے، اور پھر اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ مجھے اندیشہ یہ ہوا کہ یہ نماز حق تعالیٰ کی طرف سے فرض نہ قرار دے دی جائے کہ بعد والوں کے لئے شاق ہونے لگے اس ارشاد گرامی سے نماز تراویح سے خود نبی کریم ﷺ کی رغبت کا بھی بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے کہ امت پر نگاہ شفقت فرماتے ہوئے اس کا اس درجہ اہتمام والتزام نہیں فرمایا کہ یہ نماز فرض قرار دے دی جائے، ورنہ اشارہ یہی تھا کہ یہ نماز رمضان میں ادا کی جائے۔ چنانچہ اپنے آقا کے مزاج داں غلام، یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس نماز کی ادائیگی کا پوری طرح اہتمام کیا اور پھر اس وقت سے آج تک بفضلہ تعالیٰ امت مسلمہ کا نماز تراویح کے سلسلہ میں اہتمام باقی ہے۔ یقیناً خوش بخت ہیں وہ لوگ جو رمضان کی اس خصوصی نماز کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔

شب قدر کیا ہے؟

اسی جگہ رمضان کی اس مخصوص رات لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ کا ذکر ہوجانا بھی مناسب ہے جس کے بارے میں حق تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں ارشاد فرمایا کہ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ لیلۃ القدر ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے یعنی ''شب قدر'' میں صرف اس ایک رات کی طاعات وعبادات کا اجر وثواب، ہزار مہینوں سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے۔ احادیث طیبہ میں اس رات کی اہمیت وفضیلت اور اس کی قدر وقیمت کا بیان تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یہ بیش قیمت رات رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں، یعنی ۲۱/۲۳/۲۵/۲۷/اور ۲۹ میں سے کوئی ایک ہے۔ اللہ کے جو

خوش نصیب بندے ان پانچوں راتوں کو اللہ کی رضا جوئی میں گذارتے ہیں ان کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ انہیں ''شب قدر'' ملی۔

اس رات کی کوئی خصوصی عبادت نہیں ہے، البتہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے اس رات کے لئے ایک خصوصی دعا تعلیم فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الۡعَفۡوَ فَاعۡفُ عَنِّی اے اللہ! آپ معاف فرمانے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں، تو مجھے بھی معاف فرمادیجئے۔

ایک تو رمضان کا بابرکت مہینہ، پھر اس مہینے کی بھی یہ ایسی مقدس رات کہ جس کی قدر وقیمت ایک ہزار مہینوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس کا احساس رکھتے ہوئے بندہ اپنے پروردگار سے جس قدر گریہ وزاری کرکے مانگ سکتا ہو مانگے، اور جس قدر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز، ذکر، اور تلاوت کرسکتا ہو کرے یہی ہے اس رات کا حق، اور اس بابرکت رات سے نفع اٹھانے کا طریقہ، کیوں کہ احادیث طیبہ میں وارد ہے اس رات کے آغاز سے اس کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے فرشتے صدا لگاتے رہتے ہیں کہ یَا بَاغِیَ الۡخَیۡرِ اَقۡبِلۡ وَ یَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقۡصِرۡ۔ اے بھلائی کے طلب گار! آگے بڑھ، اور اے بدی کے طلب گار! رک جا، ٹھہر جا۔

اللہ تعالیٰ کے منادی کے جواب میں جو باتوفیق بندے نیکیوں اور بھائیوں کو طلب کرنے کیلئے آگے بڑھتے ہیں وہ حکم الٰہی کی تعمیل کرکے اپنے لئے مغفرت و انعامات کا یقینی سامان کرلیتے ہیں، اور جو بدنصیب لوگ اس پکار اور وارننگ کو بھی نظر انداز کرکے اپنی من مانی کرتے ہوئے بدی میں مبتلا رہتے ہیں وہ اپنے انجام کے بارے میں خود ہی سمجھ سکتے ہیں؟۔

☆☆☆

رمضان المبارک اور قرآن مجید

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ "قرآن کا ماہر، ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو میر منشی ہیں اور نیکو کار ہیں اور جو شخص قرآن شریف کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دوہرا اجر ملتا ہے"۔

(بخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو! تمہارے پاس ایک بڑا برکت والا مہینہ (رمضان المبارک) آپہنچا ہے۔ اس مہینہ میں ایک رات ہےجس مین عبادت کرنا ایک ہزار مہینہ تک عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض اور اس کی راتوں کو قیام (یعنی تراویح) کو سنت کیا ہے جو شخص اس میں کسی نیک کام کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے تقرب حاصل کرے وہ کام ایسا ہے جیسے اس نے رمضان کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں ایک فرض ادا کیا ہو اور جو کوئی رمضان میں ایک فرض ادا کرے ان کا ثواب ایسا ہے جیسے ان سے رمضان کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں ستر فرض ادا کئے ہوں۔

رمضان المبارک میں ایک اور بہت ہی مہتم بالشان امر کا ظاہر ہوا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آخری صحیفہ کا آخری رسول پر نازل ہونا ہے کہ جس کے بعد نہ کوئی صحیفہ آئے گا اور نہ کوئی رسول، غور تو فرمایئے کہ اول تو الہام ربانی ہی اپنے اندر کس قدر عظمت رکھتا ہے کہ وہ کلامِ الٰہی ہے اور پھر کلام الٰہی بھی ایسا مکمل اور جامع کہ اس کے بعد کسی اور صحیفہ کی گنجائش اور ضرورت نہیں رہی۔ اسی واسطے قرآن مجید کا رمضان شریف میں نازل ہونا رمضان کیلئے باعث شرف وعظمت ہے اور قرآن کریم کو رمضان المبارک سے خاص تعلق اور گہری خصوصیت حاصل ہے۔ چنانچہ رمضان المبارک میں اس کا نازل ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان شریف میں تلاوت قرآن کا شغل نسبتاً زیادہ رکھنا اور جبرائیل کا رمضان شریف میں دور کرانا، تراویح میں ختم قرآن کا مسنون ہونا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگان امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ کا رمضان میں تلاوت کا خاص اہتمام کرنا یہ سب خصوصیت کو بتلاتے ہیں۔ لہٰذا اس مہینہ میں تلاوت قرآن کے معمول کو بہ نسبت دوسرے معمولات ذکر و شغل کے بڑھانا اور زیادہ کرنا چاہیے اور اہتمام کے ساتھ کثرت سے تلاوت قرآن میں مشغول رہنا چاہیے حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کی عادت شریفہ تھی کہ وہ رمضان المبارک میں سالکین کی تعلیم وتلقین خاص کر بند فرمادیتے تھے۔ البتہ افادہ عامہ پہلے سے زیادہ ہوجاتا تھا۔ اور احباب کو مشورہ دیا کرتے تھے کہ قرآن مجید کی تلاوت کو اس ماہ مبارک میں دوسرے معمولات پر غالب رکھیں۔

روزہ اور قرآن خصوصی عبادت

رمضان المبارک کے ساتھ جس طرح روزہ اور قرآن کریم۔ دونوں کو خصوصی تعلق ہے اسی طرح آپس میں بھی ان دونوں عبادتوں یعنی روزہ اور قرآن کریم کئی

خاصیتوں میں مشترک ہیں۔ حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اے قرآن والو! قرآن کو اپنا تکیہ اور سہارا نہ بنالو بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔ اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو دلچسپی سے اور مزہ لے لے کر پڑھا کرو اور اس میں تدبر کرو۔ امید رکھو کہ تم اس سے فلاح پاؤ گے۔ اور اس کا عاجل معاوضہ لینے کی فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا عظیم ثواب اور معاوضہ اپنے وقت پر ملنے والا ہے۔‘‘ (شعب الایمان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے قرآن میں مہارت حاصل کرلی ہو اور اس کی وجہ سے وہ اس کو حفظ یا ناظرہ بہتر طریقے پر اور بے تکلف رواں پڑھتا ہو وہ معزز اور وفادار فرماں بردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو بندہ قرآن پاک اچھا یاد اور رواں نہ ہونے کی وجہ سے زحمت اور مشقت کے ساتھ اس طرح پڑھتا ہو کہ اس میں اٹکتا ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے ایک تلاوت کا اور دوسرے زحمت و مشقت کا‘‘۔

کثرت تلاوت کلام اللہ

قرآن کریم کا نزل رمضان المبارک میں ہوا، اسلئے قرآن کریم کا نہایت گہرا تعلق رمضان المبارک سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ماہ مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل امین علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا جور فرمایا کرتے تھے۔ اور صحابہ وتابعین بھی اس ماہ میں کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کرتے تھے، ان میں سے کوئی دس دن میں کوئی سات دن میں اور کوئی تین دن میں قرآن ختم کرلیا کرتا تھا۔ اور بعض کی بابت آتا ہے کہ وہ اس سے بھی کم مدت میں قرآن ختم کرلیتے تھے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ حدیث میں تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کرنے کی جو ممانعت ہے

اس کا تعلق عام حالات وایام سے ہے۔ فضیلت والے اوقات اور فضیلت والے مقامات اس سے مستثنیٰ ہیں یعنی ان اوقات اور مقامات میں تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنا جائز ہے۔

جیسے رمضان المبارک کے شب وروز، بالخصوص شب قدر ہے یا جیسے مکہ ہے جہاں حج یا عمرے کی نیت سے کوئی گیا ہو ان اوقات اور جگہوں میں چوں کہ انسان ذکر وعبادت کا کثرت سے اہتمام کرتا ہے اسلئے کثرت تلاوت بھی مستحب ہے تاہم حدیث کے عموم کو ملحوظ رکھنا اور کسی بھی وقت یا جگہ کو اس سے مستثنیٰ نہ کرنا زیادہ صحیح ہے توجہ اور اہتمام سے روزانہ دس پاروں کی تلاوت بھی کافی ہے۔ باقی اوقات میں انسان دوسری عبادات کا اہتمام کرسکتا ہے یا قرآن کریم کے مطالب ومعانی کے سمجھے میں صرف کرسکتا ہے کیوں کہ جس طرح تلاوت مستحب ومطلوب ہیں اسی طرح قرآن میں تدبر کرنا اور اسکے مطالب ومعانی کو سمجھنا بھی پسندیدہ اور امر مؤکد ہے۔

تلاوت قرآن میں خوف وبکا

قرآن کریم کو پڑھتے اور سنتے وقت انسان پر خوف اور رقت کی کیفیت بھی طاری ہونی چاہیے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب پڑھنے اور سننے والے مطالب و معانی سے بھی واقف ہوں۔ اسی لئے قرآن کو شعروں کی سی تیزی اور روانی سے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ قرآن کو محض تاریخ وقصص کی کتاب نہ سمجھا جائے بلکہ اسے کتاب ہدایت سمجھ کر پڑھا جائے، آیات پر غور کیا جائے جہاں اللہ کی رحمت ومغفرت اور اس کی بشارتوں اور نعمتوں کا بیان ہے وہاں اللہ سے انکا سوال کیا جائے اور جہاں اس کے انداز وتخویف اور عذاب ووعید کا تذکرہ ہو وہاں ان سے پناہ مانگی جائے ہمارے اسلاف اس طرح غور وتدبر سے قرآن پڑھتے تو ان

پر بعض دفعہ ایسی کیفیت اور رقت طاری ہوتی کہ بار بار وہاں آیتوں کی تلاوت کرتے اور خوب بارگاہ الٰہی میں گڑگڑاتے۔ سننے والے بھی غور وتدبر سے سنیں تو ان پر بھی یہی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ''۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میں آپ ﷺ کو پڑھ کر سناؤں۔ حالاں کہ آپ ﷺ پر تو قرآن نازل ہوا ہے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے علاوہ کسی اور سے سننا چاہتا ہوں''۔

چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ نساء پڑھنی شروع کردی۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ''اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ حاضر کریں گے اور (اے محمد ﷺ) ان سب پر آپ ﷺ کو گواہ بنائیں گے''۔ (النساء ۴۱) تو آپ نے فرمایا حَسْبُكَ ''بس کرو''۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کی دونو، آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (صحیح بخاری تفسیر، تفسیر سورہ النساء: ۴۵۸۲)

نبی ﷺ اس طرح غور وتدبر سے قرآن پڑھتے اور ان سے اثر پذیر ہوتے کہ جن سورتوں میں قیامت کی ہولناکیوں کا بیان ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کردیا ہے۔ ''مجھے سورہ ہود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے بڑھاپے سے پہلے ہی بوڑھا کردیا ہے۔'' (المعجم الکبیر الطبرانی: ۲۹۰/۲۷۶)

دوسری روایت میں ہے۔ ''مجھے سورہ ہود (اور اس جیسی دوسری سورتوں) سورہ واقعہ، سورہ مرسلات اور عم یتساءلون نے بوڑھا کردیا ہے۔

(صحیح الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الواقعہ ۳۲۹۷)

اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرنا اور رونا، اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سات آدمیوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہوگا جس کی آنکھوں سے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عظمت وہیبت کے تصور سے آنسو جاری ہوجائیں۔

ایک واقعہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ پچھلی امتوں میں سے ایک شخص تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو مال دولت سے نوازا تھا لیکن وہ سمجھتا تھا کہ میں نے اس کا حق ادا نہیں کیا اور بہت گناہ کئے ہیں، چنانچہ موت کے وقت اس نے اپنے بیٹوں کو بلا کر وصیت کی کہ میری لاش جلا کر اس کی راکھ تیز ہوا میں اڑا دینا (بعض روایت میں ہے کہ سمندر میں پھینک دینا) چنانچہ اس کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے اس کے اجزاء کو جمع کیا اور اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا صرف تیرے خوف نے مجھے ایسا کرنے پر آمادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمادیا۔ (صحیح البخاری، الرقائق، باب الخوف من اللہ عزوجل: ۶۴۸۱)

بہرحال اللہ کا خوف اپنے دل میں پیدا کرنے کی سعی کرنی چاہیے اور اس کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت غور وتدبر سے کی جائے اور اس کے معانی ومطالب کو سمجھا جائے اور اللہ کی عظمت وجلالت کو قلب وذہن میں مستحضر کیا جائے۔

تراویح میں قرآن پڑھنا اور سننا

تراویح کے اندر قرآن پاک کا پڑھنا اور اس کا سننا ثواب عظیم کی فضیلت رکھتا ہے قرآن پاک کا پڑھنا اور سننا جس طرح بہت بڑے اجر وثواب کا کام ہے اسی طرح قرآن پاک کی تعلیم دینا اور اس کو سکھانا بھی بہت بڑا کار ثواب اور فضیلت کا باعث ہے۔

حاکم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔

جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کو ایک تاج پہنایا جائے گا جو نور سے بنا ہوا ہوگا اور اس کے والدین کو ایسے دو جوڑے پہنچائے جائیں گے کہ تمام دنیا کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ عرض کریں گے یا اللہ! یہ جوڑے کس صلہ میں ہیں؟ تو ارشاد ہوگا کہ تمہارے بچے کے قرآن شریف پڑھنے کے عوض ہیں۔ (از فضائل)

جمع الفوائد میں طبرانی سے منقول ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔ جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف سکھلائے اس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو شخص حفظ کرائے اس کو قیامت میں چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جائے گا اور اس کے بیٹے سے کہا جائے گا کہ پڑھنا شروع کر، جب بیٹا ایک آیت پڑھے گا، باپ کا ایک درجہ بلند کیا جائے گا حتی کہ اسی طرح تمام قرآن شریف پورا ہوگا۔ (از فضائل)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ کتاب جو ہم نے تم پر اتاری ہے بابرکت ہے تا کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تا کہ عقل والے (اس سے) نصیحت حاصل کریں۔'' (ص ۲۹/۳۸)

مسلمانوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ دوسرے اعمال کے بالمقابل قرآن کریم کی تلاوت حفظ، اس میں غور وفکر اور اس پر عمل کرنے میں کتنا زیادہ اجر ہے، اس کے ثبوت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہی ارشاد کافی ہے:

''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو خود قرآن کو سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ (صحیحین عن عثمان بن عفان)

قرآن سے تعلق اور لگاؤ پیدا کرنے کے لئے ماہ رمضان اہل قرآن کے لئے ایک قیمتی اور سنہری موقع ہے کیوں کہ رمضان کا قرآن کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا

فرمان ہے: ''ماہ رمضان وہ (مبارک) مہینہ ہے جس میں قرآن پاک نازل کیا گیا ہے۔'' (البقرۃ: ۱۸۵/۲)

یہ کتنی بہترین اور خوش قسمتی کی بات ہے کہ تمام مسلمان ماہ رمضان کو امت کے دستور ومنہج (یعنی) اللہ رب العالمین کی کتاب کے ساتھ گذاریں جو اللہ کی مضبوط رسی، کھلی روشنی، شفائے کامل اور اپنے تھامنے اور پیروی کرنے والے کے لئے بچاؤ اور نجات ہے۔ اس کی کوئی ٹیڑھا پن نہیں جس کی اصلاح کی جائے اس کے عجائب کبھی ختم نہیں ہوتے اور بار بار دہرانے سے یہ پرانا نہیں ہوتا۔

سلف وصالحین ماہ رمضان میں نماز وغیرہ میں کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

چنانچہ رمضان کی آمد پر امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

''رمضان دراصل قرآن کی تلاوت کرنے اور کھانا کھانے کا نام ہے''

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں حدیث کی قرأت اور علمی مجلسوں کو چھوڑ کر صرف قرآن پڑھنے میں منہمک ہو جاتے تھے۔

بعض خواتین وحضرات ریڈیو، تلاوت کی کیسٹوں اور مسجد میں نماز تراویح کے اندر تلاوت قرآن سن لینے پر اکتفا کر لیتے ہیں اور خود قرآن نہیں پڑھتے یہ بہت بڑی جہالت ہے کیوں کہ قرآن مجید کی مصحف سے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جس نے اللہ کی کتاب سے ایک حرف پڑھا، اس کے بدلے ایک نیکی ملے گی اور وہ نیکی دس گناہ کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ (الم) ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے، اور میم ایک حرف ہے''۔

(البخاری فی التاریخ وحاکم ابن مسعود صحیح الجامع رقم: ۶۴۶۵)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''قرآن کو مصحف سے پڑھنا، زبانی پڑھنے سے افضل ہے اس لئے کہ مصحف کے اندر دیکھنا بھی ایک مطلوب عبادت ہے نیز دیکھ کر پڑھنا، پڑھنے اور دیکھنے دونوں کو شامل ہے''۔

تلاوت قرآن کے آداب

ا۔نیت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرنا۔۲۔حضور قلب، خشوع اور اس کے معانی میں غور و فکر کے ساتھ تلاوت کرنا۔۳۔حدث اکبر اور حدث اصغر دونوں سے پاک ہونا۔(باوضو ہو کر تلاوت کرنا)۔

۴۔گندی جگہوں مثلاً بیت الخلاء وغیرہ میں تلاوت نہ کرنا۔۵۔تلاوت کے آغاز میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا۔۶۔اچھی آواز اور ترنم سے پڑھنا۔۷۔ترتیل سے یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔۸۔آیت سجدہ کے پاس سے گزرتے وقت سجدۂ تلاوت کرنا۔

رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کا پروگرام

رمضان میں ایک سے زائد دفعہ قرآن ختم کرنے کیلئے روزانہ تلاوت کرنا۔ قرآن مجید کی کسی متعین سورت کو یاد کرنے کیلئے اس کی آیات کو دنوں پر تقسیم کرنا۔ جو آیات یاد کی جائیں ان کی مختصر تفسیر جاننے کی کوشش کرنا، اسلئے کہ معانی کی پہچان، آیات کے یاد ہونے کیلئے معاون اور مفید ہوتی ہے۔ ہر روز یا ہفتہ میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا یاد کرنا اور اسکی تفسیر کا جاننا اگر گھر کے تمام افراد کے درمیان اجتماعی شکل میں ہو تو یہ اس لحاظ سے زیادہ بہتر ہے کہ اس سے ایک دوسرے کو جرأت اور ترغیب ملتی ہے۔ قرأت کو اچھا اور مضبوط بنانے کی غرض سے قرآن مجید کی ریکارڈ شدہ

کیسٹوں سے مدد لینا تاکہ حفظ تجوید اور تفسیر تمام چیزیں ایک ساتھ اکٹھی ہو جائیں اور یہ بہت بڑی فضیلت والی چیز ہے۔

روزہ و قرآن شفاعت

روزہ اور قرآن قیامت کے دن مسلمانوں کے لئے شفاعت کا سامان بھی فراہم کریں گے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: روزہ اور قرآن بندے کے لیے قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا اے رب کریم میں نے اسے کھانے اور خواہشوں سے دن میں روک دیا۔ میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا۔ میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا میری شفاعت اس کے لیے قبول کر۔ پس دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔

☆☆☆

رمضان المبارک کی فضیلت

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کو رمضان میں پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئی:

۱- روزے دار کے منہ کی بو حق تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔

۲- ان کے لئے مچھلیاں (بھی) روزہ افطار کرنے تک دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔ ۳- حق تعالیٰ روزانہ جنت کو سجا کر فرماتے ہیں کہ عنقریب میرے نیک بندوں کی تکلیف دور کردی جائے گی اور وہ (اے جنت) تیری طرف آجائیں گے۔ ۴- سرکش شیاطین کو بند کردیا جاتا ہے۔

۵- آخری رات میں بخشش کردی جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں، جمعہ سے جمعہ تک، رمضان سے رمضان تک درمیان میں ہونے والے (صغیرہ) گناہوں کے لئے کفارہ ہیں جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان میں ایک نفل ادا کرنا رمضان کے علاوہ فرض ادا کرنے کی طرح ہے اور رمضان میں ایک فرض ادا کرنے کا ثواب رمضان کے علاوہ میں ستر فرض ادا کرنے کی طرح ہے۔

روزے کی فضیلت

۱- آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا روزے کی حدود کو پہچانا اور ان چیزوں سے بچا جن سے روزے دار کو بچنا چاہیئے پچھلے گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔

۲- آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کی ہر نیکی پر دس گنا سے سات سو گنا تک اجر ملتا ہے مگر حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سوائے روزے کے، کہ وہ صرف میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا۔ بندہ میرے لئے کھانے کو چھوڑتا ہے میرے لئے پینے کو چھوڑتا ہے، میرے لئے اپنی لذت کو چھوڑ دیا ہے۔

۳- رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزے دار کا ثواب سوائے حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ۴- آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزہ ڈھال ہے اور دوزخ سے (بچاؤ کے لئے) محفوظ قلعہ ہے۔

مسائل: روزہ کس پر فرض ہے

جو بچہ یا بچی نابالغ ہو اس پر رمضان کا روزہ فرض نہیں، لیکن اگر نابالغ بچہ یا بچی سمجھ دار ہوں اور شوق سے روزہ رکھیں تو روزہ ادا ہو جاتا ہے۔ قریب البلوغ بچوں سے روزے کی عادت ڈالنے کے لئے روزہ رکھوانا چاہیئے۔

بچے اور بچی کی عمر قمری سالوں کے حساب سے پندرہ برس ہو جائے تو وہ بالغ سمجھا جائے گا اور اگر پندرہ سال کی عمر سے پہلے بچے کو احتلام ہونے لگے اور بچی کو ماہواری ہونے لگے تو وہ بھی بالغ ہیں۔ جس شخص کی عقل ٹھیک نہ رہے اس کی تین قسمیں ہیں: ۱- پاگل (مجنون) ۲- بیہوش ۳- جو شخص نشے میں ہو۔

پاگل

ان میں سے پہلی قسم پاگل کا مسئلہ یہ کہ جو شخص رمضان المبارک کے شروع سے آخر تک پاگل رہے اس پر روزہ فرض ہی نہیں ہوتا، اس لئے قضا کی ضرورت نہیں، اور جو شخص رمضان کے کچھ حصے میں پاگل رہا اور پھر تندرست ہوگیا اور تندرست ہونے کے بعد کے روزے رکھے جو روزے پاگل ہونے کی حالت میں رہ گئے ہیں ان کی قضا بھی کرے۔ ایسے ہی جو شخص کبھی پاگل ہو جاتا ہو اور کبھی افاقہ ہو جاتا ہو تو وہ بھی رہے ہوئے روزوں کی قضا کرے۔

بے ہوش

جو شخص پورے رمضان میں یا رمضان کے کچھ حصے میں بے ہوش رہا اس پر رمضان کا روزہ فرض ہو جاتا ہے اگر بعدہ افاقہ ہوکر روزے کی طاقت ہوگئی تو قضا کرے، ورنہ روزوں کا فدیہ دیا جائے یہی حکم اس شخص کا ہے جو کسی دواء کی وجہ سے یا نشہ آور چیز کے استعمال سے نشے میں ہو، اس پر روزہ فرض ہو جاتا ہے بعد میں قضا ضروری ہے۔

مریض کے لئے روزے کا حکم

جو شخص بیمار اور روزہ رکھنے کی صورت میں اپنے سابقہ تجربے سے یا دیندار ماہر معالج کے بتانے سے بیماری زیادہ ہو جانے یا لمبا ہو جانے کا غالب گمان ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ فی الحال روزہ نہ رکھے اور تندرست ہونے پر قضا کرے۔ جو شخص فی الحال بیمار نہ ہو، البتہ اس کو اپنے سابقہ تجربے سے یا دیندار، ماہر معالج کے بتانے

سے اس بات کا غالب گمان ہو کہ روزہ رکھنے میں بیمار ہو جاؤں گا اس کے لئے بھی گنجائش ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ٹھیک ہونے پر قضا کرے۔

یہاں یہ یاد رہے کہ بیمار ہونے کا یا بیماری بڑھنے کا محض وہم کافی نہیں، غالب گمان ہونا چاہئے اور غالب گمان بھی ایسا جو اپنے واقعی تجربے پر مبنی آراء یا ماہر دین دار طبیب ومعالج کے بتانے پر اور تجربے سے مراد یہ ہے کہ پہلے روزہ رکھنے سے نقصان ہو جاتا ہے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا حکم

جو عورت حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلا رہی ہو اور تجربے کی بناء پر یا دیندار، ماہر طبیب (ڈاکٹر) کے بتانے سے عورت کی بیماری یا ہلاکت یا بچے کی بیماری یا ہلاکت کا غالب گمان ہو تو فی الحال روزہ نہ رکھا جائے۔ بعد میں قضا ضروری ہے۔

کمزور بوڑھے کا حکم

جو شخص بوڑھا ہونے کی وجہ سے یا کسی کمزوری یا بیماری کی وجہ سے فی الحال روزہ نہ رکھ سکتا ہو اور بظاہر حالات ایسے ہوں کہ آئندہ بھی سال کے کسی موسم میں روزہ نہیں رکھ سکے گا تو ایسے شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ روزے کا فدیہ ادا کرے، پھر فدیہ ادا کرنے کے بعد اگر روزے کی طاقت حاصل ہوگئی تو روزوں کی قضا ضروری ہو جائے گی۔ جو فی الحال تو روزہ نہ رکھ سکتا ہو مگر بعد میں روزہ رکھنے کی طاقت ملنے کی توقع ہو اس کے لئے فدیہ دینا کافی نہیں، قضا ہی ضروری ہے اگر یہ فدیہ دے دے تو اس سے قضا سر سے نہیں اترے گی۔ ایک روزے کا فدیہ ایک صدقہ فطر کے برابر ہوتا ہے۔ صدقہ فطر کی مقدار آگے آئے گی۔

مسافر کا حکم

جوشخص ۴۸ میل (۷۷.۲۸ کلومیٹر) یا اس سے زیادہ سفر کی نیت سے صبح صادق (سحری کا وقت ختم ہونے) سے پہلے اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکل آئے اس کے لئے جائز کہ روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضا کرے۔ جوشخص ۴۸ میل (۷۷.۲۸ کلومیٹر) کے لئے ہی جائے، مگر سحری کا وقت ختم ہونے تک اپنے شہر میں ہو، سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد اپنے شہر سے نکلے اس پر آج کا روزہ ضروری ہوگیا۔ اس کو پورا کرے۔ البتہ آئندہ جو روزے سفر میں آئیں گے ان کو چھوڑنے کی رخصت ہے اور بعد میں قضا کرے۔

مسافر شرعی کے لئے روزہ چھوڑنا جائز تو ہے مگر افضل ہے یہ کہ اگر روزہ رکھنے سے تکلیف نہ ہوتی ہو تو رکھ لے اور اگر خود کو یا رفقائے سفر کو تکلیف ہوتی ہو کہ ان پر بوجھ بنے گا تو روزہ نہ رکھے۔

روزے کی نیت اور اس کا طریقہ

کوئی عبادت بھی بغیر نیت کے عبادت نہیں بنتی، ہر عبادت میں نیت کو بہت اہمیت حاصل ہے، روزے کی نیت بھی ضروری ہے، بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوتا، نیت دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں۔ دل میں روزے کا پختہ ارادہ کرلیا تو نیت ہوگئی، زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے، دل کے پختہ ارادے کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی نیت کرلی جائے تو مستحسن بات ہے۔ پھر زبان سے نیت کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص مقرر نہیں۔ کسی بھی زبان میں، جس لفظ سے چاہیں نیت کی جاسکتی ہے عام طور پر جو عربی کے الفاظ لکھے اور بتائے جاتے ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں۔

نیت کب کرے؟

روزے کی درج ذیل قسموں میں افضل تو یہی ہے کہ سحری کا وقت ختم ہوجانے سے پہلے نیت کی جائے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے سحری کا وقت ختم ہونے تک نیت نہ کرسکا، مثلاً سویا رہا، دیر سے آنکھ کھلی تو زوال (یعنی ظہر کا وقت شروع ہونے) سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک نیت کرلی جائے تو روزہ ہوجائے گا، بشرطیکہ کچھ کھایا پیا نہ ہو اور ایسا کوئی کام نہ کیا کہ جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس کے بعد نیت کرنے سے روزہ نہیں ہوگا۔

ایسے روزے یہ ہیں: (۱) رمضان کی قضاء کا روزہ (۲) نفل اور مستحب روزے (۳) کوئی دن مقرر کرکے روزہ رکھنے کی منت (نذر) مانی ہو۔ درج ذیل قسم روزوں میں سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے نیت ضروری ہے اگر اس وقت تک روزے کی نیت نہیں تھی اس کے بعد روزے کا ارادہ بنا تو اب نیت کرنے سے روزہ نہیں ہوگا۔ خواہ ابھی تک کچھ بھی کھایا پیا نہ ہو۔

ایسے روزے یہ ہیں: (۱) رمضان کا روزہ (۲) نفل روزہ شروع کرکے توڑ دیا تھا اس کی قضا۔ (۳) قسم وغیرہ کے کفارہ کا روزہ (۴) کسی دن کو مقرر کئے بغیر روزہ رکھنے کی منت مانی ہو۔

کیا نیت کرے؟

رمضان کا روزہ ادا کرنے کے لئے اتنی نیت کافی ہے کہ "آج میرا روزہ ہے" رمضان کے ہر روزے کی روزانہ الگ نیت کرنی چاہئے۔ پورے رمضان کی ایک ہی بار اکٹھی نیت کافی نہیں۔

روزے کے آداب

۱-سحری کھانا، اگر بھوک نہ ہو تو تھوڑی سی کوئی چیز کھالی جائے۔

۲-سحری بہت جلدی نہیں کھانی چاہئے۔ سحری کا وقت ختم ہونے کے قریب کھانا مستحب ہے۔ البتہ اتنی دیر نہ کرے کہ سحری کا وقت ختم ہونے کا شک ہوجائے۔

(۳) غروب کا یقین ہوجانے کے بعد افطار جلدی کرنا۔ (۴) کچھ یا سادہ پانی سے افطار کرنا اور کھجوریں طاق عدد سے ہوں تو افضل ہے۔ (۵) افطاری کے وقت ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھنا۔

(۱) اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ (۲) یَا وَاسِعَ الْفَضْلِ اِغْفِرْلِیْ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَانَنِیْ فَصُمْتُ وَرَزَقَنِیْ فَاَفْطَرْتُ. (۶) افطاری کے وقت دعا کثرت سے کرنا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''افطار کے وقت روزے دار کی دعاء رد نہیں ہوتی''۔ (۷) روزے داروں کا روزہ افطار کرانا، خواہ ایک ایک کھجور سے ہی ہو۔ (۸) گناہوں سے اجتناب۔ (۹) ناجائز کلام، غیبت جھوٹ، گالی وغیرہ سے پرہیز۔

(۱۰) فضول کلام سے اجتناب۔ (۱۱) اہل وعیال پر وسعت کرنا۔ عام دنوں کی بہ نسبت رمضان میں زیادہ سخاوت کرنا۔

روزہ توڑنے والی چیزیں

کن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے؟ یہ ایک باریک اور تفصیلی موضوع ہے، ایسی باتوں کو جن سے روزہ ٹوٹتا ہے یہاں لکھنا مشکل ہے۔ تاہم بعض باتیں جو عام طور پر

پیش آتی ہیں ان کو لکھا جاتا ہے اس کے علاوہ کوئی بات پیش آئے تو کسی معتبر عالم ومفتی سے پوچھا جاسکتا ہے۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے وہ دوطرح کی ہیں:

۱-جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے۔ یعنی رمضان کے بعد ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔ ۲-جن سے قضا بھی واجب ہوتی ہے اور کفارہ بھی۔

جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے

۱-کان اور ناک میں دوا یا کان میں تیل ڈالنا۔ ۲-جان بوجھ کر قے کرنا اور وہ قے منہ بھر کے ہو۔ ۳-کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا۔

۴-بھول کر کچھ کھا پی لیا اس سے روزہ نہیں ٹوٹا مگر غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اور اب قصداً کچھ کھا پی لیا تو روزہ ٹوٹ گیا، لیکن صرف قضا واجب ہوگی، کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ ۵-کنکری یا لکڑی وغیرہ ایسی چیز قصداً کھالی جو عموماً کھائی نہیں جاتی۔ ۶-عورت کو چھونے یا چومنے وغیرہ سے انزال ہوجانا۔

۷-یہ سمجھتے ہوئے کہ سورج غروب ہوگیا ہے کچھ کھا پی لیا حالاں کہ سورج غروب نہیں ہوا تھا (۸) یہ سمجھ کر کہ سحری کا وقت ختم نہیں ہوا کچھ کھا پی لیا حالاں کہ سحری کا وقت ختم ہوچکا تھا۔ (۹) لوبان وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پڑنا، بیڑی، سگریٹ اور حقہ کا بھی یہی حکم ہے۔

جن سے قضا وکفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں

۱-جان بوجھ کر کچھ کھالینا۔ ۲-قصداً کچھ کھا پی لینا۔

۳-قصداً بیوی سے صحبت کرلینا۔

مکروہات روزہ

ان کاموں سے روزہ ٹوٹتا تونہیں، لیکن روزے میں یہ کام کرنا مکروہ ہے: (۱) بلاضرورت کسی چیز کو چبانا یا نمک وغیرہ چکھ کرتھوک دینا، ٹوتھ پیسٹ یا منجن یا کوئلہ سے دانت صاف کرنا بھی روزہ میں مکروہ ہیں۔(۲) تمام دن حالت جنابت میں بغیر غسل کئے رہنا۔(۳) فصد کرانا کسی مریض کیلئے اپنا خون دینا جو آج کل ڈاکٹروں میں رائج ہے یہ بھی اس میں داخل ہے۔(۴) غیبت یعنی کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا یہ ہرحال میں حرام ہے، روزہ میں اس کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے۔(۵) روزہ میں لڑنا، جھگڑنا گالی دینا خواہ انسان کو ہو یا کسی بیجان چیز کو یا جاندار کو، ان سے بھی روزہ مکروہ ہوجاتا ہے۔

روزے کے مباحات

ان کاموں سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ یہ کام روزے میں مکروہ ہیں:

۱-مسواک کرنا۔۲-سریا مونچھوں پرتیل لگانا۔

۳-آنکھوں میں دوا یا سرمہ ڈالنا۔

۴-خوشبو سونگھنا۔

۵-گرمی اور پیاس کی وجہ سے غسل کرنا۔

۶-کسی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا۔

۷-بھول کر کھانا پینا۔

۸-حلق میں بلا اختیار دھواں یا گردوغبار یا مکھی وغیرہ کا چلا جانا۔

۹-کان میں پانی ڈالنا یا بلاقصد چلانا جانا۔

۱۰-خودبخود قے آجانا۔

۱۱-سوتے ہوئے احتلام (غسل کی حاجت) ہوجانا۔

۱۲-دانتوں سے خون نکلے مگر حلق میں نہ جائے تو روزہ میں خلل نہیں آیا۔

۱۳-اگر خواب میں یا صحبت سے غسل کی حاجت ہوگئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا اور اسی حالت میں روزہ کی نیت کرلی تو روزہ میں خلل نہیں آیا۔

☆☆☆

ایسے علاقہ میں روزہ

جہاں سورج کبھی غروب ہی نہیں ہوتا!

رووانیامی (فن لینڈ) دینا بھر میں مسلمان رمضان میں سورج کے طلوع سے لے کر غروب ہونے تک روزے رکھتے ہیں لیکن ایک ایسے علاقہ کے مسلمان جہاں سورج کبھی غروب ہی نہیں ہوتا، روزے کیسے رکھتے ہیں؟ قصبہ رووانیامی فن لینڈ میں قطب شمالی سے ملتے ہوئے علاقے میں واقع ہے۔ یہ قصبہ راجدھانی ہلسنکی سے 830 کلومیٹر دور ہے۔ سردیوں کے درمیانی دنوں میں یہ قصبہ اندھیرے میں ڈوبا ہوتا ہے لیکن گرمیوں میں سورج کی روشنی میں نہایا رہتا ہے۔ سورج کی روشنی کی وجہ سے ایک طویل دن شاہ جلال میاں مسعود جیسے مسلمانوں کے لئے خاص مشکل پیدا کرتا ہے جو اس قصبہ کے رہائشی میں۔ 28 سالہ مسعود قصبہ رووانیامی میں 5 سال پہلے بنگلہ دیش آئی ٹی کی تعلیم کے حصول کی خاطر آئے تھے۔ مسعود کا کہنا ہے کہ "یہاں اندھیرا نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ ایک جیسا ہی لگتا ہے اور سورج ہمیشہ افق پر موجود رہتا ہے یہ طے کرنا ہمیشہ مشکل ہوتا ہے کہ اس لمحہ وقت کیا ہوا ہے۔ اس وقت رات کے 11 بج

رہے ہیں لیکن سورج افق سے تھوڑا سا نیچے ہوا ہے۔ آسمان خوب گہرے نیلے رنگ کا ہو گیا ہے اور یہ یہاں پر تاریکی کے لمحات ہیں کیونکہ اس کے 5 گھنٹے بعد سورج پھر نمودار ہو جائے گا۔ مسعود کا کہنا ہے کہ فن لینڈ کے وقت کے مطابق روزے رکھنا بہت مشکل ہے اور وہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ تھک چکے ہیں۔ وہ ہنستے ہوئے بتاتے ہیں کہ انہوں نے 21 گھنٹے سے کچھ نہیں کھایا لیکن لمبے روزوں کے باوجود ان کا کہنا ہے کہ لمبے دنوں میں روزے رکھنا اک خوش نصیبی بھی ہے۔ اس کی ایک دوسری صورت بھی ہے جو روزے کے لمبے اوقات کو کم کر دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ روزے کے دورانیہ کی نشاندہی فن لینڈ کے جنوب میں کسی ملک میں سورج کے غروب اور طلوع کے وقت کے ساتھ کر لی جائے۔ ڈاکٹر عبدالمنان جو کہ ایک مقامی امام اور شمالی فن لینڈ کی اسلام سوسائٹی کے صدر بھی ہیں، کا کہنا ہے کہ اس بارے میں 2 مکتب فکر ہیں۔ "مصری علماء کا کہنا ہے کہ اگر دن 18 گھنٹے سے زیادہ لمبا ہے تو آپ مکہ یا مدینہ کے وقت کی پیروی کرتے ہیں یا کسی قریبی مسلم ملک کی۔ دوسرا نقطہ نظر سعودی علماء کا ہے جو کہتے ہیں کہ دن جیسا مرضی ہو لمبا ہو یا چھوٹا ہو آپ کو مقامی وقت کی پابندی کرنی چاہیے۔" نفیسہ یاسمین مکہ کے اوقات کی پیروی کرتی ہیں۔ ڈاکٹر منان کا کہنا ہے کہ شمالی فن لینڈ میں مسلمانوں کی اکثریت مکہ کے یا فن لینڈ کے قریب ترین مسلمان ملک ترکی کے اوقات کی پیروی کرتی ہے۔ نفیسہ کے لئے جو کہ لیپ لیڈ یونیورسٹی میں تحقیق کر رہی ہیں، روزے کے اوقات کا تعین کرنا آسان کام نہیں تھا۔ وہ ڈھاکہ سے 6 سال پہلے اپنے شوہر اور 2 بچوں کے ساتھ یہاں منتقل ہوئی تھیں۔ نفیسہ اپنا روایتی افطار کا کھانا تیار کر رہی ہیں اور وہ رووانیامی میں اپنا پہلا رمضان یاد کر رہیں تھیں۔ انہوں نے فن لینڈ کے اوقات کے مطابق روزے رکھنے کا فیصلہ کیا۔ ان دنوں وہ بغیر کھائے پیئے 20-20 گھنٹے کا دن گزارا کرتی تہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایسا کرنا بہت مشکل تھا

کیونکہ ہم بنگلہ دیش میں ۱۲ گھنٹے کا دن اور ۱۲ گھنٹے کی رات کے عادی تھے۔ پھر میں نے سوچا کہ میں مزید ایسا نہیں کرسکتی اور مجھے مکہ کے اوقات کی پیروی کرنی پڑے گی لیکن میں کچھ پریشان ہوں کہ کہیں اللہ اسے قبول کرے گا یا نہیں۔ فن لینڈ میں بہت سارے مسلمان دنیا کے مختلف ممالک سے پناہ گزینوں کے طور پر آئے تھے اور خاص طور پر صومالیہ، عراق اور افغانستان سے۔ ۲۰۰۱ سے فن لینڈ نے ساڑھے ۷۰۰ پناہ گزین قبول کئے ہیں۔ ان نئے آنے والوں کو عموماً ملک کے شمال میں واقع دور دراز کی رووانیامی کی طرح کی آبادیوں میں حکومت کی جانب سے آبادکاری منصوبوں کے تحت بھجوایا جاتا ہے۔ رووانیامی میں لمبے روزے ہی صرف ایک مسئلہ نہیں ہیں جو روزہ دار مسلمانوں کو درپیش ہیں۔ قصبہ کی کوئی دکان حلال گوشت فروخت نہیں کرتی جو کہ اسلامی طریقے سے تیار کیا گیا ہو۔ رووانیامی کے قریب ترین قصبہ اؤلو ہے جو ۳۰۰ کلومیٹر کی دوری پر ہے یا دوسری صورت لوولیو ہے جو کہ سرحد کی دوسری طرف سویڈن میں واقع ہے۔ نفیسہ نے لوولیو کو منتخب کیا ہوا ہے جہاں وہ ایک لمبی خریداری کی فہرست کے ساتھ ۶ گھنٹے سفر کرکے جاتی ہیں۔ ان کی فہرست میں کالے چنے، کھجوریں ع چاول، چاول سے بنے پاپڑ اور بہت سارا حلال گوشت ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے رمضان کے سلسلے میں پہلے سے تیاری کرتے ہوئے بہت کچھ ذخیرہ کرلیا تھا۔ یہ دکھانے کے لئے وہ اپنا بہت بڑا اسفید فرج کھول کر دکھاتی ہیں جس پر ان کے بچوں کے اسکول کی تصاویر لگی ہیں اور جس میں ۷ کی ۷ ٹرے جمے ہوئے حلال گوشت سے بھرے دکھائی دے رہے تھے۔ نفیسہ اور مسعود دونوں قطب شمالی میں اپنی زندگی سے خوش ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مقامی لوگ بہت ملنسار ہیں اور ان کے مذہب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ایک بڑے مذہبی تہوار پر خاندان، دوستوں، اور گھر بار سے دور بہت مشکل ہوتا ہے۔ مسعود کا کہنا تھا

کہ، ہم روزہ اکٹھے افطار کیا کرتے تھے مگر اب یہاں میں اکیلا افطار کرتا ہوں۔ یہاں زندگی عمومی ہے اور کوئی تہوار کا احساس نہیں ہوتا بلکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ کچھ کمی ہے۔ (ماخوذ از روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور-۲۰۱۲ء)

رائے پور کا رمضان

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ نے آپ بیتی میں فرمایا کہ: اعلی حضرت رائے پوری کے یہاں رمضان المبارک کا جتنا اہتمام دیکھا، مشائخ کے یہاں اتنا نہیں پایا۔ ۲۹ رشعبان کو جملہ حاضرین سے مصافحہ کرلیتے اور فرماتے کہ بس بھائی اب عید پر ملیں گے اور جو لوگ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں رمضان کرنے کے لئے باہر سے آتے تھے، ان سے ملاقات کا بالکل وقت نہیں تھا، مسجد میں جاتے آتے دور سے حاضرین زیارت کرلیتے، مصافحہ یا بات چیت کا نمبر عید کے بعد آتا، البتہ خاص خدام جیسے مولانا اللہ بخش صاحب، منشی رحمت علی صاحب، وغیرہ حضرات کو اتنی اجازت ہوتی کہ تراویح کے بعد جب حضرت مولانا عبدالقادر ساوی چائے لے جاتے اور اعلیٰ حضرت ایک دو فنجان نوش فرماتے، اتنے یہ حضرات حاضر رہتے۔ البتہ اگر کوئی خاص مضمون شروع ہوجاتا تو کئی کئی گھنٹے لگ جاتے۔ ایک مرتبہ میں نے سنا کہ حقیقت محمدیہ ﷺ پر حضرت نے بعد عشاء تقریر فرمائی تو مسلسل کئی گھنٹے کئی دن تک ہوتی رہی۔

ایک دفعہ اس سیہ کار (حضرت شیخ) کو والد صاحب (حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب) کے زمانے میں (یعنی رمضان ۱۳۳۴ھ میں) رائے پور رمضان گذارنے کا شوق ہوا اور والد صاحب نے اجازت مرحمت فرمادی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو ایک عریضہ لکھا کہ یہ ناکارہ حضرت والا کی خدمت میں رمضان گزارنا چاہتا ہے۔ اعلیٰ

حضرت قدس سرہ نے ازراہ شفقت تحریر فرمایا کہ رمضان کہیں آنے جانے کا نہیں ہوتا اور نہ ملنے کا اپنی جگہ پر یکسوئی سے کام کرتے رہو۔ مگر اس گستاخ نے دوبارہ خط لکھا کہ صرف اخیر عشرے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ اس کا جواب آیا وہ اتفاق سے میرے کاغذات میں مل گیا، جس کو تبرکاً بعینہٖ نقل کراتا ہوں:

''برخوردار مولوی زکریا سلمہ اللہ

ازحضرت عبدالرحیم بعد سلام مسنون ودعاء

تمہارا خط پہنچا، مضمون معلوم ہوا، جو سبب شروعہ ماہ مبارک میں عدم قیام کا ہے وہ اخیر ماہ بھی موجود ہے۔ باقی تم اور تمہارے ابا جان زبردست ہو، ہم غریبوں کی کیا چل سکے، یہ تمہاری زبردستی ہے کہ جو اس وقت ماہ مبارک میں تم کو جواب لکھوا رہا ہوں، باقی جو ذکر وشغل حضرت مولانا سلمہ نے تلقین فرمایا ہے وہی کرنا چاہئے۔ عائشہ کو دعائی تمہاری والدہ مکرمہ کی خدمت میں سلام، بخدمت جناب مولانا مولوی یحییٰ صاحب السلام علیکم! راقم عبدالرحیم ازرائے پور''۔

میرے والد صاحب نے فرمایا کہ تیری وجہ سے حضرت کی یکسوائی میں فرق پڑے گا اور حضرت کو تیرے کھانے پینے کا فکر رہے گا، اس لئے حضرت کا حرج نہ کر۔ اور یہ میرے والد صاحب نے بالکل صحیح فرمایا تھا۔

رمضان میں قرآن کی تلاوت کا معمول

قرآن شریف کی یاد تو کما حقہ اب تک بھی نہیں ہوئی لیکن ۳۸ھ سے ماہ مبارک میں ایک قرآن روزانہ پڑھنے کا معمول شروع ہوا تھا جو تقریباً ۸۰ھ تک رہا ہوگا بلکہ اس کے بھی بعد تک۔ ابتدائی معمول یہ تھا کہ سوا پارہ جس کو عموماً حکیم اسحاق

صاحب کی مسجد میں سنانے کی نوبت آتی تھی یا میرے حضرت نوراللہ مرقدہ قدس سرہ کے گھر میں اس کو تراویح کے بعد شب میں قرآن پاک دیکھ کر اور اکثر ترجمہ کے ساتھ سحر تک چار پانچ دفعہ پڑھتا تھا گرمیوں کی شب میں کچھ کم۔ سردیوں میں کچھ زائد۔ اس کے بعد تہجد میں اس کو دومرتبہ اس کے بعد سحر کھانے کے بعد سے لے کر صبح کی نماز تک اور نماز کے بعد سونے تک ایک دفعہ۔ اور پھر صبح کو سونے کے بعد اٹھ کر جو عموماً دس بجے ہوا کرتا تھا چاشت کی نماز میں سردیوں میں ایک مرتبہ گرمیوں میں دو دفعہ اس کے بعد ظہر کی اذان سے ۱۵؍منٹ پہلے تک ایک یا دو مرتبہ دیکھ کر۔ پھر ظہر کی سنتوں میں ابتدائی دو مرتبہ، اول کی سنتوں میں ایک دفعہ اور آخر کی دو سنتوں میں دوسری دفعہ اور بعد میں ہر دو سنتوں میں ایک ہی مرتبہ رہ گیا۔ ظہر کے بعد دو سنتوں میں سے کسی کو ایک مرتبہ سنانا اور پھر عصر تک موسم کے اختلاف کی وجہ سے ایک یا دو دفعہ پڑھنا۔ عصر کے بعد کسی دوسرے اونچے آدمی کو سنانا ابتداء حضرت کی حیات تک حافظ محمد حسین صاحب اجراڑوی کو اس کے بعد تین سال تک مولوی اکبر علی صاحب مدرس مظاہر العلوم کو اس کے بعد بہت عرصہ تک مفتی محمد یحییٰ اور ان کے دونوں بھائی حکیم محمد الیاس ومولوی محمد عاقل کو اور پھر مغرب کے بعد نفلوں میں ایک دفعہ پڑھنا اور نفلوں کے بعد تراویح تک ایک دفعہ پڑھنا۔ تراویح کے بعد یہ پارہ ختم ہوجاتا تھا اور اگلے کا نمبر شروع ہوجاتا تھا۔ ۲۴؍گھنٹے میں اس کی تشکیل ضروری تھی۔ ۳۰؍پارے پورے ہوجائیں اللہ کے انعام وفضل سے سالہا سال یہی معمول رہا۔ اخیر زمانے میں بیماریوں نے چھڑا دیا۔ (آپ بیتی کے اقتباس)

☆☆☆

روزہ کے فضائل اورمسائل

رسول اکرم ﷺ نے روزہ کی فضیلت اوراس کی قدر واہمیت بیان کرتے ہوئے رشادفرمایا: آدمی کے ہراچھے عمل کا ثواب روزہ کے نتیجہ میں سات سوگنے تک بڑھادیا جاتا ہے، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ عام قاعدہ اوراصول سے بالاتر ہے در اصل بندہ کی طرف سے یہ میرے لئے ایک تحفہ ہے، اور جس طرح چاہوں گا اس کا اجروثواب بطور خود عطا کروں گا، میرا بندہ میری رضا کی خاطر اپنی خواہش نفس روک دیتا ہے، اوراپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے، لہٰذا میں خود اپنی مرضی کے مطابق اس کی نفس کشی اور پرخلوص قربانی کا صلہ دوں گا۔ روزہ دار کے لئے دوطرح کی مسرتیں ہیں، ایک افطار کے روقت کی مسرت، دوسری جب وہ اپنے مالک ومولیٰ کے حضور میں باریابی کا شرف حاصل کرے گا، روزہ دار کے منہ کی بواللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زایدہ پیاری اور بہتر ہے، یعنی انسانوں کیلئے مشک کی خوشبوجس قدرعمدہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بواس سے بھی زیادہ اچھی ہے، روزہ دنیا میں نفس وشیطان کے شدید حملوں سے بچاؤ کیلئے اور آخرت میں جہنم کی ہولناکیوں سے تحفظ کے لئے ایک مؤثر ذریعہ اورایک مضبوط ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی کا

روزہ ہوتو اسے چاہیے کہ بیہودہ گوئی اورفحش باتوں سے بچارہے شور وشغب نہ کرے، اگرکوئی دوسرا آدمی اس سے گالی گلوچ یا جھگڑے کا برتاؤ کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (بخاری ومسلم) رمضان المبارک کے روزے رکھنا اسلام کا تیسرا فرض ہے جوشخص اس کے فرض ہونے کا انکارکرے وہ مسلمان نہیں رہتا اور جواس اہم فرض کوادا نہ کرے وہ سخت گنہ گار اور فاسق ہے۔

رویت ہلال

اگرمطلع صاف ہوتو رمضان اورعید کے موقع پر بہت سے لوگوں کا چاند دیکھنا ضروری ہے، ایک یا دو کی شہادت معتبر نہیں ہوگی اور اگر مطلع صاف نہیں ہے تو رمضان کے چاند کے متعلق ایک مسلمان کا خبر دینا بھی کافی ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ فسق میں مبتلا نہ ہو، عید کے چاند کے لیے دومرد یا ایک مرد اور دوعورتیں چاند دیکھنے کی گواہی دیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے۔ یہاں بھی ضروری ہے کہ وہ سب عادل ہوں، فاسق وبدکار نہ ہوں تو چاند مان لیا جائے گا۔ چاند کے ثابت ہونے میں جنتری کا اعتبار نہیں، چاند کے سلسلہ میں تار، ٹیلیفون اور ریڈیو کی خبر بھی مقامی ذمہ دار مفتی کی تصدیق کے بغیر معتبر نہیں۔

روزہ کی نیت

نیت کہتے ہیں دل سے قصدوارادہ کو، خواہ زبان سے کچھ کہے یا نہ کہے، روزہ کیلئے نیت شرط ہے، اگرروزہ کا ارادہ نہ کیا اورتمام دن کچھ کھایا پیا بھی نہیں تو روزہ نہ ہوگا، رمضان کے روزے کی نیت رات سے کرلینا بہتر ہے، رات میں اگرنیت نہ کی ہوتو زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک دن میں نیت کرسکتا ہے بشرطیکہ کچھ کھا پیا نہ ہو۔

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

(۱) کان اور ناک مین دوا ڈالنا، (۲) قصداً اپنے اختیار سے منہ بھر تے کرنا (۳) کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا جانا (۴) عورت یا کسی مرد کو چھونے وغیرہ سے انزال ہو جانا (۵) کوئی ایسی چیز نگل جانا جو عادتاً کھائی نہیں جاتی جیسے لکڑی لوہا اور کچے گیہوں کا دانہ وغیرہ (۶) لوبان یا عود وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہونچانا، بیڑی، سگریٹ اور حقہ پینا (۷) بھول کر کھا پی لیا، یاد آنے پر یہ خیال کیا کہ اب تو روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھا پی لیا (۸) رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھالی (۹) دن باقی تھا مگر غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے، افطار کرلیا۔ ان سب چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے۔ کفارہ ادا کرنا لازم نہیں۔ (۱۰) جان بوجھ کر بیوی سے صحبت کرنے یا کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس صورت میں قضا بھی لازم آتی ہے اور کفارہ بھی، کفارہ یہ ہے کہ ساٹھ روزے متواتر رکھے بیچ میں ناغہ نہ ہو اگر ناغہ ہو گیا تو پھر شروع سے ساٹھ روزے پورے کرنے پڑیں گے، اور اگر روزہ کی طاقت نہیں تو پھر ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔

وہ چیزیں جن سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ مکروہ ہوتا ہے

(۱) مسواک کرنا (۲) سر یا مونچھوں میں تیل لگانا (۳) آنکھوں میں دوا یا سرمہ ڈالنا (۴) خوشبو سونگھنا (۵) گرمی یا شدتِ پیاس کی وجہ سے غسل کرنا (۶) کسی قسم کا انجکشن لگوانا (۷) حلق میں بلا اختیار دھواں یا گرد وغبار یا مکھی وغیرہ کا چلا جانا (۸) کان میں پانی بلا ارادہ چلا جانا (۹) خود بخود قے آجانا (۱۰) سوتے ہوئے

احتلام (غسل کی حاجت) ہو جانا (۱۱) اگر خواب میں یا صحبت کرنے کی وجہ سے غسل کی ضرورت پیش آگئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہ کیا اور اسی حالت میں روزہ کی نیت کرلی تو روزہ میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔ (۱۲) اگر بیوی کے اپنے خاوند یا نوکر کو آقا کے غصہ کا اندیشہ ہو تو کھانے میں نمک چکھ کر تھوک دینا مکروہ نہیں۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت

(۱) اگر بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو یا مرض کے بڑھ جانے کا شدید خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے بعد میں اس کی قضا لازم ہے۔ (۲) اگر عورت حمل سے ہے اور روزہ رکھنے میں بچہ کو یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو روزہ نہ رکھے، بعد میں قضا کرے (۳) جو عورت اپنے یا کسی غیر کے بچہ کو دودھ پلاتی ہے اور روزے سے دودھ کم ہو جاتا ہے اور بچہ کو تکلیف پہونچتی ہے تو روزہ نہ رکھے، بعد میں قضا کرے۔ (۴) شرعی مسافر جو کم از کم ۴۸ میل (تقریباً سوا ۷۷ کلومیٹر) سفر کی نیت کر کے گھر سے نکلا ہو۔ اس کے لئے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے، لیکن اگر سفر میں کوئی تکلیف یا دقت نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ روزہ رکھ لے اور اگر خود کو یا ساتھیوں کو تکلیف ہو تو پھر روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ (۵) اگر روزہ کی حالت میں سفر شروع کیا تو اب روزہ کا پورا کرنا ضروری ہے، اگر کچھ کھانے پینے کے بعد یعنی سفر میں تھا، بغیر روزہ کے تھا افطار سے پہلے کسی بھی وقت گھر پہونچ گیا تو اب چاہیے کہ افطار تک کھانے پینے سے احتراز کرے، اور اگر ابھی کچھ کھایا پیا نہیں تھا کہ سفر سے آگیا اور ایسے وقت میں آیا جس میں روزہ کی نیت ہو سکتی ہے، یعنی زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تو اس پر لازم ہے کہ روزہ کی نیت کرے۔ (۶) اگر کسی کو قتل کی دھمکی دے کر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے تو اس کیلئے روزہ توڑ دینا جائز ہے، پھر قضا کرے (۷) اگر

بیماری یا بھوک پیاس کا اتنا غلبہ ہوجائے کہ کسی مسلمان دیندار ماہر طبیب یا ڈاکٹر کے نزدیک جان کا خطرہ لاحق ہو تو روزہ توڑ دینا صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ واجب ہے، البتہ اس کی قضا لازم ہوگی (۸) عورت کیلئے ایام حیض میں اور بچہ کی پیدائش کے بعد جوخون (نفاس) آتا ہے اس کے دوران روزہ رکھنا جائز نہیں، ان دنوں میں روزے نہ رکھے بعد میں قضا کرے۔(۹) بیمار، مسافر اور حیض و نفاس والی عورت کیلئے رمضان میں روزے نہ رکھنا اور کھانا پینا جائز ہے، لیکن رمضان المبارک کے احترام کی وجہ سے ان کے لئے لازم ہے کہ سب کے سامنے کھانے پینے سے احتراز کریں۔

روزہ کی قضا

(۱) کسی عذر سے روزہ قضا ہوگیا تو جب عذر جاتا رہے روزہ جلد قضا کرلینا چاہیے، زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، کیا معلوم کس وقت موت آجائے، قضا روزوں میں اختیار ہے کہ متواتر رکھے یا ایک ایک کرکے رکھے۔

(۲) اگر مسافر سفر سے لوٹنے کے بعد یا مریض تندرست ہوجانے کے بعد اپنی مدت تک اتنا وقت نہ پائے کہ جس مین قضا شدہ روزے ادا کرسکے تو اس کے ذمہ قضا لازم نہیں، سفر سے لوٹنے اور بیماری سے تندرست ہونے کے بعد جتنے دن ملیں اتنے ہی دن کی قضا لازم ہوگی۔

(۳) اگر کسی نے فوت شدہ روزے قضا کرنے کا وقت پایا، لیکن ابھی تک قضا نہیں کیے تھے کہ موت کا وقت آگیا تو وصیت کرنا ضروری ہے، اگر وصیت کیے بغیر مرگیا تو مناسب ہے کہ اس کے ورثا، ہر روزہ کے بدلے میں ایک کلو۶۳۳ گرام گندم یا تین کلو۲۶۶ گرام جو یا ان کی قیمت غریبوں پر صدقہ کریں، اور اگر وہ مرنے والا مال چھوڑ کر مرا ہے اور روزہ کی وصیت کرگیا تو فدیہ ادا کرنا واجب ہے۔

سحری

روزہ دار کو آخر رات میں صبح صادق سے پہلے سحری کھانا مسنون ہے، باعث برکت ہے اور ثواب ہے، آدھی رات کے بعد جس وقت بھی کھائے سحری کی سنت ادا ہوجائے گی مگر آخر رات میں کھانا افضل ہے، اگر مؤذن نے صبح صادق سے پہلے اذان دیدی تو سحری کھانا منع نہیں صبح صادق تک سحری کھانا جائز ہے، سحری سے فارغ ہوکر دل میں روزہ کی نیت کرلینا کافی ہے، اور اگر زبان سے بھی یہ الفاظ کہہ لے تو زیادہ بہتر ہے۔ بِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانِ (میں آئندہ کل رمضان شریف کے روزہ کی نیت کرتا ہوں)

افطار

آفتاب کے غروب ہوجانے کے بعد افطار میں دیر کرنا مکروہ ہے ہاں جب فضا ابر آلود ہو دو چار منٹ انتظار کرلینا بہتر ہے۔ ویسے تین منٹ کی احتیاط بہر حال کرنی چاہیے۔ کھجور اور خرما سے روزہ افطار کرنا افضل ہے اور کسی دوسری چیز سے افطار کرنے میں بھی کوئی کراہت نہیں، اگر کسی دوسرے کی دی ہوئی چیز سے افطار کرے تو اس سے ثواب کم نہ ہوگا، البتہ اگر یہ چیز حرام یا مشتبہ ہو تو اسے ہرگز قبول نہ کیا جائے، اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پینے کی وجہ سے مغرب کی نماز و جماعت میں دس منٹ کی تاخیر کردی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

افطار کے وقت یہ دعا مسنون ہے: اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ اور افطار کے بعد یہ دعا پڑھے: ذَهَبَ الظَّمَأُ وَ ابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔

تراویح

رمضان المبارک میں عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ ہے (۲) تراویح کی جماعت سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے، اگر محلّہ کی مسجد میں جماعت ہوتی ہو اور کوئی شخص علیحدہ اپنے گھر میں تراویح پڑھ لے تو جائز ہے مگر مسجد اور جماعت کے ثواب سے محروم رہے گا، اور اگر محلّہ کی مسجد میں باجماعت تراویح کسی نے نہ پڑھی تو سارے محلّہ والے ترک سنت کے مرتکب ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے (۳) تراویح میں ایک بار قرآن کریم ختم کرنا سنت ہے، تراویح پڑھانے کیلئے اگر حافظ قرآن نہ ملے یا ملے مگر سنانے پر اجرت ومعاوضہ طلب کرے تو چھوٹی سورتوں سے مثلاً اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے نماز تراویح ادا کریں اجرت دے کر قرآن پاک نہ سنیں کیوں کہ قرآن پاک سنانے پر اجرت دینا اور لینا دونوں حرام ہیں سامع کیلئے بھی اجرت لینا جائز نہیں (۴) اگر ایک حافظ ایک مسجد میں ۲۰ رکعت تراویح پڑھ چکا ہے تو اس کو دوسری مسجد میں اسی رات میں تراویح پڑھانا درست نہیں (۵) اگر تراویح میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور پوری چار رکعت پر سلام پھیرا تو صرف آخری دو رکعتیں تراویح میں شمار ہوں گی اور شروع میں پڑھی ہوئی دو رکعتیں اور ان میں پڑھا ہوا قرآن پاک لوٹایا جائے گا لیکن اگر دو رکعت پر قعدہ کیا ہے یعنی بیٹھا ہے تو چاروں رکعتیں تراویح میں شمار ہوں گی۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ہے (۶) جس شخص کی تراویح کی دو چار رکعتیں رہ گئی ہوں امام نے وتر پڑھانے شروع کر دیے ہوں تو اسکو چاہیے کہ امام کے ساتھ وتر کی جماعت میں شامل ہو جائے، باقی رہی ہوئی تراویح بعد میں پوری کرے۔(۷) جس شخص کو عشاء کے فرض باجماعت نہ ملے ہوں بلکہ تنہا پڑھے ہوں وہ امام کے ساتھ وتر باجماعت پڑھ سکتا ہے۔(۸) جس نے تراویح

کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی اسی وتر کی جماعت میں شریک نہ ہونا چاہیے بلکہ اپنی تراویح کے بعد وتر پڑھنی چاہیے۔ لیکن اگر جماعت میں شریک ہوگیا تو اس کے وتر ہوگئے لوٹانے کی ضرورت نہیں (۹) قرآن پاک کو اس قدر تیز پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں سخت گناہ ہے، اس صورت میں نہ امام کو ثواب ملے گا اور نہ مقتدیوں کو (۱۰) اس قدر زیادہ قرأت کرنا کہ مقتدیوں کو تکلیف ہو مکروہ ہے، تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کرنا اچھا نہیں ہے۔(۱۱) نابالغ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں ہے۔

اعتکاف

رمضان المبارک اور بالخصوص اس کے آخری عشرہ کے اعمال میں سے ایک عمل اعتکاف بھی ہے، اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یکسو ہو کر مسجد میں رہے اور خدا کی عبادت اور اس کے ذکر وفکر میں لگا رہے اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں آجائے اور سوائے ایسی حاجات ضروریہ کے جو مسجد میں پوری نہ ہو سکیں جیسے پیشاب، پاخانہ کی ضرورت، غسل واجب یا وضو کی ضرورت، مسجد سے باہر نہ جائے۔ (۲) رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی اگر بڑے شہروں کے ہر محلّہ میں اور چھوٹے دیہات کی ہر بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب پر ترک سنت کا وبال رہے گا، اور کوئی ایک بھی محلّہ میں اعتکاف کر لے تو سب کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی (۳) اعتکاف میں کوئی خاص عبادت شرط نہیں، نماز، تلاوت کلام پاک، دینی کتابوں کا پڑھنا یا ذکر اللہ کرنا غرض جو عبادت بھی چاہے کرتا رہے (۴) جس مسجد میں اعتکاف کیا گیا ہے اگر اس میں جمعہ نہیں ہوتا تو نماز جمعہ کے لئے اندازہ کر کے ایسے وقت مسجد سے نکلنے کہ جامع مسجد میں پہونچ کر سنتیں ادا کرنے کے بعد خطبہ سن سکے، اگر اس سے کچھ پہلے مسجد میں چلا گیا تو بھی

اعتکاف میں خلل نہیں پڑے گا۔ (۵) اگر بلاضرورت طبعی وشرعی تھوڑی دیر کے لیے بھی مسجد سے باہر چلا جائے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا خواہ جان بوجھ کر نکلے یا بھول کر اس صورت میں اعتکاف کی قضا کر لینا بہتر ہے۔ (۵) اگر آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آئے تب اعتکاف سے باہر نکلے (۶) غسل جمعہ یا محض گرمی سے پریشان ہو کر غسل کے واسطے مسجد سے باہر نکلنا معتکف کے لئے جائز نہیں (۷) معتکف کو لڑائی جھگڑے اور فضول باتوں سے بچنا چاہیے، مسجد کے احترام کے خلاف بھی کوئی کام نہ کرنا چاہیے۔

شب قدر

چونکہ اس امت کی عمریں بہ نسبت پہلی امتوں کے کم ہیں اسلئے حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ایک رات ایسی عنایت فرمائی ہے کہ جس مین عبادت کرنے کا ثواب ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے بھی زیادہ ہے، لیکن اس رات کو پوشیدہ رکھا گیا تاکہ لوگ اس کو تلاش کریں اور بے حساب ثواب حاصل کریں، اس کیلئے کوئی رات متعین نہیں، رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر آنے کا زیادہ امکان ہے یعنی ۲۱ویں، ۲۳ویں، ۲۵ویں، ۲۷ویں اور ۲۹ویں، ستائیسویں شب میں اولیاء اللہ نے اسے پایا ہے، ان راتوں میں بہت محنت سے عبادت اور توبہ واستغفار اور دعا میں مشغول رہنا چاہیے، اگر تمام رات جاگنے کی طاقت نہ ہو تو جس قدر ہو سکے جاگے اور نفل نماز، تلاوت قرآنِ کریم یا ذکر و تسبیح میں مشغول رہے اور کچھ نہ ہو سکے تو عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کرنے کا اہتمام کرے، حدیث پاک میں آیا ہے کہ یہ اہتمام بھی رات بھر جاگنے کے حکم میں ہو جاتا ہے، ان راتوں کو صرف جلوسوں اور تقریروں میں صرف

کر کے سو جانا بڑی محرومی ہے، تقریریں ہر رات ہو سکتی ہیں مگر عبادت کا یہ وقت بار بار ہاتھ نہیں آئے گا، البتہ جو لوگ رات بھر جاگ کر عبادت کرنے کی ہمت رکھتے ہیں، وہ شروع میں کچھ وعظ سن لیں پھر نوافل اور دعاء میں لگنا چاہیں تو درست ہے، شب قدر کی خاص دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ .

صدقۂ فطر

صدقۂ فطر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس ضروریاتِ زندگی کے علاوہ ۶۱۲ گرام (۳۶۰ ملی گرام) چاندی یا ۸۷۔۱/۲ گرام سونا یا اس کی قیمت کے بقدر رقم ہو یا حوائج اصلیہ سے زائد ایسی چیزیں موجود ہوں جن کی قیمت بقدر نصاب ہو خواہ وہ چیزیں تجارت کے لئے نہ ہوں جیسے رہائش کے مکان سے زائد مکان گھر کے مصارف کے بقدر کاشتکاری کی زمین سے زائد زمین، ضرورت کے کپڑوں اور برتنوں سے زائد کپڑے اور برتن وغیرہ (۲) صدقۂ فطر کے نصاب پر سال کا گذرنا شرط نہیں ہے بلکہ عید الفطر کے روز بقدر نصاب مالیت کا ہونا صدقۂ فطر کے وجوب کے لئے کافی ہے (۳) جس کے پاس نصاب مذکور کے بقدر مال ہو وہ اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے (۴) ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک کلو ۶۳۳ گرام گندم یا تین کلو ۲۶۶ گرام جو یا ان کی قیمت ہے (۵) رمضان کی آخری تاریخ میں یا یکم شوال کی صبح صادق سے قبل پیدا ہونے والے بچہ کا صدقۂ فطر دینا بھی لازم ہے (۶) صدقۂ فطر انہیں لوگوں کو دیا جا سکتا ہے جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، البتہ زکوٰۃ کافر کو نہیں دی جا سکتی اور صدقۂ فطر دیا جا سکتا ہے۔ (۷) صدقۂ فطر صبح سویرے نماز عید کیلئے جانے سے پہلے دیدے اگر پہلے نہیں دیا تاخیر کر دی تب بھی یہ ساقط نہیں ہوگا۔ بعد میں ادا کر دے۔

☆☆☆

رمضان المبارک کی عبادات

فرمایا نبی کریم ﷺ نے تم پر رمضان آیا ہے جو ایک بابرکت مہینہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں۔اس مہینے میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور مردود وسرکش شیطانوں کے گلے میں طوق ڈال دیئے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مہینے میں ایک رات ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات سے محروم رہا وہ بڑی بھلائی سے محروم رہا۔(احمد ونسائی)

آسمانوں کے دروازے کھلنے کا مطلب یہ ہے کہ متواتر رحمت نازل ہوتی ہے ،دعائیں قبول ہوتی ہیں اوراعمال صالحہ آسمانوں پر چڑھتے ہیں دوزخ کے دروازے بند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روزے دار برے کاموں سے باز رہتے ہیں اور صغیرہ گناہ بخشے جاتے ہیں ، سرکش شیطانوں کے طوق کا مطلب یہ ہے کہ شیطان بہکانے سے روک دیئے جاتے ہیں اور لوگ ان کے وسوسوں سے محفوظ رہتے ہیں اور جو فرمایا کہ اس میں لیلۃ القدر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ عشرۂ آخرہ میں ایک رات ہوتی ہے، محروم رہنے کا مطلب یہ ہے کہ بہت بڑی چیز اور بہت بڑی نیکی سے محروم

رہا اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اس رات کی محرومی پورے سال کے نیک کاموں سے محرومی کا سبب ہوتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شعبان کی آخری تاریخ میں نبی کریم ﷺ نے خطبہ فرمایا: اس خطبہ میں حضور ﷺ نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔اے لوگو تم پر ایک عظیم الشان مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے ، یہ مہینہ بہت بابرکت ہے،اس میں ایک رات ایسی ہے جس میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کردیئے ہیں اور رات کے قیام کو اس مہینے میں نفل مقرر کیا ہے۔جو شخص اس مہینے میں کوئی نیک اور بھلا کام کرے تو اس کو ایسا ثواب ہوتا ہے جیسے اور مہینوں میں فرض کا ثواب اور جو کوئی اس مہینے میں فرض بجالائے تو اس کا ایسا ثواب ہوتا ہے جیسے اور مہینوں میں ستر فرض کا ثواب۔لوگو! یہ مہینہ صبر اور ضبط نفس کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ غم خواری کا ہے اور یہ مہینہ ایسا ہے کہ اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔جس شخص نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو روزہ کھلوایا اور اس کو سیر کیا تو یہ فعل اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا موجب ہوتا ہے اور روزہ کھلوانے والے کو بھی روزے دار کے برابر ثواب ملتا ہے اور روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ اس بات کو سن کر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم سب تو اس قابل نہیں ہیں کہ کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائیں اور اس کو سیر کرسکیں اور اس کو کھانا کھلواسکیں اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو ثواب میں نے بیان کیا ہے یہ اس شخص کو بھی ملے گا جو صرف دودھ کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ کھلوادے اور جو شخص کسی کا روزہ کھلوا کر اس کا پیٹ بھر کر کھانا بھی کھلادے تو اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے سیراب کرے گا۔میرے حوض کے پانی کا یہ اثر ہوگا کہ

جب تک جنت میں داخل نہ ہوجائے اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ یہ مہینہ ایسا ہے کہ اس کی ابتدا میں رحمت ہے اوراس کے درمیانی دنوں میں مغفرت اور بخشش ہے اوراس کے آخری حصے میں دوزخ سے آزادی ہے اور جو شخص اس مہینہ میں اپنے ماتحتوں سے کام لینے میں تخفیف اور آسانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اوراس کو دوزخ سے آزاد کردے گا اور دو باتیں ایسی ہیں جن سے تم کو بھی کوئی چارہ نہیں ہے اورتم ان سے بے پروائی نہیں برت سکتے۔ وہ دو باتیں جن سے تم اللہ تعالیٰ کو خوش کروگے وہ تو یہ ہیں کہ اس مہینے میں بکثرت کلمہ شہادت اور استغفار پڑھا کرو اور وہ دو باتیں جو تمہارے لئے بہت ضروری ہیں وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کیا کرو اور دوزخ سے پناہ مانگا کرو۔ (بیہقی، منذری)

روزے فرض اور شب بیداری مستحب ہے

جس رات کا ذکر فرمایا ہے اس سے مراد شب قدر ہے۔ روزے فرض اور شب بیداری مستحب ہے ہوسکتا ہے کہ تراویح کی جانب اشارہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ تراویح سنت مؤکدہ رکھی، تراویح کا تارک خیر سے محروم رہے گا اور قیامت میں عتاب اور ملامت کا مستحق سمجھا جائے گا کھانے پینے کے ترک سے جو تکلیف ہوتی ہے اس کی وجہ سے اس مہینے کو صبر کا مہینہ فرمایا۔ غم خواری سے مراد یہ ہے کہ اس مہینے میں فقرا کی خبر گیری کرنی چاہئے۔ مومن کے رزق کی زیادتی سے مراد یہ ہے کہ مومن خواہ غنی ہو یا فقیر ہو رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہ بڑھایا جانا حسًّا ہو یا معنوی طور پر ہو روزے دار کا روزہ کھلوانا بشرطیکہ کسب حلال سے ہو۔ جنت میں داخل ہونے تک کا مطلب یہ ہے کہ میدان حشر میں حوض کوثر کے پانی پینے کے بعد پیاس نہ لگے گی اور جنت میں جانے کے بعد پیاس کی تکلیف ہی نہ ہوگی جیسا کہ ارشاد ہے: وانک لا تظما فیھا

اور پیاس نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پیاس کی خواہش ہی نہیں ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ جنت میں پیاس کی تکلیف نہ ہوگی جب پیاس معلوم ہوگی اسی وقت پانی، شہد، دودھ وغیرہ حاضر کردیا جائے گا۔ ابتدائی مہینے میں رحمت کا یہ مطلب ہے کہ عام رحمت اترتی ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو روزے اور عبادت کی توفیق میسر ہوتی ہے، مملوک کا ترجمہ ہم نے ماتحت کردیا کیونکہ اس دیار میں مملوک نہیں پایا جاتا، ماتحت کا لفظ عام ہے بیوی اور ملازم سب شامل ہیں مطلب یہ کہ ان کو روزہ دار سمجھ کر ان سے مشقت کم لی جائے، کلمہ شہادت سے مراد اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہے۔ بیہقی کی روایت میں الفاظ کم ہیں اور منذری میں زیادہ ہیں اس لئے ہم نے دونوں روایتوں کو جمع کردیا ہے۔

جنت کی سجاوٹ

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جنت شروع سال سے آخر سال تک بناؤ سنگھار کرتی رہتی ہے یعنی پورے سال آراستہ ہوتی ہے۔ جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس سے جنت کے درختوں کے پتے ہلنے لگتے ہیں اوران میں سے ایک عجیب آواز پیدا ہوتی ہے اور وہ ہوا حوران بہشتی میں ایک سرور اور ایک خاص قسم کی کیفیت کردیتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہیں، اے اللہ! اپنے نیک بندوں کی ہم کو بیویاں بنادے تاکہ ہم ان سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں اور وہ ہم سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔ (بیہقی)

نیک مردوں سے مراد وہی لوگ ہوسکتے ہیں جو روزے دار ہوں، ہوا ان میں خاوندوں کی خواہش پیدا کردیتی ہے اور اس لئے وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت رمضان کی آخری شب میں بخش دی جاتی ہے اور

ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول ﷺ! کیا یہ لیلۃ القدر کو ہوتا ہے،آپ نے فرمایا نہیں بلکہ جب مزدور اپنا کام ختم کر لیتا ہے تو اس کی پوری مزدوری عطا کر دی جاتی ہے۔(احمد)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا روزے اور قرآن دونوں بندوں کی شفاعت کریں گے روزے یعنی رمضان عرض کرے گا میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور خواہشات سے دن میں روک دیا تھا آپ اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر لیجئے اور قرآن عرض کرے گا الٰہی میں نے اس بندے کو رات میں سونے سے روک دیا تھا آپ اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر لیجئے۔یہ دونوں شفاعتیں قبول کر لی جائیں گی۔(بیہقی) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے، یہ دروازہ صرف روزہ داروں کے داخلے کے لئے مخصوص ہے۔(بخاری ومسلم)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے روزے رکھے ایمان کیساتھ اور طلب ثواب کی نیت سے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

ایمان اور طلب ثوا کا مطلب یہ ہے کہ عقائد اسلامیہ پر یقین رکھتا ہو، روزے کی فرضیت کا قائل ہو اور روزے کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سمجھ کر ادا کرے اور خدا تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے۔گناہوں سے مراد عام طور سے صغائر ہیں کیونکہ کبائر کیلئے توبہ شرط ہے اور جن لوگوں نے کبائر اور صغائر کو عام رکھا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ کبائر بالکل تو معاف نہیں ہوتے لیکن ان پر گرفت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔واللہ اعلم۔

فرمایا نبی کریم ﷺ نے ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک ،مگر روزے کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور اس کا ثواب میں ہی عطا کروں گا، روزہ دار میری خوشنودی کے

باعث اپنی خواہش اور اپنا کھانا ترک کرتا ہے۔روزے دار کیلئے دو موقعے خوشی کے ہوتے ہیں ایک افطار کے وقت خوشی حاصل ہوتی ہے اور دوسری خوشی اس کو اپنے پروردگار کی ملاقات کے وقت حاصل ہوتی ہے۔روزے دار کے منہ کی بساند اور بھبک اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ اور بہتر ہے جب تم میں سے کوئی شخص کسی دن کا روزہ رکھے تو اسکو چاہے کہ نہ تو فحش کلامی کرے اور نہ کوئی بیہودہ بات منہ سے نکالے اور اگر کوئی شخص اس روزے دار سے جھگڑا کرے اور اس کو برا کہے تو اس کے جواب میں صرف اتنا کہہ دے کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں۔(بخاری ومسلم)

مطلب یہ کہ یوں تو ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب دس گنا ہوتا ہے اور کبھی خلوص نیت کے باعث ایک ایک نیکی کا ثواب سات سو گناہ کر دیا جاتا ہے اور جس کا ثواب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ کر دیتا ہے: وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ جیسی محنت ویسا ہی ثواب، جتنا خلوص اتنا ہی ثواب لیکن روزے دار کے ثواب کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ یہ عمل صرف میری خوشنودی کے لئے کیا جاتا ہے اور اس میں کسی دکھاوے یا ریا کاری کا احتمال بھی نہیں ہوتا اور روزے دار میری صفات سے متصف ہوتا ہے اور میرے حکم کی تعمیل کرنے کی غرض سے بھوک پیاس کی تکلیف اٹھاتا ہے اس لئے میں خود اس کا ثواب دوں گا اور کسی دوسرے کے سپرد نہیں کروں گا اور اس کے دینے کا کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔دو خوشیوں کا مطلب یہ ہے کہ افطار کے وقت تو عبادت کے پورے ہونے کی خوشی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک روزہ پورا کرایا اور پروردگار کی لقا اور ان کے دیدار کی جو مسرت حاصل ہوگی اس کا کیا ٹھکانا ہے۔یہ لقا خواہ موت کے وقت ہو یا حشر میں یا جنت میں جا کر ہو، روزے دار چونکہ دن بھر کچھ کھاتا پیتا نہیں اس لئے منہ میں ہلکی سی بساند آنے لگتی ہے، اس کی تعریف فرمائی کہ وہ ہم کو مشک سے بھی زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے۔کیونکہ یہ

سب ہمارے حکم کی تعمیل میں ہوتی ہے آخر میں فحش کلامی اور بیہودہ گوئی سے روزے دار کو منع فرمایا کہ ایسے مرتبہ پر پہنچ کر اس قسم کی باتیں روزے دار کی شایان شان نہیں بلکہ کوئی دوسرا تم کو برا بھلا کہے، گالی دے یا لڑنے پر آمادہ ہو جائے تب بھی تم اس کو جواب نہ دو اور اس سے لڑو نہیں بلکہ اتنا کہہ دو کہ میں تو روزے دار ہوں اور روزے کی حرمت کے باعث تم کو کوئی جواب نہیں دے سکتا۔

افطار

۱- نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک کہ لوگ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے اس لئے کہ یہود ونصاریٰ روزہ کھولنے میں تاخیر سے کام لیتے ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

یہود ونصاریٰ افطار میں تاخیر کرنے کے عادی ہیں وہ تاروں کے روشن ہونے کا انتظار کرتے ہیں تم کو اہل باطل کی مخالفت کرنی چاہیئے تاکہ حق نمایاں ہو اور اس کو غلبہ حاصل ہو اور بات بھی یہ ہے کہ جب امت مستحبات اور واجبات وفرائض کی پابندی کرے گی تو دین کا غالب ہونا یقینی ہے۔

۲- نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے وہ بندہ مجھے محبوب ترین ہے جو افطار کرنے والوں میں جلدی کرنے والا ہے۔ (ترمذی)

یعنی جو شخص افطار میں جلدی کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک محبوب تر ہے۔ ۳- نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے سحری کھایا کرو سحری کھانا موجب برکت ہے۔ (بخاری ومسلم)

۴- نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق صرف سحری کا ہے۔ (مسلم)

یعنی وہ سحری نہیں کھاتے اور ہم سحری کھاتے ہیں۔

۵- نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب رات اس طرف بڑھنے لگے اور دن اس طرف پیٹھ پھیر کر چلا جائے اور آفتاب غروب ہو جائے تو روزہ دار روزہ کھول لے۔ (بخاری ومسلم) مدعا یہ ہے کہ مشرق سے رات کی سیاہی بڑھے اور دن مغرب کی جانب بڑھ جائے اور سورج چھپ جائے تو روزہ ختم ہو گیا اور روزہ دار کو افطار کر لینا چاہیئے۔

۶- نبی کریم ﷺ کی عادت یہ تھی کہ آپ ﷺ تازہ اور تر کھجوروں سے روزہ افطار کیا کرتے تھے، تازہ کھجوریں نہ ہوتی تھیں تو خشک کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے، اگر خشک بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پی لیتے تھے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

۷- نبی کریم ﷺ جب افطار فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے: ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرِ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ مشقت تو روزہ دار کی ختم ہوگئی اور ثواب نامہ اعمال میں لکھا رہ گیا گویا عبادت کی مشقت ثواب کے مقابلے میں عارضی ہے۔

۸- نبی کریم ﷺ جب افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

مطلب یہ کہ روزہ تیرے حکم کی تعمیل کے لئے رکھا تھا اور اب تیرے ہی عطا کردہ رزق سے افطار کر لیا۔

۹- نبی کریم ﷺ نے فرمایا دن کے روزے کیلئے سحری کے کھانے سے تقویت حاصل کرو اور قیلولہ سے رات کی عبادت کیلئے قوت حاصل کرو۔ (ابن ماجہ، حاکم، طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ سحری کھان سے روزے میں مدد ملتی ہے اس لئے سحری کھانی چاہیئے اور دوپہر کو تھوڑی دیر سو رہنے سے رات کو تہجد ادا کرنے میں مدد ملتی ہے اس لئے دوپہر کو قیلولہ کر لیا کرو۔ ۱۰- نبی کریم ﷺ نے فرمایا سحری کا کھانا موجب برکت ہے لہٰذا سحری کے وقت کھانا ترک نہ کیا کرو اگرچہ تم میں سے کوئی شخص سحری کے وقت

پانی ہی پی لیا کرے۔ بلا شبہ سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ (ابن حبان، طبرانی، ابونعیم)

مطلب یہ ہے کہ سحری کے وقت کچھ نہ کچھ کھائے اور کچھ نہ ہو تو دو تین گھونٹ پانی ہی کے پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا درود یہ کہ رحمت بھیجے اور فرشتوں کا درود یہ کہ سحری کھانے والوں کے لئے استغفار کریں۔

جن سے روزہ کو نقصان پہنچتا ہے

۱- نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جھوٹی باتیں ترک نہ کرے اور باطل وبیہودہ کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں کہ یہ اپنا کھانا پینا ترک کرے۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ جو روزے دار روزے میں جھوٹی اور بیہودہ باتیں کرتا ہے اور خلاف شریعت کام کرتا ہے تو خدائے تعالیٰ کو ایسے نالائق بندے کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔ جھوٹ، غیبت، بہتان، گالیاں دینا کسی کا مذاق اڑانا یہ سب باتیں روزہ کو نقصان پہنچانے والی ہیں ان سے اجتناب لازم ہے۔

۲- نبی کریم ﷺ کو کبھی جنابت کی حالت میں صبح ہو جاتی تھی اور یہ جنابت بھی بغیر احتلام کے ہوتی تھی لیکن آپ صبح کے بعد غسل کرلیا کرتے تھے اور روزہ رکھتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

مطلب یہ ہے کہ جنابت روزے کی نیت اور روزے کو شروع کرنے کے منافی نہیں اور جب وہ جنابت جو بیوی کی ہمبستری سے ہو وہ روزہ شروع کرنے کے منافی نہیں تو احتلام اور بدخوابی سے جو جنابت ہو وہ بالا ولی منافی نہ ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ

جنابت کی حالت روزہ شروع کردینے کے منافی نہیں بلکہ صبح صادق کے بعد غسل کیا جاسکتا ہے۔ ۳- نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور آپ ﷺ روزہ رکھے ہوئے تھے۔ (بخاری ومسلم)

پچھنے لگوانا بعض امراض دموی میں گرم ملک کے باشندوں کیلئے مفید ہوتا ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پچھنے لگوانا روزے اور احرام کے منافی نہیں، پچھنا بھری ہوئی سینگی کو کہتے ہیں، گرم ملکوں میں دستور ہے کہ استرے سے گود کر سینگی سے خون کھینچ لیتے ہیں۔ ۴- نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص روزے دار ہو اور وہ روزے کو بھول جائے پھر وہ کچھ کھالے یا پی لے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنا روزہ پورا کرے۔ یہ کھانا پینا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اس نے کھلوایا اور پلوایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

مطلب یہ ہے کہ روزے میں بھول کر کچھ کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، یہ بھول میں کھانا پینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

۵- نبی کریم ﷺ نے فرمایا روزے میں اگر کسی شخص کو خود بخود قے ہو جائے تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے اور جس شخص نے قصداً قے کی تو اس کو چاہئے کہ روزے کی قضا رکھے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

۶- ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں رمضان میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے مباشرت کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی اور دوسرے شخص نے اس بات کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے منع فرمادیا۔ جس کو اجازت دی وہ بوڑھا آدمی تھا اور جس کو منع فرمایا وہ جوان شخص تھا۔ (ابوداؤد)

مباشرت کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیوی سے بوس وکنار کرنا، اس کے ساتھ لپٹنا وغیرہ، جوان آدمی کے لئے خطرہ ہے اس کو منع فرمایا اور بوڑھے کے لئے یہ خطرہ نہیں

ہے کہ وہ کسی اور بات میں مبتلا ہوجائے گا اس لئے اس کو مباشرت کی اجازت عطا فرمادی۔ ۷- نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کسی شخص نے بغیر کسی رخصت اور بغیر کسی مرض کے رمضان کے مہینے کا ایک روزہ قصداً چھوڑ دیا تو تمام عمر کے روزے رکھنا بھی اس ایک روزے کا بدلہ نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ وہ روزے رکھتا رہے۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی اور بخاری)

مطلب یہ ہے کہ رمضان کا قصداً ایک روزہ بغیر کسی شرعی عذر کے چھوڑ دینا ایسا نقصان ہے کہ تمام عمر کے روزے بھی اس نقصان اور کمی کو پورا نہیں کرسکتے۔

۸- نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بہت سے روزے رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کا روزہ سوائے پیاسا مرنے کے کچھ اور نہیں اور رات کی عبادات اور جاگنا سوائے بے خوابی کے اور کچھ نہیں۔ (دارمی) مطلب یہ ہے کہ ان کے روزے بے کار ہیں روزہ کھنا شخص پیاس اور رات کا جاگنا صرف بے خوابی اور جاگنا ہے چونکہ یہ روزے کے تمام آداب بجا نہیں لاتا اس لئے ثواب سے محروم رہتا ہے گویا یوں سمجھنا چاہئے کہ روزہ نہیں بلکہ پیاسا رہتا ہے اور رات کی عبادت نہیں محض جاگنا ہے۔

۹- لقیط رضی اللہ عنہ بن صبرہ کہتے ہیں میں نے دربار رسالت ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے وضو کے متعلق کچھ بتایئے۔ سرکار رسالت ﷺ نے فرمایا وضو کو پوری طرح کیا کر اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کر اور ناک میں خوب پانی دیا کر مگر یہ کہ تو روزے سے ہو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی) مطلب یہ ہے کہ اعضا وضو کو اچھی طرح تر کر کہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے، انگلیوں کے درمیان کا حصہ خشک نہ رہ جائے اور ناک میں خوب پانی چڑھایا کر مگر جب کہ تو روزے سے ہو تو روزے کی حالت میں پانی چڑھانے میں مبالغہ نہ کر مبادا دماغ میں پانی چڑھ کر حلق میں اتر جائے۔ ۱۰- ایک شخص نے دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ہلاک

وتباہ ہوگیا۔ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا تجھ کو کیا ہوا۔ اس شخص نے عرض کیا میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے مل گیا اور اپنی گھر والی سے جماع کرلیا۔ سرکار رسالت ﷺ نے فرمایا کیا تو ایک غلام آزاد کرسکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا تو متواتر مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کیا پے در پے روزوں کی مجھ میں طاقت نہیں ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلاسکتا ہے؟ اس نے اس سے بھی انکار کیا تب سرکا ﷺ نے اس کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور سرکار نے کچھ دیر توقف فرمایا۔ تھوڑی دیر میں ایک بہت بڑے تھیلے میں کھجوریں بھری ہوئی آپ ﷺ کی خدمت میں لائی گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ سائل کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ کھجوریں اٹھا اور ان کو صدقہ کردے۔ اس نے عرض کیا یہ کھجوریں ایسے شخص پر صدقہ کروں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو خدا کی قسم مدینے کی دونوں پہاڑیوں کے مابین مجھ سے زیادہ کوئی گھر ایسا محتاج نہیں ہے جس کے گھر والے مجھ سے زیادہ محتاج ہوں، یہ سن کر نبی کریم ﷺ کو ہنسی آگئی یہاں تک کہ آپ کے ہنسنے سے آپ ﷺ کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں اور آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اہل وعیال کو کھلادے۔ (بخاری ومسلم)

مدعا یہ ہے کہ روزہ توڑنے والے کا کفارہ خواہ وہ کھانے پینے سے توڑے یا جماع سے توڑے یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے، غلام آزاد کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو پے درپے ساتھ روزہ رکھے، اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مساکین کو دو وقت کھانا کھلائے یہی آنحضرت ﷺ نے اس کو بتایا لیکن غربت اور ضعف کے باعث وہ کسی پر بھی عمل نہیں کرسکا تب آپ ﷺ نے اس کو بٹھالیا کہ کہیں سے کچھ آئے تو اس کو دے دوں اتفاقاً ایک مکمل یعنی کھجور کے پتوں کا بنا ہوا ایک بڑا تھیلا کھجوروں سے

بھرا ہوا آ گیا، آپ ﷺ نے اس کو دے دیا کہ لے جا اور اپنے روزے کا کفارہ ادا کردے مگر اس نے عرض کیا کہ مدینہ میں سب سے زیادہ محتاج تو میرا گھرانا ہے اب میں کس کو دوں اور کس پر خیرات کروں، آپ ﷺ نے اس پر ہنس کر فرمایا جا تو ہی اپنے اہل پر تقسیم کردے۔ بعض علماء اب بھی اس کو جائز کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ روزہ توڑنے کا کفارہ جب ہی ادا ہوگا جب ان تین کاموں میں سے کوئی کام انجام دیا جائے قصداً روزہ توڑنے کا کفارہ بھی وہی ہے جو ظہار کا کفارہ ہے اور جس کا ذکر سورہ مجادلہ میں ہے۔ حدیث میں عرض کا لفظ ہے جس کی تفسیر مکمل کے ساتھ کی گئی ہے۔ میں نے مکمل کا ترجمہ تھیلا کردیا ہے اس میں تقریباً پچاس ساٹھ سیر تک کھجوریں آجاتی ہیں۔ ۱۱- فرمایا نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے مسافر پر سے آدھی نماز اور روزہ موقوف کردیا اور دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت پر سے بھی روزے کو موقوف رکھا گیا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ مسافر پر تو ظہر، عصر اور عشاء کے چار فرض میں صرف دو رکعت رکھے گئے ہیں۔ اور روزے میں رخصت دی گئی ہے اگر نہ رکھے تو قضا کرے، اسی طرح دودھ پلانے والی اور حاملہ کو اگر بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو بھی روزے قضا کرسکتی ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ مسافر پر دو ہی رکعتیں فرض تھیں چار فرض کو دو نہیں کیا گیا بلکہ اس پر فرض ہی دو ہیں اس کی رعایت سے ہم نے خلاصہ میں مطلب بیان کیا ہے۔

رمضان میں قیام

۱- ایک دفعہ رمضان کے چاند میں لوگوں کو شک ہوا اور یہ بات طے ہوئی کہ کل روزہ رکھا جائے اتفاقاً ایک بدوی پہاڑی علاقہ سے جس کا نام حرہ ہے آ گیا، اس نے

اس امر کی گواہی دی کہ میں نے شام کو چاند دیکھا ہے چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ اس نے جواب میں عرض کیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ ﷺ کی رسالت پر اعتقاد رکھتا ہوں، پھر اس نے چاند دیکھنے کی گواہی دی آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں اعلان کردیا اور لوگوں میں پکار دیا کہ لوگ قیام کریں اور روزہ رکھیں۔ (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ رمضان کا چاند نہیں دیکھا گیا لوگوں نے یہ ارادہ کرلیا کہ کل روزہ نہ رکھا جائے مگر اتفاقاً ایک اعرابی نے آکر کہا میں نے شام کو چاند دیکھا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا مسلمان ہونا معلوم کیا اور جب معلوم ہو گیا کہ وہ مسلمان ہے تو بلال رضی اللہ عنہ سے قیام وصیام کا اعلان کرادیا اور رمضان کیلئے ایک ہی مسلمان کی شہادت پر روزے اور رات کے قیام کا حکم دے دیا۔ حرہ ایک کوہستانی علاقہ کا نام ہے جو مدینہ کے قریب ہے۔

۲- نبی کریم ﷺ رمضان میں گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ مسجد کے ایک کونے میں کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا یہ کچھ لوگ ہیں جن کو قرآن یاد نہیں ہے، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ لوگ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا لوگ صحیح راہ کو پہنچے اور انہوں نے اچھا کام کیا۔ (ابوداؤد)

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث قوی نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رات کو رمضان میں سرکار ﷺ باہر تشریف لائے تو دیکھا کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں حضور ﷺ کے

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کو تراویح پڑھنے کی قدر قرآن یاد نہیں ہے اس لئے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوگئے ہیں۔ اور تراویح ادا کر رہے ہیں اس پر سرکار رسالت ﷺ نے ان کی تصویب فرمائی اور ان کے فعل کو اچھا فرمایا۔

۳-نبی کریم ﷺ نے مسجد کے ایک حصہ میں بوریئے کا حجرہ بنایا اور آپ ﷺ رمضان کی راتوں میں اس حجرے کے اندر نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس لوگ جمع ہوگئے پھر ایک رات آپ ﷺ کی آواز نہ آئی لوگوں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ استراحت فرما رہے ہیں اور آپ کو نیند آگئی ہے لوگوں نے کھانسنا اور کھنکارنا شروع کر دیا تاکہ آپ ﷺ حجرے سے باہر تشریف لائیں، آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جو تراویح کا شوق تم میں دیکھا تم عبادت کے شوق پر ہمیشہ اسی طرح قائم رہو یہاں تک کہ مجھ کو یہ اندیشہ ہوگیا کہ کہیں تم پر تراویح فرض نہ ہو جئے اور اگر تم پر رمضان کی تراویح فرض ہوجاتی ہے تو تم اس کو پورا نہ کر سکتے۔ لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو بلاشبہ آدمی کی بہترین اور افضل وہی نماز ہے جو وہ گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے چند دن لوگوں کو تراویح پڑھائی پھر آپ ﷺ ایک دن تشریف نہ لائے۔ لوگوں کی خواہش ہوئی کہ آج بھی تراویح پڑھائیں، جب لوگوں نے کہنا سننا شروع کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا شوق تو مجھ کو پسند آیا مگر مجھ کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں فرض نہ کر دی جائے اور اگر فرض ہوجاتی تو تم اس کو ادا نہ کر سکتے اسلئے اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو اور یہ جو فرمایا کہ سوائے فرض نماز کے باقی نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض تو مسجد ہی میں پڑھنے افضل ہیں باقی سنت ونوافل گھر میں ادا کرنا اولی ہے۔ کھجور کے تنکوں کا مقصد یہ ہے کہ اعتکاف کیلئے حضور ﷺ نے مسجد میں ایک علیحدہ جگہ بنائی تاکہ اس میں بیٹھ کر اعتکاف ادا کریں۔

۴-ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رمضان میں حضور ﷺ کے ساتھ روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے کسی دن ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا اور ہم کو تراویح نہیں پڑھائی یہاں تک کہ جب رمضان کے سات دن باقی رہ گئے تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام فرمایا یعنی تیسویں رات کو تراویح پڑھائی یہاں تک کہ تیسرا حصہ رات کا گزر گیا پھر جب چوبیسویں ہوئی تو آپ ﷺ نے قیام نہیں فرمایا پھر جب پچیسویں رات ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے قیام فرمایا اور ہم کو تراویح پڑھائی یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی، میں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کاش آپ ﷺ اور زیادہ نماز پڑھاتے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ امام فارغ ہوجاتا ہے تو اس شخص کے لئے تمام رات کا قیام شمار کیا جاتا ہے پھر جب چھبیسویں رات ہوئی آپ ﷺ نے قیام نہیں فرمایا یہاں تک کہ ایک ثلث رات باقی رہ گئی پھر جب رمضان کی تین راتیں باقی رہ گئی اور ستائیسویں شب ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے اہل کو اور اپنی عورتوں کو اور لوگوں کو جمع کیا اور ہم کو تراویح پڑھائی یہاں تک کہ ہم کو اندیشہ ہوگیا کہ کہیں سحری کا وقت فوت نہ ہو جائے پھر باقی دنوں میں آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ سوائے عشاء کے فرضوں کے اور کوئی نماز باجماعت نہیں ادا فرمائی اور قیام نہیں کیا البتہ عشرہ آخر میں تین دن تک تراویح باجماعت پڑھائی۔ ایک دن رات کے تیسرے حصے تک اور دوسری رات کو نصف رات تک۔ اور تیسری رات میں صبح صادق سے ذرا پہلے تک ستائیسویں شب میں زیادہ قیام اور زیادہ اہتمام کیا، شاید اس دن شب قدر رہو۔ پورے مہینے اس لئے نہ پڑھائی ہو کہ شاید فرض ہوجانے کا خطرہ ہو۔

۵-نبی کریم ﷺ کا یہ قاعدہ تھا کہ آپ ﷺ قیام رمضان کیلئے لوگوں کو ترغیب دیا کرتے تھے مگر تاکیدی حکم نہیں فرماتے تھے اور اس طرح ارشاد فرماتے تھے

کہ جو شخص رمضان میں قیام کرے گا اور یہ قیام بھی عقیدے اور ثواب کی امید کیساتھ کرے گا تو اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ پھر نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی اور کام اسی طرح رہا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی کام یوں ہی رہا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی حصے میں بھی کام یوں ہی چلتا رہا۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ لوگ بطور خود مکان میں یا مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے تراویح کی کوئی جماعت مقرر نہ تھی۔

۶-حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رمضان کی راتوں میں سے ایک رات کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کیساتھ مسجد کی جانب نکلا۔ لوگوں کو دیکھا کہ لوگ متفرق ہیں کوئی شخص علیحدہ نماز پڑھ رہا ہے کوئی شخص کسی کی نماز کیساتھ شریک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں ان سب کو ایک قاری پر جمع کردوں تو زیادہ بہتر ہو پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پختہ ارادہ کرلیا اور سب کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کرایا، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر ایک رات کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیساتھ نکلا تو لوگوں کو دیکھا سب ایک قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اچھی بدعت ہے اور وہ نماز جس کو چھوڑ کر تم سو جاتے ہو اور اس سے غفلت برتتے ہو وہ بہتر ہے اس نماز سے جس کو تم کھڑے ہو کر ادا کرتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارادہ اسکے کہنے سے آخر شب تھا اور لوگ تراویح اول شب کے حصے میں پڑھتے تھے۔

(اس کو بخاری نے روایت کیا)

مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مسجد میں الگ الگ نماز تراویح ادا کرتے ہوئے دیکھ کر یہ ارادہ کیا کہ ان کو کسی قاری امام پر جمع کردیں اور وہ جماعت کے ساتھ ان کو تراویح پڑھایا کرے چنانچہ آپ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مقرر کردیا اور لوگ انکے پیچھے تراویح ادا کرنے لگے پھر آپ نے ایک رات کو دیکھ کر فرمایا یہ

اچھی بدعت ہے، بدعت سے مراد یہاں لغوی بدعت ہے اصطلاحی نہیں ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ایسے فعل کو بدعت کس طرح فرماسکتے تھے جو خود نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔ چونکہ لوگ اول شب میں تراویح پڑھا کرتے تھے اسلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تراویح کا پڑھنا پچھلی شب میں افضل ہے جیسا کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

۷-حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھا دیا کریں پھر امام ایسی سورتیں پڑھتا تھا جو سوسو آیتوں سے زیادہ ہوتی تھیں۔ یہاں تک کہ ہم طویل قیام کی وجہ سے لکڑی پر ٹیک لگانے لگے۔ ہم تراویح سے فارغ ہو کر فجر کے قریب لوٹتے تھے اور قاری آٹھ رکعتوں میں سورہ بقرہ پڑھتا تھا اور جب بارہ رکعتوں میں سورہ بقرہ پڑھتا تھا ہم سمجھتے تھے کہ اس نے نماز ہلکی پڑھی۔ (مالک)

مطلب یہ ہے کہ باری باری سے دونوں قاریوں کو پڑھانے کا حکم دیا، پڑھانے والے نماز تراویح کو اتنا طویل کرتے تھے کہ ایک رکعت میں دوسو آیتوں والی سورت پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ صبح کے قریب فارغ ہوتے تھے اور جب بھی امام سورہ بقرہ میں بارہ رکعتیں پڑھاتا تو ہم نماز کو ہلکا سمجھتے تھے اور کبھی ایسا ہوتا تھا کہ پڑھنے والے تھک جاتے تھے تو لکڑی کا سہارا لیتے تھے۔

۸-نبی کریم ﷺ نے فرمایا رمضان ایک مہینہ ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور رات کے قیام کو سنت کیا ہے جو شخص پختہ عقیدے اور ثواب کی امید پر دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے تو گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے جس دن جنا تھا۔ (ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوتا ہے جیسا اس دن پاک وصاف تھا ایسا ہی پاک وصاف ہوجاتا ہے۔

۹-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ تئیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔(مالک) یعنی رمضان میں بیس رکعتیں تراویح کی اور تین وتر کی۔

اعتکاف

۱-نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی پھر آپ ﷺ کے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ ﷺ کے بعد اعتکاف کرتی رہیں۔(بخاری ومسلم)

یعنی آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا بھی یہی طریقہ رہا کہ یہ بیویاں آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتی تھیں۔

۲-نبی کریم ﷺ نفع پہنچانے اور بھلائی کرنے میں بہت سخی تھے اور آپ ﷺ کی یہ سخاوت رمضان میں بہت نمایاں ہوتی تھی۔حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان کی ہر شب ملاقات کرتے تھے۔اور نبی کریم ﷺ کو قرآن سناتے تھے اور جس وقت آپ ﷺ سے جبرئیل علیہ السلام ملاقات کرتے تھے اس وقت آپ ﷺ کی سخاوت مثال تیز ہوا کی طرح ہوتی تھی۔(بخاری ومسلم)

مطلب یہ ہے کہ یوں تو نبی کریم ﷺ ہر موقع پر سخاوت کرتے تھے اور آپ ﷺ بہت سخی تھے لیکن ماہ رمضان میں یہ کیفیت بہت زیادہ ہوجاتی تھی اور بالخصوص جب آپ ﷺ کی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی۔اس وقت تو آپ ﷺ کی سخاوت کا یہ حال ہوتا تھا جیسے تیز آندھی ہے یعنی مسلسل یعنی متواتر ہے۔

۳-نبی کریم ﷺ کو یوں تو ہر سال جبرئیل علیہ السلام قرآن سنایا کرتے تھے لیکن جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے دو مرتبہ قرآن سنایا اور آپ ہر سال رمضان میں دس روز اعتکاف کیا کرتے تھے لیکن جس سال آپ ﷺ کی

وفات ہوئی اس سال آپ ﷺ نے رمضان میں بیس دن کا اعتکاف کیا۔(بخاری) یعنی وفات کے سال میں ان امور کو دوہرا کردیا۔

قرآن سنانے کا مطلب یہ ہے کبھی جبرئیل علیہ السلام پڑھتے حضور ﷺ سنتے اور کبھی حضور ﷺ پڑھتے اور جبرئیل علیہ السلام سنتے۔

۴-حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے اور اپنا سر میری طرف کردیا کرتے تھے تو میں آپ ﷺ کے سر میں کنگھی کردیا کرتی تھی اور آپ ﷺ گھر میں تشریف نہ لاتے تھے مگر کسی انسانی ضرورت سے۔(بخاری ومسلم) اعتکاف کی حالت میں کنگھی کرنا جائز ہے اور اگر کوئی عضو اپنا معتکف مسجد سے باہر نکال دے تو اعتکاف باطل نہیں ہوتا انسانی ضرورت سے مراد رفع حاجت وغیرہ ہے۔۵-نبی کریم ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو صبح کی نماز پڑھ کر اپنے معتکف میں تشریف لے جاتے۔(ابوداؤد، ابن ماجہ)

معتکف وہی بوریئے کا حجرہ ہے، یعنی لوگوں سے علیحدہ ہوجاتے تھے۔

۶-حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں معتکف کے لئے سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ نہ تو بیمار کی عیادت کرے اور نہ جنازے کے ساتھ جائے اور نہ اپنی عورت کے ساتھ صحبت کرے اور نہ مباشرت کرے اور نہ سوائے کسی ضرورت حاجت کے مسجد سے باہر نکلے اور اعتکاف نہیں ہوتا مگر روزے کے ساتھ اور اعتکاف نہیں ہوتا مگر اس مسجد میں جہاں جماعت ہوتی ہے۔(ابوداؤد) صحبت سے مراد عورت سے جماعت کرنا اور مباشرت سے مراد ہے بوس وکنار وغیرہ، یہ باتیں اعتکاف میں حرام ہیں البتہ کھانا پینا سونا تجارت کرنا مبیع کو مسجد میں بغیر رکھے ہوئے ،معتکف کو یہ باتیں مسجد میں جائز ہیں۔ ۷-نبی کریم ﷺ جب اعتکاف کرتے تو آپ کا بستر امسجد میں بھیج دیا جاتا، آپ کی چارپائی ستون توبہ کے پیچھے یا آگے بچھادی جاتی تھی۔(ابن ماجہ)

ستون توبہ مسجد نبوی ﷺ کا وہ ستون ہے جس سے ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو باندھ لیا تھا اور غزوہ تبوک سے رہ جانے کی توبہ ان کے لئے نازل ہوئی تھی اس کا نام ستون توبہ لوگوں نے رکھ دیا تھا۔

۸- نبی کریم ﷺ نے فرمایا معتکف تمام گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور وہ گناہوں سے روک دیا جاتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اس شخص کی طرح لکھی جاتی ہیں جیسے تمام نیکیاں کرنے والے کے لئے لکھی جاتی ہیں۔ (ابن ماجہ) مطلب یہ کہ جس طرح ہر قسم کی نیکی کرنے والے کو اجر ملتا ہے اتنا ہی اجر معتکف کو ملتا ہے۔

۹- نبی کریم ﷺ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہوتا تھا تو آپ ﷺ کمر کس لیا کرتے تھے اور اپنی رات کو زندہ رکھتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

کمر کسنے کا مطلب یہ ہے کہ پوری طرح مستعد ہو جاتے تھے رات کو زندہ رکھتے یعنی رات کو عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو جگایا کرتے تھے تاکہ وہ بھی عبادت کریں۔ ۱۰- نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں جتنی کوشش اور عبادت میں سعی کیا کرتے اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں اتنی کوشش نہیں فرماتے تھے۔ (مسلم) مطلب یہ کہ آخری عشرے میں عبادت کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر میں غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک باری تعالیٰ کی تجلی ہوتی ہے اور اس رات فرشتے اور روح، صلحا اور عبادت گزار لوگوں سے ملاقات کے لئے نازل ہوتے ہیں اور اس رات میں نزول قرآن ہوا ہے اور اسی رات میں ملائکہ کی پیدائش ہوئی ہے اور اسی رات میں آدم علیہ السلام کی پیدائش کا مادہ جمع ہوا اور جنت کے درخت لگائے گئے اور اس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور بکثرت عطا ہوتا ہے۔

۱- نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم شب قدر کو رمضان کے آخری دہائے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری)

۲- نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم شب قدر کو آخری عشرے میں تلاش کرو وہ رات طاق ہے اکیسویں شب، تیئیسویں شب، پچیسویں یا ستائیسویں شب یا انتیسویں شب، آخری راتوں میں جو شخص اس رات میں پختہ عقیدے اور ثواب کی امید کے ساتھ عبادت کرتا ہے تو اس کے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (طبرانی)

۳- اصحاب نبی کریم ﷺ کو لیلۃ القدر خواب میں آخری عشرے کی ساتویں رات یعنی ستائیسویں شب دکھائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کے خواب آخری عشرے کی ساتویں رات کے لئے جمع ہو گئے ہیں جو کوئی تلاش کرے تو اسکو چاہئے عشرے کے اواخر کی ساتویں رات میں تلاش کرے۔ (بخاری ومسلم)

۴- بلا شبہ نبی کریم ﷺ نے اعتکاف کیا رمضان کے پہلے دہائے میں پھر اعتکاف کیا درمیانی دہائے میں پھر اعتکاف کیا آخری دہائے میں یہ اعتکاف آپ ﷺ نے ایک قبہ ترکی میں کیا پھر آپ ﷺ نے قبہ میں سے اپنا سر نکال کر فرمایا میں نے پہلے دہائے میں اعتکاف کیا پھر مجھے شب قدر عطا کی گئی اور مجھ کو بتایا گیا وہ آخری دہائے میں ہے اب جو کوئی میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہئے وہ آخری عشرے میں میرے ساتھ اعتکاف کرے مجھے شب قدر خواب میں بتا دی گئی تھی پھر میں بھلا دیا گیا اور بلاشبہ مجھے یہ بات دکھائی گئی کہ میں اس رات کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں لہٰذا تم اس رات کو عشرہ اواخر میں تلاش کرو اور طاق راتوں میں تلاش کرو پھر اتفاقاً صبح کو بارش ہوگئی اور چونکہ مسجد کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی وہ ٹپک گئی اور میری آنکھوں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی پیشانی پر مٹی اور پانی کا اثر تھا یہ اکیسویں شب کی صبح کا واقعہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

قبہ ترکی ایک چھوٹا سا خیمہ ہوتا ہے جونمدے کا بنایا جاتا تھا اور غالباً یہ صنعت ترکی کی ہوگی اس لئے اس کو قبۂ ترکی کہا۔ فارسی میں اس کو خرگاہ کہتے ہیں غالباً شب قدر کی تلاش کے لئے ہر دہائے میں اعتکاف کیا پھر آپ کو بتایا گیا کہ وہ شب قدر عشرہ اواخر میں ہے تب آپ ﷺ نے آخر دہائے میں اعتکاف کا لوگوں میں اعلان کردیا، یہ بتایا جانا فرشتہ کے واسطے سے ہوا، پھر خوابمیں شب قدر کی تعین کردی گئی لیکن بعض آدمیوں کے باہمی جھگڑے کی وجہ سے آپ ﷺ بھول گئے۔ خواب میں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ آپ ﷺ شب قدر کی صبح کو کیچڑ میں سجدہ کریں گے چنانچہ راوی نے کہا اتفاقاً رات کو بارش کی وجہ سے مسجد پٹک گئی اور آپ ﷺ کی پیشانی پر کیچڑ کا اثر دیکھا اور یہ صبح اکیسویں شب کی تھی، ہوسکتا ہے۔ اس سال شب قدر اکیسویں شب کو ہوئی ہو کیونکہ ہر سال پانچ راتوں میں سے کسی ایک رات کو ہوتی ہے۔

۵- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بتایئے کہ مجھے شب قدر معلوم ہوجائے تو میں کیا پڑھا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفُوَ فَاعْفُ عَنِّیْ. (ابن ماجہ وترمذی)

مطلب یہ ہے کہ شب قدر میں پڑھنے کی دعا بتائی۔ ٦- نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ لیلۃ القدر کی حالت کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ (ابوداؤد) کسی نے پوچھا ہوگا کہ لیلۃ القدر صرف ایک سال ہے یا ہر سال ہوتی ہے، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ہر سال رمضان میں ہوتی ہے۔

۷- رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تاکہ تم کو لیلۃ القدر بتائیں لیکن اتفاق سے دو شخص باہمی جھگڑا کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا میں نکلا تھا کہ تمکو شب قدر سے مطلع کروں لیکن فلاں فلاں شخص جھگڑ رہے تھے اس پر شب قدر اٹھالی گئی اور یہ شاید تمہارے لئے بہتر ہی ہو لہٰذا اب اس شب قدر کو نویں رات اور ساتویں اور

پانچویں رات میں تلاش کرو۔ (بخاری) مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ شب قدر بتانے تشریف لائے تھے سو اتفاق سے دو مسلمان کسی بات پر تو تو میں میں کر رہے تھے اس بنا پر شب قدر کی تاریخ آپ ﷺ بھول گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تو اس لئے نکلا تھا کہ تم کو شب قدر سے آگاہ کردوں لیکن فلاں فلاں شخص آپس میں کسی بات پر جھگڑ رہے تھے چنانچہ وہ بھلا دی گئی اور اس تعیین کو بھلا دینے میں بھی کچھ بہتری ہوگی بہرحال اب تم انتیسویں اور ستائیسویں اور پچیسویں شب میں تلاش کرو۔

۸- نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت میں نازل ہوتے ہیں، جو شخص ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہے خواہ وہ بیٹھا ہو یا کھڑا ہو اس پر بخشش کی دعا کرتے ہیں، پھر جب عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے روبرو ان مسلمانوں پر فخر کرتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اس مزدور کو کیا بدلہ دیا جائے جو اپنی مزدوری پوری کردے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ایسے مزدور کو اس کی پوری پوری مزدوری عطا کردی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے فرشتو! میرے بندوں اور لونڈیوں نے اس فریضہ کو پورا کردیا جو ان پر فرض کیا گیا تھا پھر وہ میری جناب میں روتے گڑگڑاتے حاضر ہوئے اور دعا کرتے ہوئے آئے ہیں اپنی عزت وجلال اور اپنے کرم اور علو مرتبت اور بلندئ مکان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان کی دعا کو قبول کروں گا پھر ارشاد فرماتا ہے لوگو! جاؤ میں نے تمہاری بخشش کردی اور تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ سب لوگ بخشے بخشائے واپس ہوتے ہیں۔ (بیہقی)

خلاصہ یہ کہ شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں اور آپ فرشتوں کے گروہ میں ہوتے ہیں اور ان سب عبادت کرنے والوں کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ جو اس رات میں کھڑے بیٹھے عبادت کرتے ہیں اسی سلسلے میں

آپ نے عید کا ذکر بھی فرمایا کہ عید کے دن اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے روبرو مسلمانوں پر فخر کیا کرتا ہے اور فرشتوں سے دریافت کرتا ہے کہ مزدور جب مزدوری کر چکے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ایسے مزدوروں کو بھرپور مزدوری دی جائے اس کے بعد بخشش عام کا اعلان کیا جاتا ہے اور لوگ بخشے بخشائے گھروں کو واپس آتے ہیں۔

۹- بلاشبہ نبی کریم ﷺ کو آپ ﷺ سے پہلے لوگوں کی عمریں یا جو احوال اللہ تعالیٰ نے چاہے وہ دکھائے گئے پس گویا نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی عمریں کم سمجھیں اور اس بات پر آپ کو حسرت ہوئی کہ میری امت کے اعمال ان لوگوں تک نہیں پہنچ سکیں گے کیونکہ ان کی عمریں طویل اور ان کی عمریں تھوڑیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا کی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (موطا امام مالک)

مطلب یہ ہے کہ پہلی امتوں کی عمریں اور احوال دیکھ کر آپ ﷺ کو اپنی امت کی کم عمری پر حسرت ہوئی کہ میری امت کی عمریں کم ہیں تو ان کے عمل بھی کم ہوں گے تو اس پر لیلۃ القدر عطا ہوئی اور اس کمی کا اندمال کر دیا گیا۔

رمضان المبارک اصلاح وتربیت کا مہینہ

جناب ایس امین الحسن رکن جماعت اسلامی ہند لکھتے ہیں کہ سال میں کئی موسم آتے ہیں۔ محنتی، قدرشناس اور ترقی کے خواہاں لوگ ان موسموں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ایک کسان بارش کے موسم کا منتظر رہتا ہے جیسے ہی ہلکی پھوہار شروع ہوتی ہے اپنی محنت تیز کر دیتا ہے۔ خودرو پودے اکھاڑنے، خاریاں دور کرنے اور زمین کو نرم کرنے میں انتہائی درجہ کی چابکدستی کا مظاہرہ کرتا ہے اور برسات سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ محنت رنگ لاتی ہے اور کھیتی فصل اگاتی ہے۔

اسی طرح ایک طالب علم کے امتحانات کا زمانہ آتا ہے تو اوقات کو منظّم کر لیتا ہے، لایعنی مشغولیات، دوستوں یاروں میں گپ شپ کو ترک کر دیتا ہے، کھیل کود کو لپیٹ کر بالائے طاق رکھ دیتا ہے، قلم وکتابیں جمع کر لیتا ہے، پھر صبح وشام خوب محنت کرتا ہے۔ نتیجہ! کامیاب ہو کر نکلتا ہے۔ اسی طرح ایک تاجر، ایک سیاست داں، ایک سیاح اپنی اپنی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور اپنے سیزنس (موسموں) سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خود اپنے حال پر غور کیجئے، شوال سے جو شادیوں کا سیزن شروع ہوتا ہے تو ذی الحجہ پر جا کر رکتا ہے۔ خواتین پوری منصوبہ بندی کرتی ہیں الگ الگ شادی کیلئے الگ الگ ڈریس کا انتخاب ذہن میں کر لیتی ہیں، قریبی رشتہ دار ہوں تو خریداری شروع ہو جاتی ہے، تحفہ کا بجٹ طے ہو جاتا ہے، اگر ایک ہی دن دو شادیاں ٹکر مار لیں تو انصاف کا تقاضا پورا کرتے ہیں۔ ایک رشتہ دار کے ہاں نکاح کی دعوت اور دوسرے کے ہاں ولیمہ کی دعوت کھانے کا منصوبہ بنا لیا جاتا ہے۔ اسی طرح موسم گرما کی چھٹیوں کے سفر کیلئے موسم سرما سے منصوبہ بندی اور تیاری شروع ہو جاتی ہے۔

آیئے! آج ہم ایک ایسی منصوبہ بندی پر سوچیں جس کی فصل قیمتی، جس کا رزلٹ فتح مندی اور جس کی لذت جاوداں ہو جائے۔

رمضان المبارک ایک عظیم مہینہ ہے، جس میں برکتوں، سعادتوں اور رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ نیکیوں کی دھوم ہوتی ہے تلاوت، عبادت، صدقات وخیرات اور دعاؤں کی کثرت ہوتی ہے۔ پھر طاق راتیں آتی ہیں، پھر آہستہ آہستہ رمضان ختم ہونے لگتا ہے۔ پھر ایک بڑی رات آتی ہے جو رمضان کے رخصت ہونے کی گھنٹی بجا دیتی ہے۔ عید کا دن طلوع ہوا کپڑے اور کھانے کی خوشی میں اس درجہ منہمک کہ مہینہ بھر کا کمایا ہوا سرمایہ لٹنے لگتا ہے، پھر ہم روحانی اور دینی لحاظ سے جہاں تھے وہیں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ بھرنے اور خالی ہونے کا عمل زندگی میں کئی کئی بار ہم

دہراتے ہیں پانے کی منصوبہ بندی اور پانے کے بعد سنبھال کر رکھنے کی فکرمندی اس کیلئے ایک شعوری کوشش کی ضرورت ہے۔

ایک ڈائری اور قلم لے کر کسی ایک رات سونے سے پہلے یا حسب توفیق تہجد کے بعد بیٹھ کر رمضان کی منصوبہ بندی کیجئے۔

یہ اوقات زندگی کی ہمہ ہمی سے فارغ اور ذہنی قوتوں کو یکجا کرنے کے بہترین اوقات ہیں۔ اس منصوبہ بندی کا مقصد یہ ہے کہ پچھلے رمضانوں کی طرح نہیں بلکہ ہمارے لئے یہ رمضان ایک نیا موڑ ثابت ہو،''زندگی میں تبدیلی برائے بہتری'' آئے۔ خدا سے ہم زیادہ قریب ہوں اور انسانوں کا درد ایک مستقل درد بن جائے۔ آخر کار اختتام رمضان پر ہمارا دل گواہی دے کر اس رمضان کا حاصل فلاں فلاں تبدیلیاں ہیں۔ منصوبہ بندی کا ایک ہلکا سا خاکہ پیش خدمت ہے، جس کی حیثیت محض چند رہنما خطوط کی ہے ہر شخص اپنے حالات وضروریات کے لحاظ سے اپنا الگ منصوبہ بنائے۔

خامیاں دور کرنا

انسان خامیوں اور کمزوریوں کو غیر شعوری طور پر پالتا ہے۔ صرف خدا کی ذات کمزوریوں سے مبرا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام انسانوں میں نہایت ہی اعلی اور پاک ہوتے ہیں۔ رہے ہم جیسے عام انسان تو انہیں اسوہ رسول کی روشنی میں بلند ہونے کے لئے اپنی ذات سے کمزوریوں کو دور کرنا ہوگا۔ کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنی کمزوریوں کا ادراک ہونا چاہئے۔ پھر ان کا اقرار ہونا چاہئے۔ ہم اپنی اصلاح کر سکے مگر وہاں اصلاح کا کوئی موقع نہیں ہوگا۔ کمزوریوں کے اقرار کے بعد نشاندہی ہو کہ اس رمضان کے بعد ایسی کمزوری کا صدور ان شاء اللہ

نہیں ہوگا۔ روزہ بعض کمزوریوں کو خود دور کر دیتا ہے، مثلاً گالی، جھگڑا، جھوٹ، دکھاوا وغیرہ، ان کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ''روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو اپنی زبان سے فحش بات نہ نکالے اور نہ شور وہنگامہ کرے اور اگر کوئی اسے گالی گلوچ کرے یا لڑائی کرنے پر آمادہ ہو تو اس روزہ دار کو سوچنا اور یاد کرنا چاہئے کہ میں تو روزہ دار ہوں۔ (بھلا میں کیسے گالی دے سکتا ہوں اور لڑ سکتا ہوں)۔ (بخاری ومسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص (روزہ رکھنے کے باوجود) جھوٹ بات بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہے۔ (بخاری، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اسی طرح ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دکھاوے کیلئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کیلئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کیلئے خیرات دی اس نے شرک کیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ)

ذیل میں بعض عمومی کمزوریوں کی فہرست دی جا رہی ہے اگر کسی کے اندر ان میں سے کچھ کمزوریاں موجود ہوں تو ان کا انتخاب کرے اور انہیں ترک کرنے کی شعوری کوشش کرے۔

(۱) نمازوں کا قضا ہونا
(۲) احسان جتانا
(۳) لغو کاموں میں مصروف ہونا
(۴) غیبت کرنا
(۵) ہم عمر اور ہم جولیوں سے حسد کرنا
(۶) گالی دینا
(۷) مار پیٹ کرنا
(۸) بڑوں سے منہ زوری کرنا
(۹) اسراف کرنا
(۱۰) بخل کرنا
(۱۱) پڑوسیوں سے جھگڑا کرنا
(۱۲) جھوٹ بولنا

(۱۳) دکھاوے کے لئے کام کرنا (۱۴) سستی کاہلی اور ٹال مٹول

(۱۵) دل آزاری (۱۶) بلاوجہ مناظرہ بازی اور تنقید

خوبیوں میں اضافہ

انسان اپنے ذہن سے حسین اور اپنے اعمال سے باوزن ہوتا ہے۔ خوبیاں اس کا روحانی سرمایہ ہوتی ہیں۔ اچھائیوں اور خوبیوں کو اپنانے اور پروان چڑھانے کی کوئی حد متعین نہیں ہوتی۔ خوبیاں اور بھلائیں، اچھی عادتیں اور اخلاق حسنہ کسبی ہیں نہ کہ وہبی، یعنی انسان اپنے ہاتھ سے ان بھلائیوں کو کماتا ہے۔

رمضان دونوں ہاتھوں سے نیکیاں سمیٹنے کا موسم ہے۔ بدقسمت ہے وہ جو موسم بہار پائے اور اپنے دامن کو پھولوں سے خالی رکھے۔

خوبیوں کو اپنانے میں ایک آسان اصول پیش نظر رہے کہ یک لخت کسی بھی نئی خوبی کو پیدا کرنا قدرے مشکل ہوتا ہے البتہ ہمارا میلان ورجحان اور غیر مستقل جس کی عادت ہو، ان بھلائیوں کو پروان چڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مثال کے طور پر: ● ہم نماز پڑھتے ہیں مگر وقت کی پابندی اور خشوع وخضوع کی کمی ہوتی ہے، یا پانچ وقت نماز کے ہم پابند ہیں مگر تہجد کی بھی عادت پڑ جائے تو کیا کہنا۔ رمضان میں ویسے سحری کے لئے اٹھتے ہیں مگر ۲۰ منٹ قبل اٹھنے سے ایک نیکی کو ہم اپنی عادت بنا سکتے ہیں۔

● اسی طرح رمضان میں تلاوت کی کثرت تو ہوتی ہے مگر تھوڑی سی کوشش سے آسان اور رواں سورتوں کو یاد کرلیا جاسکتا ہے۔

● دعائیں جب دل سے نکلتی ہیں اور ان میں سوز گداز پایا جاتا ہے تو ان میں اثر پیدا ہوتا ہے اور دعاؤں میں سوز اور اثر پیدا کرنے کا ایک طریقہ مسنون دعائیں

بھی ہیں، کیا رمضان ایک بہتر موقع فراہم نہیں کرتا کہ زیادہ سے زیادہ مسنون دعائیں حفظ (زبانی یاد) کی جائیں۔ ● لوگوں سے ملنا، دینی موضوعات پر بلا جھجک گفتگو کرنا، تقریر کرنا، درس دینا، نغمہ گوئی، قرأت، مطالعہ کی عادت وغیرہ جیسی خوبیاں قابل رشک تو ضرور ہیں، مگر یہ خوبیاں کسبی ہیں (جو انسان کی اپنی محنت سے پروان چڑھتی ہیں) اس کے لئے رمضان بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔

بعض خوبیاں جن کی منصوبہ بندی پیش نظر ہے، اس طرح ہوسکتی ہیں:

(۱) نمازیں وقت پر پڑھنا (۲) دعائیں یاد کرنا

(۳) قرآنی سورتیں حفظ کرنا (۴) اذکار کی پابندی کرنا

(۵) تقریری صلاحیت کو پروان چڑھانا (۶) دعوتی ملاقاتیں کرنا

(۷) نظم اور اصولوں کی پابندی کرنا

(۸) جماعت کے بیت المال میں رقم جمع کردینا

(۹) مریض رشتہ داروں اور رفقاء کی عیادت کرنا

(۱۰) مطالعہ کی عادت ڈالنا

غریبوں کی صورت حال سے واقفیت

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

انسان انسان کا درد نہ سمجھے تو پھر وہ انسان نہیں۔ انسانوں کی مدد سے خدا ملتا ہے۔ بھوکوں، پیاسوں اور محتاجوں کی خبرگیری کو عظیم نیکی کہا گیا ہے۔

وَمَآ اَدۡرٰکَ مَا الۡعَقَبَةُ. فَکُّ رَقَبَةٍ. اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ مَسۡغَبَةٍ. یَّتِیۡمًا ذَا مَقۡرَبَةٍ. اَوۡ مِسۡکِیۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ. (سورہ البلد:۱۲-۱۶) ''اور تم کیا

جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟ کسی گردن کو غلامی سے چھڑانا یا فاقہ کے دن کسی قریبی یتیم یا خاک نشیں مسکین کو کھانا کھلانا''۔

روزے کی بھوک پیاس کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ غریبوں کی صورتحال سے واقفیت ہو، رمضان کے سلسلہ کی ایک طویل حدیث کے اختتام میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''وشھر المواساۃ'' اور یہ مہینہ سوسائٹی کے غریب اور حاجت مندوں کے ساتھ ہمدردی کا مہینہ ہے۔ مواساۃ ہی کا ایک اظہار افطار کرانا ہے، زکوٰۃ حالانکہ کسی بھی مہینے میں نکالی جاسکتی ہے مگر عموماً رمضان میں زکوٰۃ کی تقسیم ہوتی ہے۔ یہ عمل بھی مواساۃ ہی ہے۔

مواساۃ کے ضمن میں کچھ منصوبہ بندی اس انداز کی ہوسکتی ہے:

(۱) کچھ پرانے جوڑے راہ خدا میں نکالنا (۲) کسی ضرورت مند کے لئے کپڑے کا انتظام کرنا (۳) روزہ داروں کے لئے سحری وافطار کا انتظام کرنا (۴) افطار پارٹی کے انتظام کی ذمہ داری سنبھالنا (۵) حسب استطاعت صدقہ نکالنا (۶) ۳۰/دن تک پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے ہاں افطار کا تحفہ بھیجنا (۷) محتاج اور ضرورت مند ساتھیوں کے حالات دریافت کرنا اور ان کی حتی المقدور مدد کرنا

تحریکی سرگرمیاں

داعی امت کے فرد ہونے کی حیثیت سے ہر مرد اور عورت پر اسلام کی دعوت فرض ہے۔ اس کی منظّم کوشش اور اجتماعی طور پر اس کی انجام دہی کے لئے ہمیں مستقل طور پر متوجہ رہنا ہے۔ رمضان میں دعوت واصلاح کے ضمن میں کئی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں، سوال یہ ہے کہ ان میں ہمارا کیا کردار ہوگا۔

امت قرآن کی عظمت سے غافل ہے، مسلم طلبہ اور نوجوانوں کو یاد دلانے کی ضرورت ہے کہ قرآن مجید کتاب ہدایت ہے، اسے سمجھ کر پڑھنے کی ضرورت ہے۔

زکوٰۃ کا غریبوں اور مسکینوں کے علاوہ دینی سرگرمیوں میں بھی ایک حصہ لگنا چاہئے۔ مگر امت اس کی اہمیت سے بے خبر ہے۔

غیر مسلم حضرات بھی رمضان کی بڑی قدر کرتے ہیں روزہ داروں کا احترام کرتے ہیں، مگر کبھی ہمیں توفیق نہیں ہوتی کہ کچھ غیر مسلموں کو اپنے گھر افطار پر بلائیں، اور مختصر طور پر انہیں بتائیں کہ رمضان، روزہ اور نزول قرآن مجید کے مقاصد کیا ہیں۔ یہ اور اس طرح کی بیسیوں سرگرمیاں انجام دینے کے لئے رمضان ایک سازگار مہینہ ہے۔ تحریکی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کے اجزاء اس طرح ہوسکتے ہیں۔

(۱) ''کیا قرآن کو سمجھ کر پڑھنا ضروری نہیں'' کتابچہ دس طلبہ/رشتہ داروں تک پہنچانا (۲) ''حقیقت روزہ'' یا ''سوچنے کی باتیں'' ۲۵/افراد کو ہدیہ کرنا (۳) درس قرآن کے پروگرام میں ہر رات کچھ ساتھیوں کو ساتھ لے کر جانا (۴) افطار پروگرام کا نظم کرنا (۵) گھر میں محلّہ کی خواتین اور طالبات کے لئے ''مطالعہ قرآن'' کا حلقہ قائم کرنا (۶) ''زکوٰۃ کا اجتماعی نظم'' فولڈر ۵۰/لوگوں تک پہنچانا (۷) محلّہ کے ۴/افراد سے زکوٰۃ فی سبیل اللہ (دینی سرگرمیوں کے لئے) جمع کرنا (۸) اہل خانہ یا قریبی مسجد کے لئے تفہیم القرآن یا دعوۃ القرآن کا سیٹ فراہم کرنا (۹) تفہیم القرآن یا خلاصۂ قرآن پر کوئی اور سی ڈی احباب کو ہدیہ کرنا (۱۰) اسی معارف القرآن اور احادیث کی کتابوں کا مطالعہ کرنا اور انکو ہدیہ میں دینا۔

دعا

آخری بات مگر اہم ترین بات یہ ہے کہ رمضان میں دعا کی قبولیت کے اوقات میسر آتے ہیں جیسے سحری کے وقت، افطار کے وقت، طاق راتیں وغیرہ۔ ان مواقع کو غنیمت جاننا اور ان اوقات میں کثرت سے دعا کا اہتمام کرنا چاہئے۔

دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔دعا عبادت کا مغز ہے۔دعا بندگی کا اظہار ہے۔دعا محتاجی کو دور کرتی ہے۔دعا اپنے آپ کو خدا کی چوکھٹ میں ڈال دینا ہے۔دعا سے سکون وطمانیت ملتی ہے۔دعا ہی سے مشکل کام آسان ہوتے ہیں۔دعا انہونی کو ہونی کردیتی ہے۔دعا دلوں کو جوڑ دیتی ہے۔

دعا خدا کو خوش کردیتی ہے۔دعا سے رقت قلبی پیدا ہوتی ہے۔آہ سحر گاہی کی لذت وکیفیت اور ٹھنڈک اور پراگندہ ذہن کو مرتکز کردیتی ہے۔دعا انبیاء کی سنت ہے۔دعا خدا کی تعلیم ہے۔خدا ہی سے کائنات کی ہر شئی اپنی ضرورت کی طلبگار رہوتی ہے۔دعا سے انسان پوری کائنات سے ہم آہنگ ہوجاتا ہے۔دعا سے بلائیں ٹلتی ہیں۔دعا ذکر ہے۔دعا زندگی ہے۔دعا ہی سے خدا کی مدد ملتی ہے۔تمام شرور سے پناہ ملتی ہے۔دعا سے غم دور اور پریشانیاں ختم ہوجاتی ہیں۔

دعا سے بندہ اپنے تمام معاملات کو خدا کے سپرد کردیتا ہے پھر ہر کام بجالاتا ہے۔دعا سے اندرونی طاقت ملتی ہے۔غم دل (جو کسی کو سنا نہ سکیں) دعا ہی سے ہلکا ہوتا ہے۔الغرض دعا مومن کا ہتھیار ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اس دعا کیلئے کوئی ذہنی تیاری ہم نہیں کرپاتے۔رمضان المبارک میں ہر سحری اور ہر افطار کے وقت دس دس منٹ کی ۶۰ رخصوصی دعائیں ہوسکتی ہیں۔اس کے علاوہ طاق راتیں بھی میسر ہیں۔ایک تجویز پر اس سال عمل کرکے دیکھیں،تھوڑا غور وفکر کرکے ۶۰ رضروریات کو نوٹ کرلیں، ہر سحر ایک مسئلہ پر مفصل دعا اور ہر افطار کے وقت ایک دعا کریں۔

ہماری ضروریات اور حاجات کچھ اس طرح سے ہوسکتی ہیں:

(۱) دین پر چلنے کی توفیق (۲) قرآن سے شغف
(۳) حج بیت اللہ (۴) رزق میں برکت
(۵) غریب رشتہ دار کا دکھڑا (۶) فلاں بیماری سے نجات

(۷) اعضاء کی سلامتی (۸) بڑھاپا
(۹) قبر (۱۰) آخرت
(۱۱) زوجین کے درمیان انتہائی محبت (۱۲) ایک خاص گھر
(۱۳) غصہ دور ہو (۱۴) بگڑے تعلقات کی استواری
(۱۵) ایک سواری چاہئے وغیرہ

کچھ پڑھ سکیں تو پڑھیں

ہمیں رمضان میں زیادہ سے زیادہ عمل کی فکر ہوتی ہے۔معلوم ہونا چاہئے کہ عمل کی بنیاد علم پر ہے۔جو کچھ عوام عمل کرتے ہیں۔اس عمل کے پیچھے روایتوں کا علم ہوتا ہے۔شعوری علم وہ ہے جو انسان خود حاصل کرے۔مرد ہو کہ عورت زندگی کے مختلف مراحل میں اس کام کی بہترین ادائیگی کے لئے مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ اسے تمام پہلوؤں سے معلومات مل جائیں۔مثال کے طور پر حج بیت اللہ سے قبل حج سے متعلق دو چار کتابوں کو پڑھ لینے سے حج کی حکمت، غایت، تاریخ، فلسفہ اور اثرات سب سمجھ میں آجاتے ہیں۔اسی طرح شادی سے قبل، تجارت کے ضمن میں میراث کو اکٹھا کرنے سے اس کام کی ادائیگی میں اعتماد اور وثوق بڑھ جاتا ہے۔

لہٰذا رمضان سے متعلق بھی کچھ ضروری اور اہم کتابوں کا مطالعہ انتہائی مفید ہوگا۔خود پڑھیں، گھر والوں کو ساتھ لے کر پڑھیں۔اور رشتہ دار اور یار دوستوں کو بھی رمضان پلانر اور نصاب کتب سے واقف کرائیں۔

☆☆☆

رمضان المبارک کے بعد ہماری غفلت

”۱۴۳۲ھ میں حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ میں وعظ فرمایا“۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ. وَ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی لَھَا مَا کَسَبَتْ وَ لَکُمْ مَا کَسَبْتُمْ وَ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

جب کسی قوم کی شوکت پر زوال آتا ہے تو اس قوم کا نوجوان لہو و لعب میں مبتلا ہوجاتا ہے خرافات اور سیر و سیاحت میں مبتلا ہوجاتے ہیں زندگی کا جو اصل مقصد ہے اس کو بھول کر بے مقصد اور بے کار اور لغو کاموں میں اپنا وقت گذارتے ہیں ابھی ابھی رمضان المبارک رخصت ہو رہا ہے جس نے عالم اسلام کو ہی نہیں بلکہ پورے عالم کو اپنے پیغامات اور ہدایات سے نوازا لیکن دوستو جس قوم کی حالت ایسی ہوجائے کہ ایک

کان سے سنے اور دوسرے کان سے نکال دے یا بڑوں نے کہا کہ جو گھڑا چکنا ہوجائے اس پر جتنا بھی پانی ڈالو اثر نہیں کرتا یہی مثال ہم لوگوں کی ہے۔

اسلام میں عید ہے باسی عید نہیں

اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ہم اس چکر میں رہتے ہیں ہمارے نوجوان، ہماری عورتیں، ہماری بچیاں کہ کب عید آئے کب بقرعید آئے ہم پارکوں میں گھومنے کیلئے جائیں اور بہت خوش ہوتے ہیں ماشاءاللہ گھر کے جو بڑے ہیں وہ بھی خوش ہوتے ہیں کہ بچے گھومنے کیلئے جاتے ہیں باسی عید منانے کیلئے جا رہے ہیں اول عید عید ہی ہے باسی عید کا لفظ ہمارا اپنا ہے۔ اللہ کے یہاں کوئی باسی عید نہیں ہے باسی عید یہ ہمارے اپنے لفظ ہیں اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے مزید یہ کہ اس سیر و سیاحت اور تفریح کے نام سے بے جا خرچ کیا جاتا ہے جن لوگوں کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہوتا وہ بھی قرض لیکر اپنے زیور گروی رکھ کر اسی طرح خرچ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس طرح صاحب حیثیت آدمی خرچ کرتے ہیں جو سراسر حرام ہے اور گناہ بے لذت دنیا میں مسلمان اسی لئے پست ہو رہا ہے دنیا میں مسلمان آج اسی لئے کمترین بن رہا ہے کہ جو نظام اللہ اور اس کے رسول نے دیا تھا اسکو بھلا دیا جو نظام اور سسٹم دیا تھا اس سے علیحدگی اختیار کرلی اور اپنے عمل سے ثابت کردیا کہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول کا سسٹم نہیں چاہیے ہمیں تو اپنا سسٹم چاہیے ہمیں ایسا سسٹم چاہیے جس میں پردہ نہ ہو جس میں شرم نہ ہو بے شرمی ہو ہمیں ایسا سسٹم چاہیے جس میں پردہ والا لباس نہ ہو بے حیائی والا لباس ہو ہمیں ایسا سسٹم چاہیے جس میں عورتیں گھروں میں نہ رہیں باہر نکل کر بے حیائی کو فروغ دیں، یہ اللہ اور اس کے رسول سے کھلی بغاوت ہے اور اس کے بعد بھی ناز ہے کہ ہم مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے نہیں معلوم ہمارا حال کیا ہوگا؟ اور

ہماری یہ بے حسی اور بے راہ روی غار مزلت کے اندر پہونچا کر ہی دم لے گی ذلت و رسوائی کے غار میں چلے جارہے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کیا کررہے ہیں ہماری مثال ایسی ہے جیسی چار پانچ اندھے آدمی مل کر چلتے ہیں ایک دوسرے کے ہاتھ اور کندھا پکڑ کر، چلنے والا بھی اور رہبر بھی اندھے ہیں! ظاہر بات ہے کہ کہیں نہ کہیں ٹھوکر لگے گی کہیں ایکسیڈنٹ ہوگا یا کوئی دوسرا کوئی حادثہ پیش آجائیگا۔ دوستو! ہماری زبانیں گنگ ہیں ہمارے کان بہرے ہوگئے معاف کرنا آنکھیں اندھی ہوگئی یہ معلوم نہیں ہے کہ ہمارے گھر والے کہاں جارہے ہیں گھر والے کس مقام پر پہنچ رہے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیے کیا کہنا چاہیے جس قوم میں اتنی بے حیائی آگئی ہو اور بے شرمی بے حسی آگئی ہو اس قوم کا اللہ محافظ ہے۔

عید کے بعد اللہ کا شکر ادا کرتے

عید کے بعد ہونا تو یہ چاہیے کہ انہماک کے ساتھ دوسرے ہی دن سے تلاوت شروع کردیتے، نمازوں کی پابندی، گھروں میں حدیث کی تعلیم اور برقع کی پابندی، پردے کی پابندی اور کمانے، کھانے میں جائز اور حلال طریقے استعمال کئے جائیں۔ بجائے اسکے لہو ولعب میں مبتلا ہوجاتے ہیں رمضان میں جو اللہ نے انوارات وبرکات نازل فرمائیں ہیں اس کا ہم یہ شکر ادا کرتے ہیں کہ دین سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے کسی نے زبردستی جکڑ کر باندھ دیا ہو۔ پارکوں میں سیاحت کیلئے اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں وہاں خدا کی قسم بے حیائی اور بے شرمی کے علاوہ چیز نہیں ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے سائنسٹوں نے بڑے بڑے فلاسفروں، پڑھے لکھے لوگوں نے تلاش کیا کہ سکون واطمینان کہاں ملے گا۔ محلات بنوائے، وہاں سکون نہیں ملا۔ آرام دہ بستر بنوائے، وہاں سکون نہیں ملا۔ ایرکنڈیشن کمرے بنوائے، وہاں سکون نہیں ملا۔ بڑی

لکژری سواریاں بنوائیں، وہاں سکون نہیں ملا۔ سکون کہاں مل سکتا ہے؟ سکون اگر ملے گا۔ اَلاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔ اللہ کے ذکر سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اسکو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اگر سکون و اطمینان محلات و بلڈنگوں میں ہوتا اگر سکون و اطمینان دولت میں ہوتا اگر سکون و اطمینان بڑی بڑی لگژری سواریوں میں ہوتا تو پھر کوئی بھی حاصل کرلیتا اللہ تعالیٰ نے فرمادیا۔ اَلاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. اگر تم دلوں کا اطمینان اور سکون حاصل کرنا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ ہمارے ذکر میں لگ جاؤ۔

یہ بے حیائی کے اڈے ہیں

پارکوں میں ہم نے کبھی نہیں سنا کہ وہاں عورتوں نے ظہر کی نماز ادا کی ہو یا عصر کی نماز ادا کی ہو وہاں تو شیطان نمازوں کو چھڑا دیتا ہے شرم وحیا کو اتار کر رکھ دیتا ہے آدمی کو تو بے شرم اور بے حیا بنا کر اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈال دیتا ہے اور جب شام کو اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو خدا کی قسم بعض لوگوں کو ایمان بھی نہیں رہتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک ایسا وقت آئیگا کہ آدمی صبح کو اپنے گھر سے نکلے گا شام کو جب واپس آئے گا تو وہ ایمان سے خالی ہوگا۔ آج مسلمان کا حال یہی ہے کہ بڑے شوق سے کھانے پکواتے ہیں اور کپڑے سلواتے ہیں اور سواریوں کا انتظام کرتے ہیں اور اپنی فیملیوں کو روانہ کرتے ہیں کہ جاؤ تم جہنم کے راستے پر چلے جاؤ یہی وہ راستہ ہے جو نمرود، فرعون وشداد کا راستہ ہے یہی وہ دشمنان خدا کا راستہ ہے جو لوگوں نے اختیار کیا ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کے تیروں میں سب سے بڑا تیر نظر کا تیر ہے آدمی کی سب سے پہلے نظر خراب ہوتی ہے، جب ان پارکوں میں پہونچتے ہیں تو سب سے پہلے نظر آوارہ ہوتی ہے اور اس نظر کے ذریعہ شیطان دل میں برے وسوسے ڈالتا

ہے، پھر دل خراب ہوتا ہے، اسمیں وسوسے آتے ہیں، پھر قدم بہکتا ہے، پھر ہاتھ بہکتے ہیں، پھر دل ودماغ بہکتا ہے، پھر جونہیں ہونا چاہیے وہ سب کچھ ہوجاتا ہے۔رمضان تقوے کے ساتھ گذارا پرہیزگاری کے ساتھ گذارا رمضان کے بعد قوم اس طرف جارہی ہے جس طرف شیطان لے جانا چاہتا ہے دوستو میں کسی پر نکیر نہیں کررہا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ میں نے پچھلے دوسال پہلے پارک میں جانا شروع کیا تھا کہ موٹاپا کم ہو طبیعت بہتر ہو، لیکن وہاں پہونچنے کے بعد اندازہ ہوا آدمی کا ایمان خراب ہوتا ہے میں نے کہا کہ صحت خراب ہوجائیگی یہ برداشت ہے لیکن ایمان چلا جائے یہ برداشت نہیں، پارک جانا چھوڑ دیا آج ایمان کی قیمت نہیں سیر وسیاحت کی قیمت ہے۔ پارکوں میں گھومنے کی اہمیت ہے۔لیکن احساس نہیں کہ عورتوں کی عزت ان کی عصمت ان کی پاکیزگی اوران کی پردہ میں رہنے کی صفت ضائع ہوجائے گی۔

ایک غیر مسلم لڑکی کا واقعہ

ہونا تو یہ چاہیے کہ جو چھٹی کے اوقات میں بچے اور گھر کے لوگ کچھ ایسے کاموں کو انجام دیں جو مصروف رہنے والے دنوں میں انجام نہیں دئے جاسکتے۔کئی سال پہلے کی بات ہے میں یہاں سے یشونت پور جارہا تھا وجئے نگر سے آگے پٹرول ڈلوایا، گاڑی کے پاس ایک بچی آٹھ سال کی آئی وہ بسکٹ کے پیکٹ بیچ رہی تھی غیر مسلم بچی سے میں نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے اپنا نام بتایا معلوم ہوا کہ یہ غیر مسلم بچی ہے میں نے کہا کہ بسکٹ تو کھاتے نہیں تم ایسا کرو یہ دس روپے لے لو، باقی بسکٹ نہیں چاہیے تو بچی نے دس روپے لینے سے انکار کردیا اور کہا کہ نہیں میرے اسکول کی چھٹی ہے میں ان چھٹیوں میں کچھ کام کرلیتی ہوں اوراپنے پیسے جمع کرتی ہوں کہ آئندہ کچھ کام آئے۔ مجھے آپ کے دس روپئے نہیں چاہیے یہ کوئی معمولی بات نہیں

ہے اس کے ماں باپ کے خیالات کتنے عمدہ ہوں گے، بچی نے دیکھا کہ ایک آدمی دس روپئے دے رہا ہے فری میں وہ لینے کیلئے تیارنہیں، کہتی ہے کہ بسکٹ آپ خریدتے ہیں تو میں آپ کے پیسے لینے کیلئے تیار ہوں لیکن فری آپ سے نہیں لے سکتی۔مانگنا اچھے آدمیوں کا کام نہیں ہے۔میں نے اس بچی سے بسکٹ کا پاکٹ لیا اوراس کو پیسے دیئے تو اس نے دوروپئے مجھے واپس کرنا چاہے میں نے کہا کہ تم رکھ لو اس نے کہا کہ نہیں میں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ تم اچھی بچی ہو تم ہماری ہی بیٹی ہو تم دو روپئے رکھ لو تو بڑی مشکل وناگواری سے اس نے دوروپئے رکھے۔بتایئے جس قوم کے بچے میں یہ جذبہ ہو وہ قوم ترقی نہیں کرے گی تو کون ترقی کریگا اور ہمارے یہاں بچوں کو دیکھئے صبح سے شام تک نہ جانے کتنے پیسے اڑادیتے ہیں۔

ہم کفایت شعاری نہیں سکھاتے

افسوس ہے ہماری عقل پر ہم نے ان کو کفایت شعاری نہ سکھائی۔آج بادشاہوں کی طرح خرچ کردو کل فقیری آئے گی مصیبت وتنگ دستی آئے گی۔ہمارے بچپن میں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ دوپہر میں ہمارے والد صاحب سونے کی اجازت نہیں دیتے تھے، مظفر نگر اور دہلی میں گرمی بہت زیادہ ہوتی ہے پندرہ سولہ گھنٹے کا دن ہوتا ہے تو دوپہر میں ایک بجے بازار بند ہوجاتا ہے چار بجے کھلتا ہے دوپہر میں سونے کی اجازت نہیں تھی کہ نہیں معلوم تمہارا آگے چل کر کیا حال ہو؟ تمہارے حالات کیسے ہوں؟ ابھی سے محنت کی عادت ڈالو تاکہ تم سوسو کر اپنی عادت اور اپنا جسم خراب نہ کرو محنت کی عادت ڈالو کل تم محنت کروگے تو آگے بڑھوگے ہم نے اپنے اندر سے خدمت کا جذبہ نکال دیا اور محنت کا جذبہ بھی، بچوں کو ایسی راہ پر ڈال دیا جو آگے چل کر ان کے لئے مصیبت اور وبال جان بننے والا ہے۔

پہلے اپنے کونصیحت کرتا ہوں

دوستو! اللہ تعالیٰ معاف فرمائے پہلے میں اپنے آپ کونصیحت کرتا ہوں پھر دوسروں سے عرض کرتا ہوں ہمارے اپنے محلے میں اپنے گھروں میں نظرڈالیں کہ کتنی عورتیں اور کتنی بچیاں ایسی ہیں جنہوں نے لباس سلوایا ہے اس نام پر کہ یہ عید کا لباس ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول کوراضی کرنیوالا لباس ہے عید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس انعام والے دن کو ہم عید کہتے ہیں تو اللہ کے سامنے مرد لوگ عید گاہ اور مساجد میں نماز دوگانہ ادا کرتے ہیں اے اللہ آپ کا شکر ہے کہ آپ نے رمضان عطا فرمایا روزوں کی شکل میں، تراویح کی شکل میں، قرآن کریم کی شکل میں، سحر وافطار کی شکل میں اور نہیں معلوم کتنی نعمتیں آپ نے عطا فرمائی ہیں ہم اس کا حساب بھی نہیں لگا سکتے۔ اے اللہ آپ کا شکر ہے۔عورتیں اپنے گھروں میں نفل نماز ادا کرتی ہیں کہ اے اللہ آپ کا شکر ہے آپ نے ہمیں عید جیسا مبارک دن عطا فرمایا اس کیلئے جو لباس تیار ہوا ہے اکثر و بیشتر عورتوں کی باہیں بالکل کھلی ہوئی ہیں۔ الا یہ کہ کوئی بوڑھی عورت ہو یا کوئی پردے دار ہو آٹے میں نمک کے بقدر، باقی سب کی باہیں کھلی ہوئی ہوتی ہیں۔

ایسے لباس پرلعنت ہے

صاحب کیا کریں آج کل ڈریس ایسے ہی آرہے ہیں کہ اس میں آستین نہیں ہوتی پھر اس کو ایسا کاٹا جاتا ہے کہ پیچھے کی پیٹھ کھلی ہوئی رہتی ہے سامنے کا سینہ کھلا رہتا ہے پھر اس کو اتنا تنگ سلایا جاتا ہے کہ پورا جسم اس لباس میں نظر آتا ہے اور اباجی بھی دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں کہ میری بیٹی بہت فیشن کا لباس پہنی ہے بھائی صاحب بھی خوش ہوتے ہیں کہ بہت اچھا تم بیوٹی فل لگ رہی ہو۔ خدا کی قسم ایسی نظروں پر

لعنت ہے اور ایسی لڑکیوں پر یا ایسی عورتوں پر لعنت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سالی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی چھوٹی بیٹی حضور ﷺ کے پاس ایسا لباس پہن کر آئیں جس میں کچھ جسم کے اعضاء جھلک رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے منہ موڑ لیا اور فرمایا کہ اسماء یہ لباس تمہیں زیب نہیں دیتا۔ یاد رکھو ایسا لباس پہننے والی عورتیں جہنم میں جانے والی ہے۔ بے حیا بے شرم لوگ اپنی بچیوں کو اپنی بہنوں کو اپنے رشتہ داروں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ واہ صاحب کتنا بہترین لباس پہنا ہے خدا کی قسم شیطانوں نے ہمارے دماغوں پر قبضہ کرلیا ہے اور ہمارے دلوں کو اچک لیا ہے اور ہم نے خیر و بد میں تمیز کرنا چھوڑ دیا اور ہمیں یہ معلوم نہیں ہو رہا ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑی عجیب بات ارشاد فرماتے ہیں۔ اے صاحبزادی تجھ میں جو یہ ننگا پن آیا ہے یہ تیرے ماں باپ کی وجہ سے آیا ہے تیرے ماں باپ نیک ہوتے تو یہ ننگا پن نہ کرتا، اور اپنے عورت تو ایسا لباس پہنتی جس میں پردہ ہوتا یہ تیری بے پردگی اس بات کو ظاہر کررہی ہے کہ تیرے ماں باپ بھی عریانیت کو پسند والے ہیں، یہ میری بات نہیں ہے یہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی بات ہے یہ پیرانِ پیر دستگیر کی بات ہے اس زمانے عورتیں ایسی نیک اور اللہ والیاں تھی تو پیرانِ پیر دستگیر جیسے آدمی پیدا ہوئے۔

پیران پیر کی والدہ ماجدہ

جب ان کے والد کی شادی ہوئی تو ان کے خسر نے کہا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن میری بیٹی آنکھوں سے اندھی ہے کانوں سے بہری ہے زبان سے گونگی ہے اور ہاتھ اور پاؤں سے بھی معذور ہے میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی تم سے کردوں اللہ والے آدمی تھے انہوں نے کہا ایسی بچی سے کون شادی

کرے گا جس میں اتنے عیب ہوں ۔عرض کیا مجھے منظور ہے میں شادی کرلوں گا ۔ جب نکاح ہوگیا، بیوی کے پاس گئے تو دیکھا کہ بہت زیادہ خوبصورت بے انتہا وجیہہ اور حسن وجمال والی لڑکی وہاں موجود ہے باہر آگئے ۔عرض کیا آپ نے تو کہا تھا کہ میری بیٹی اندھی بھی ہے، گونگی بھی ہے، بہری بھی ہے، لولی لنگڑی بھی ہے ۔ہاں تو اس کے اندر ساری صفات ہیں ۔باپ نے کہا کہ ہاں بے شک میری بیٹی ایسی ہی ہے جیسی میں نے کہا ہے وہ آنکھوں سے اندھی اسلیئے ہے کہ اس نے آج تک کسی نامحرم کو نہیں دیکھا اور کانوں سے بہری اس لئے ہے کہ اس نے آج تک کسی نامحرم کی آواز نہیں سنی اور زبان سے گونگی اسلیئے ہے کہ آج تک اس نے کسی نامحرم سے بات نہیں کی اور ہاتھ سے لولی اسلیئے ہے کہ اس نے آج تک کسی نامحرم کو چھوا نہیں اور پاؤں سے معذور اسلیئے ہے کہ آج تک وہ غلط راستے پر نہیں چلی ، جاؤ مبارک ہو یہ تمہاری بیوی ہے اس کے پاکیزہ بطن سے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے ۔

جب بے شرمی بے حیائی ہوگی تو وہاں فلمستانی اور شیطان کے چیلے ہی پیدا ہوں گے ۔وہاں غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ پیدا نہیں ہوں گے ۔

دوستو! یہ تو ہمیں اپنے آپ کو سوچنا ہے کہ ہم کہاں جارہے ہیں ہم نے اپنے آپ کو ذلت ورسوائی میں دھکیل دیا ہم نے تو جو سوچ لیا وہی کرنا ہے چاہیے اللہ اور اس کا رسول ناراض ہوجائے تو ہوجائے لیکن اپنے گھر کی عورتوں کو ناراض نہیں کرسکتے جیسا لباس یہ کہیں ویسا ہمیں پہنانا ہے اللہ اور اس کے رسول نے جو کہا اس کی پرواہ نہیں، پرواہ اس بات کی ہے کہ ہماری بیوی ناراض نہ ہو، ماں ناراض نہ ہوجائے، بیٹی ناراض نہ ہوجائے، جب یہ حال ہوتو ہماری حالت کیسے درست ہوگی۔

امریکہ سے بھی بڑا شیطان

دوستو! آج سعودی عرب کو بہت سے لوگ برا کہتے ہیں کہ صاحب امریکہ کا پٹھو ہے فلاں ہے فلاں ہے ارے ہم اپنے آپ کو دیکھیں ہم کس کے پٹھو ہیں ہم امریکہ سے بھی جو بڑا ہے شیطان اس کے پٹھو میں ہمارا کون سا کام سیدھا ہے؟ سعودی عرب میں آج بھی الحمدللہ چھ سات سال کی بچی کو پردے میں بیٹھا دیا جاتا ہے۔اور جب بھائی دس سال کا ہوجاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اب تم اس کمرے میں نہیں آؤ گے وہ سامنے والا کمرہ ہے وہاں رہو اور وہیں سے اطلاع کرو تمہیں کھانا چاہیے پانی چاہیے وہیں ملے گا لیکن بہنوں کے ساتھ آکر بات نہ کرو اتنا گہرا پردہ ہے اور ہمارے یہاں تو شیطان نے ایسی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے اور دماغ میں بیٹھا دیا کہ سب جائز ہے عید کا دن آیا تو چچا کی بیٹی سے بھی مصافحہ، معانقہ، تایا کہ بیٹی سے بھی مصافحہ، معانقہ، خالہ ماموں کی بیٹی سے بھی مصافحہ ومعانقہ، سب سے مصافحے ہو رہے ہیں ہاتھوں کے زنا کانوں کے زنا آنکھوں کے زنا اور نا معلوم کیا کیا خرافات ہوتے ہیں اتنا دل دکھا ہوا ہے کہ میں کچھ بیان نہیں کرسکتا۔لیکن جو شریعت کی بات ہے اس کو کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کسی کو برا لگے یا اچھا جو آدمی شریعت پر آج چلے گا۔

جنت کی حور اور نعمتیں

خدا کی قسم وہ اللہ کے یہاں اجر پالے گا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے آخرت میں رکھا ہے جنّتی حور اپنا ایک بال اگر زمین پر ڈال دے تو سورج سے زیادہ روشنی ہوجائیگی اللہ نے مسلمانوں کیلئے ایسی حوریں تیار کر رکھی ہیں اگر ایک حور زمین پر تھوک دے تو گلاب ومشک وعنبر سے زمین بھر جائے اللہ نے ایسی حوریں بنائیں

ہیں لیکن ان سب کو حاصل کرنے کی جستجو نہیں گویا دنیا ہی سب کچھ ہے آخرت ہمارے لئے نعوذ باللہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم ابھی یہ وقت بہت اچھا ہے جب تک اس جسم میں جان ہے۔ بنگلور کے نوجوانوں اپنی نظروں، کانوں، زبانوں اور ہاتھ پاؤں کو بچانا ہے کہ کسی بھی طرح یہ سارے اعضاء اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ چلیں، ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ ہمارے گھروں میں کیا ہو رہا ہے۔ مسلمان اس کا نام نہیں ہے کہ بس نام رکھ دیا اور مسلمان کا لباس پہن لیا وقت آیا تو جمعہ کی نماز پڑھ لی رمضان کے روزے رکھ لئے۔ چوبیس گھنٹے والی زندگی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق گذارنے کا نام مسلمان ہے یہ شہادت الفت میں قدم رکھنا ہے۔ لوگ آسان سمجھتے ہیں۔

نومسلم عورت کا اسلام

باہر ممالک میں جاکر دیکھئے کہتے ہیں کہ ایک نومسلم عورت بس میں سوار ہو رہی تھی کہنیوں تک ہاتھ کھل گیا تو عورت نے کہا، یہ کتنا بڑا گناہ ہوگیا۔ فوراً دو رکعت نماز توبہ پڑھی، پھر بھی قرار نہیں آیا، امام صاحب کے پاس فون کیا، حضرت میرا یہ ہاتھ یہاں تک کھل گیا ہے اتنا بڑا گناہ مجھ سے ہوگیا ہے میں کیا کروں؟ امام صاحب نے فرمایا کہ اللہ سے توبہ کافی ہے آئندہ احتیاط رکھیں ہمارے یہاں تو سب کچھ کھلا ہوا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں اور کچھ بولنے کے لئے تیا نہیں، نمک زیادہ ہوگیا سالن میں، تو آسمان سر پر اٹھالیا، کپڑے تیار نہیں ہوئے، گھر کی صفائی نہیں ہوئی، مہمان کی تواضع نہیں ہوئی، تو بیویوں سے ناراض، بچوں سے ناراض، لیکن بیوی اور بچے اسلام کے خلاف، بے شرمی بے حیائی کے کام کر رہے ہیں ہماری زبان پر تالا لگ گیا۔ کہنے کی طاقت نہیں رکھتے ہمارا ایمان اتنا کمزور ہوگیا، میرے پاس شفاخانہ میں ایک نومسلم

عورت آتی ہے وہ برہمن خاندان سے ہے۔ بی ٹی ایم لے آؤٹ میں رہتی ہے بحمد اللہ تعالیٰ میں نے ہی اس کو کلمہ پڑھایا تھا رمضان المبارک میں بھی آئی تھی اس نے کہا کہ حضرت میں وہی عورت فلاں صاحب کی بیوی ہوں۔ یہ میرے دو بچے ہیں ماشاء اللہ میں نے بہت دعائیں دیں بہت دل خوش ہوا اس نے دستانے پہن رکھے تھے، نقاب کے ساتھ اس نے کہا کہ حضرت الحمد للہ میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق اسلامی کورس کرلیا تھا اور اب میں ایک اسکول میں ٹیچر ہوں اور میرے یہ دو بچے ہیں میں اسلئے لائی ہوں کہ میں ان کو آپ کے مدرسے میں داخل کروں میں نے کہا کہ ابھی یہ بچے چھوٹے ہیں تو جب ایک دوسال گذر جائے تو پھر آپ ان کو لائیں۔ میں نے دیکھا وہ دو نوجوان بچے جبہ اور شرعی پہنے تھے اور ٹوپی ان کے سروں پر تھی اور بچوں نے اسلام علیکم کہہ کر مصافحہ کیا تو میں نے حاضرین سے کہا دیکھو یہ نومسلم عورت ہے لیکن اپنے بچوں کو اسلامی رنگ میں رنگ دیا ہے خدا کی قسم اس کے سارے گھر والوں کیلئے اللہ نے جنت لکھ دی۔ اور ہم پشتوں سے مسلمان ہیں لیکن ہم کو دیکھ کر یہودی اور عیسائی شرما جائیں ہمارے اعمال ایسے ہیں ہمارے حالات بالکل بدل گئے آخر ہم کب مسلمان بنیں گے۔

اے ایمان والو ایمان لاؤ

قرآن کریم میں اللہ نے فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ۔ اے ایمان والوں ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان والو کو کہا جا رہا ہے کہ ایمان لاؤ اے ایمان والو، مطلب یہ کہ مسلمان تو بن گئے ہو ایمان والے یعنی مومن بھی بنو صرف مسلمان بننے سے فائدہ نہیں صرف یہ کہ آپ کا نام مسلمانوں کی فہرست میں آ گیا لیکن بداعمال کی وجہ سے جب تک دوزخ میں نہیں جلیں گے تب تک پاک

ہوکر جنت میں نہیں جاسکیں گے بغیر حساب وکتاب آسانی کے ساتھ اگر جنت میں جانا ہے تو دوستو اسکے لئے ضروری ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کریں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ اور اسکے رسول کو اس آدمی کی طرف کوئی التفات نہیں اور کوئی توجہ نہیں جو ان کی بات پر نہ چلے چاہے وہ یہودی ہوکر رہے یا نصرانی ہوکر مجھے اور میرے اللہ کو اسکی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں نے آپ سے عرض کردیا میں بہت ہی محبت کے ساتھ ادب کے ساتھ انکساری کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کا واسطہ دیکر عرض کررہا ہوں خدارا اپنی اولاد کو سدھاریں ان کی فرمائشیں پوری کرنا ہی کافی نہیں ہمارے لئے وہ باقیات الصالحات جب بنیں گے جب ہم ان کو نیک راستے پر چلائیں گے آج ہم نے ان کو ان کے مرضیات کے مطابق چھوڑ دیا تو یہ۔ وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ کے مصداق ہوں گے، یہ مال اور اولاد ہمارے لئے فتنہ ہے اور باقیات الصالحات کب ہے؟ جب وہ نیک راستے پر چلے ،ضروری ہے آج اپنی اولادوں کو اپنی بچیوں کو مثلاً آج دو دن کی چھٹی ہے تو ان کو بے مہار چھوڑ دیا جہاں چاہے جاؤ جہاں چاہو جیسے چاہو کرو تمہاری چھٹی ہے مسلمان کی تو چھٹی ہی نہیں۔مکتب عشق کا انداز نرالا دیکھا جس کو سبق یاد ہوا اس کو چھٹی نہ ملی مسلمان تو اللہ کے عشق ومحبت میں گرفتار ہے۔مسلمان کے معنی ہیں مسلم ایمان سر سے پیر تک ایمان ہی ایمان ،نور ہی نور، اگر آپ روشنی کو کسی چھلنی میں چھانیں گے،تو روشنی نکلے گی، بولے گا تو ایمان کی بات، سنے گا تو ایمان کی بات، سمجھے گا تو ایمان کی بات اور اگر چلے گا تو ایمان کی طرف، رکے گا تو غیر ایمان والی بات سے،کل قیامت کے دن سوال کیا جائے گا۔(آخری بات کہہ کر ختم کرتا ہوں)اے میرے بندے میں نے مال دیا تھا، میں نے صحت دی تھی، میں نے تجھے علم دیا تھا، میں نے تجھے عزت دی تھی،شہرت دی تھی، کمانے کا سلیقہ دیا تھا، یہ ساری نعمتیں تجھے دی تھی، تو نے اپنے گھر والوں پر اس کو

کیسے خرچ کیا؟ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں ایک باپ نے اپنے بیٹے پر سختی کی۔ یہ فیصلہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں گیا آپ نے فرمایا کہ اے صاحبزادے اے بیٹے تیرے باپ کا مال تو تیرے باپ کا ہے ہی اور تیرا مال بھی تیرے باپ کا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اتنا جذبہ اولاد میں ہوجائے کہ وہ ماں باپ کی بات مان لیں کہ اپنی جان تک ماں باپ پر نچھاور کردیں یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سکھایا ہے لیکن ماں باپ کو بھی ایسا ہونا چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کی بہتر پرورش کریں۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پیران پیر دستگیر ؒ فرماتے ہیں کہ اے صاحبزادے تو جوانی میں اپنے ماں باپ کی خدمت کرلیتا یا کسی بزرگ کی خدمت کرلیتا یا کسی استاذ کی خدمت کرلیتا تو آج بڑھاپے میں تیری خدمت ہوجاتی آج کسی کی خدمت کرلے کل تیری خدمت ہوجائے گی۔دوستو! آج ہم نافرمانیا کررہے ہیں ماں باپ کی اور اللہ اس کے رسول کی۔ جب بڑھاپا آئے گا تو ہمارے حالات بھی ایسے ہوں گے دنیا کی ٹھوکروں میں جاکر گر پڑیں گے نہ دنیا کی عزت ملے گی اور نہ آخرت کی عزت ملے گی۔دوستو! اپنے بارے میں خود سوچ لیں اور زندگی کو کامیاب بنالیں۔اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

قرآن مجید سے غفلت کیوں؟

نزولِ قرآن کریم کے ساتھ ہی ساتھ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے: ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ'' اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین کرام نے واضح کیا ہے کہ ''قرآن کریم'' کے الفاظ، رسم الخط اور طریق تلاوت وغیرہ سب کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔

جب خالص ''قرآن کریم'' کی کتابت کی جاتی ہے تو حتی الامکان اس کا خیال رکھا جاتا ہے کہ قرآن کریم کا ایک حرف بھی چھوٹنے نہ پائے، اس کے رسم الخط میں کہیں تبدیلی نہ ہوجائے، قاری تلاوت کے وقت ''سبعۃ احرف'' یا ''عشر روایت'' سے متجاوز نہ کرجائے، یقیناً یہی اس کا حق ہے، لیکن سنجیدگی سے اور غیر جانب دار ہوکر مزید جائزہ لیا جائے تو قرآن کریم کے مذکورہ حقوق میں کافی کوتاہی نظر آتی ہے۔

غلط پڑھنے والے کو لقمہ دیا جائے

امام صاحب نماز میں تلاوت قرآن کریم کرتے ہوئے ''لفظی'' غلطی کرجاتے ہیں اور مقتدی حضرات میں ''فہم قرآن'' رکھنے والے بھی ہوتے ہیں تب

بھی عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر وہ غلطی ''فحش'' ہے تو امام صاحب کو لقمہ دینا مناسب یا ضروری سمجھتے ہیں ورنہ نہیں، آخر ایسا کیوں؟ اس کو کیوں ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ قرآن کریم ''غلط تلاوت'' کو برداشت نہ کرکے فوراً لقمہ دے کر اصلاح کردی جائے، خواہ معانی میں فساد برپا ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، یہی عمل ان مقتدی حضرات کو بھی کرنا چاہئے جو قرآن کے معانی تو نہیں جانتے لیکن امام کی ''غلط تلاوت'' کو جانتے ہیں اور لقمہ بھی دے سکتے ہیں، نیز یہی طریقہ ان معزز حضرات کو بھی اختیار کرنا چاہئے، جنہیں اچھی طرح قرآن کریم یاد ہو۔

جلسہ میں قاری صاحب کی قرآن کریم میں دیکھ کر تلاوت کرنے سے کسر شان ہوتی ہے، اسی لے متشابہ لگنا یا درمیان میں چند آیات کا چھوٹ جانا گوارہ کرلیتے ہیں لیکن دیکھ کر تلاوت کرنے سے کتراتے ہیں، مضمون نگار جب کوئی آیت لکھتا ہے اور اس میں غلطی کرتا ہے خواہ غلطی ''لفظی'' ہو یا ''رسم الخط'' کی ہو، مضمون نگار صاحب کو ''عربی دانی'' کا احساس یا تساہل وتغافل اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مضمون قلمبند کرنے کے بعد قرآنی الفاظ/آیات کو قرآن حکیم میں دیکھ کر ملالیں، تاکہ نہ صرف یہ کہ قرآنی الفاظ افراط تفریق سے محفوظ رہیں بلکہ اس کا رسم الخط بھی من وعن محفوظ رہے۔ حضرت مولانا قاری المقری ابن ضیاء محبّ الدین احمد ''قرآن کا رسم الخط توقیفی یا قیاسی'' عنوان کے تحت رقم فرماتے ہیں کہ ''قرآن پاک کی رسم توفیقی (یعنی جس طرح جو رسم ثابت ہوتی ہوئی ہم تک پہنچی ہے) اور سماعی ہے اور یہ نبی کریم ﷺ کی بتلائی ہوئی ہے، اس میں کسی کی رائے کو دخل کی ذرا بھی گنجائش نہیں''۔ پھر آگے لکھتے ہیں: ''پس جب ثابت ہوگیا کہ رسم توفیقی اور سماعی ہے، تو قرآن کا اس کے موافق لکھنا واجب ہے اور اس کے خلاف لکھنا حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے (وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ) (حجر، آیت:۹) (ترجمہ: اور بیشک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں)

میں جوقرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے وہ الفاظ، معانی اور رسم الخط تینوں کو شامل ہے اور اللہ تعالیٰ نے تینوں ہی کی حفاظت فرمائی ہے۔

امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی رسم کی مخالفت ناجائز بلکہ حرام ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع اور اتفاق سے جس طرح لکھا گیا ہے اس میں تبدیلی کرنے کی گنجائش نہیں کیونکہ وہ علم میں ہم سے بڑھ کر اور دل وزبان کے لحاظ سے صادق تر اور امانت داری میں ہم سے برتر تھے۔

مولانا قاری مقری محدث عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی اپنے رسالہ ''تحفہ نذریہ'' میں فرماتے ہیں کہ: عثمانی رسم الخط کا لحاظ رکھنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اس کے خلاف لکھنا گناہ ہے اور اسی لئے قرآن لکھنے پر عثمانی رسم الخط کا سیکھنا واجب ہے اور نہ سیکھنے کی صورت میں اگر غلطی کر کے اسکے خلاف لکھیں گے تو عذاب کے مستحق ہوں گے کیونکہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آیت یا سورت اترتی تھی تو آپ کاتب کو بلا کر آیت یا سورہ کے لکھنے کا حکم فرماتے تھے اور جبرئیل علیہ السلام کی تعلیم کے موافق یہ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ اس حرف کو اس طرح لکھو اور اس حرف کو اس طرح''۔ (معرفۃ الرسوم،ص:۶-۷)

مولانا شبیر احمد عثمانی کا قول

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْن. (سورہ الحجر:ص۳۴۷،۳۴۸) پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، قارئین کرام تفصیل وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ یہاں تو اس کی صرف چند سطور پیش

خدمت ہیں: ''واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر زمانے میں ایک جم غفیر علماء کا جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ایسا رہا کیا (ایسا رہا ہے) جس نے قرآن کے علوم ومطالب اور غیر منقضی عجائب کی حفاظت کی، کاتبوں نے رسم الخط کی، قاریوں نے طرز ادا کی، حافظوں نے اسکے الفاظ وعبارت کی وہ حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زیر وزبر تبدیل نہ ہوسکا... پھر کسی مجلس میں ایک بڑے باوجاہت عالم وحافظ سے کوئی حرف چھوٹ جائے یا اعراب کی فروگذاشت ہوجائے تو ایک بچہ اس کو ٹوک دیتا ہے، چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں، ممکن نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں، حفظ قرآن سے متعلق یہی اہتمام واعتناء عہد نبوت میں سب لوگ مشاہدہ کرتے تھے''۔ عصر حاضر میں اہل نظر عموماً ان کوتاہیوں پر گرفت نہیں فرماتے، جس کی وجہ سے ان اغلاط کے احساس ہی کا تقریباً فقدان معلوم ہوتا ہے، لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے اسلاف کرام کے نقش قدم پر چل کر ''ہر اہل شخص'' اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے اور ان کوتاہیوں کے ازالہ کی حتی الامکان کوشش کر کے نہ صرف عنداللہ مواخذہ سے بچے بلکہ اجر عظیم کا مستحق ہو۔

یہ جو معروضات کوتاہیوں سے متعلق اوپر پیش کی گئی ہیں چونکہ مسلمانوں سے متعلق ہوتی ہیں، اسی لئے ان سے صرف نظر کیا جاتا ہے اور جب اسی طرح کی باتیں غیر ایمان والوں کی طرف سے سامنے آتی ہیں تو ہماری ایمانی غیرت اپنا رنگ دکھاتی ہے، حالانکہ غلطی اپنے سے ہو یا غیر سے جب وہ ''غلطی'' ہے تو وہ ''اپنے اور غیر'' کے دائرہ سے باہر نکل کر مطلق غلطی کی طرف توجہ اور اصلاح کی محتاج ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اوپر عائد حقوق کو پہچاننے اور ان کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اب تک ہم سے جو کوتاہی ہوگئی ہو محض اپنے کرم سے معاف فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

دوزخ کا عذاب اوراس کے مناظر

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت وبندگی اور تعمیل حکم کے لئے پیدا فرمایا، لہٰذا ان پر ضروری ہے کہ وہ اس کی اطاعت وفرماں برداری میں ہمہ تن کوشاں اوراس کی معصیت وخلاف ورزی سے لرزاں وترساں رہیں۔ ان تک پیغامات الٰہیہ اور احکامات اسلامیہ کی تبلیغ وترویج اور تفہیم وتسہیل کے لئے جو کارواں انبیاء ومرسلین مبعوث اور صحائف وکتب سماویہ نازل کئے گئے ہیں ان سب پر ایمان رکھے تاکہ انعامات الٰہیہ اور احسانات ایزدی کے مستحق ہوکر دارین کی لائق ستائش اور انمول نعمتوں سے مکتسب ومستفیض ہوں۔ کیوں کہ اس ذات وحدہ لاشریک کی وحدانیت ویکتائی، اس کی عبادت واطاعت سے راہ فرار اختیار کرنے، اس کے رسولوں کی تکذیب وتنقیص، اس کی منزل کتابوں سے بے اعتنائی، دین حق کا استہزاء وتمسخر، معصیات سے رغبت ودلچسپی، آخرت کی فراموشی اور عذاب جہنم کی دردناکیوں سے لاابالی کے سبب غضب جبار اور قہار کو دعوت دینا اور خود کو ہلاکتوں کے قعر عمیق میں ڈالنا ہے۔ ایسا شخص جہنم کے سخت ترین اور ہولناک عذاب میں گرفتار ہوگا جو کفار ومشرکین اور معصیات کے خوگر، مرتکب کبائر کے لئے متعین ہے۔

دوزخ کی ہولناکی کا ذکر

ہاں! وہی جہنم کہ اگر اس کا ذکر خدا سے ڈرنے والے بندوں کی مجلس میں ہوجاتا تو خوف خدا سے ان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے۔ خواب وقرار، چین وآرام چھوڑ دیتے اور عبادت وطاعت میں مزید منہمک ہوجاتے۔ جس کے ذکر سے آنکھیں اشکبار ہوجاتیں۔ جہنم جہاں کے باشندوں کی شکلیں اس طرح کرے کہ وہ بدبودار ہوں گی کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی اس صورت میں دنیا میں لایا جائے تو دنیا کے تمام لوگ اس کی بدصورتی وبدبو کی وجہ سے ہلاک ہوجائیں۔

کافروں کو مختلف عذاب دینے کے بعد انہیں آگ کے صندوقوں میں بند کرکے اوپر سے آگ کا تالا لگادیا جائے گا، اس صندوق کو بھی آگ کے دوسرے صندوق میں بند کرکے اس میں بھی آگ بھڑکا کر اوپر سے آگ کے تالا سے مقفل کردیا جائے گا۔ اسی طرح اس صندوق کو بھی دوسرے صندوق میں رکھ کر نذر آتش کردیا جائے گا اور ہر کافر یہی خیال کرے گا کہ یہ آخری عذاب ہے اس کے بعد اور کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا جب کہ یہ عذاب بالائے عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پناہ میں رکھے۔ آمین!

دوزخ میں جلنے والے تین طرح کے لوگ

آتش دوزخ میں جھلنے والی جماعت تین طرح کی ہوگی، پہلی جماعت کافر کی ہوگی، ان پر جو عذاب ہوگا وہ دائمی ہوگا جس سے نجات کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. (البقرہ:۳۹) اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو

جھٹلایا وہی لوگ جہنمی ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے۔ دوسری جماعت منافقین کفار کی ہوگی۔ ان پر بھی جو عذاب ہوگا وہ دائمی وغیر منقطع ہوگا۔مگر اس جماعت پر مسلط عذاب کی کیفیت پہلی جماعت سے دگرگوں ہوگی کہ یہ لوگ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے، جہاں کا عذاب دیگر طبقات جہنم سے زیادہ شدید اور سہمگیں ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ. (النساء:۱۴۵)

بے شک منافق جہنم کے سب سے نیچے کے درجہ میں۔

تیسری جماعت ان بیچاروں کی ہوگی جو دنیا میں ایمان واسلام پر قائم تو رہے مگر فسق وفجور میں مبتلا، تلویث، منہیات، ترک معروفات وحسنات اور شرعی حدود وقیود کی پامالی کے سبب بعدل الٰہی دوزخ میں ڈال دیئے گئے ہوں گے، جو سزا پانے کے بعد یا نبیوں کی شفاعت وسفارش سے دوزخ سے نکال کر مسکن لازوال میں داخل کردیئے جائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ. اُولٰٓئِكَ جَزَآءُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ. (آل عمران:۱۳۵-۱۳۶)

ترجمہ: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں (کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ سرزد ہوجائے تو) اللہ کو یاد کریں، اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں، ایسوں کو بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کاموں کا کیا اچھا نیک ہے۔ (اطاعت شعاروں کے لئے بہتر جزا ہے)۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر متعدد آیتیں عذاب جہنم کی سختیوں اور مجرموں وگنہگاروں کی وعید میں مذکور ہیں جن سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کفروشرک کے بیابان میں ٹاپک ٹوئیاں مارتے ہیں یونہی وہ مسلمان بھی بچنے کی فکر کریں جو معصیات وآثام کے گرداب میں پھنس کر اپنی آخرت برباد کررہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

عمر بھر بغاوت وسرکشی کرنے والے

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِیْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُوْنَ. (الزخرف:۷۴) بے شک مجرمین جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اس آیت میں ان لوگوں کا حال بیان کیا جارہا ہے جنہوں نے عمر بھر بغاوت وسرکشی، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے رسولوں کی دل آزاری میں اپنی زندگی گذاردی، خدا کی نعمتوں کا انکار کیا، اس کے ساتھ کفر کیا، احکام الٰہیہ پر عمل نہ کیا اور تکذیب وتکفیر ان کا شعار رہا پس وہ ان رذیل عملوں کے سبب جہنم کی آگ میں گرفتار عذاب ہوں گے۔ (طبری ج۲۵،ص:۱۶)

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰهُمُ النَّارُ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ. (السجدہ:۲۰) ترجمہ: اور وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ آگ ہے جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے پھر اسی میں پھیر دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔

اس آیت میں ان لوگوں کے ٹھکانہ اور عذاب کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منحرف ہیں ان کا دائمی ٹھکانہ جہنم ہے، جب بھی وہ اس سے نکلنے کا ارادہ

کریں گے انہیں اسی میں لوٹا دیا جائے گا جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد ہے: كُلَّمَا أَرَادُوْا أَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيْدُوْا فِيْهَا. (الحج:۲۲)

''فرط رنج والم کے باعث جبکبھی وہ اس سے نکلنے کا ارادہ کریں تو واپس اسی میں لوٹا دیا جائے گا''۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخدا ان کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہوں گے، آگ کے شعلے ان کی طرف لپک رہے ہوں گے اور فرشتے ان پر کوڑے برسا رہے ہوں گے اور انہیں زجر وتوبیخ، ڈانٹ پھٹکار کرتے ہوئے کہا جائے گا اس عذاب کو چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ (ابن کثیر)

☆☆☆

روزہ کی فرضیت اور فضیلت

روزہ ایسی اسلامی عبادتوں میں سے ہے جس کی فرضیت تمام امتوں پر رہی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ. (اے ایمان ووالو! تم پ ورزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا)۔

روزہ کے سلسلہ میں اگر صرف اسی ایک چیز کا لحاظ کیا جائے تو اس کی اہمیت کے لئے کافی ہے۔

اسلامی ارکان میں بعض علماء کے بیان کے مطابق روزہ کو نماز کے بعد ہی یعنی دوسرا نمبر حاصل ہے اور بعض کا خیال ہے کہ روزہ کا تیسرا نمبر ہے، دوسرا نمبر زکوٰۃ کا ہے۔ اس اختلاف کا دار و مدار ان دونوں کی فرضیت کے اختلاف پر ہے کہ پہلے روزہ فرض ہوا یا زکوٰۃ؟ لیکن جہاں تک فضیلت کا سوال ہے تو اس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے اور یہ متفقہ بات ہے کہ روزہ بمقابلہ زکوٰۃ کے افضل ہے۔

روزہ اور نماز

اگرچہ علماء کی رائے یہی ہے کہ نماز افضل العبادات ہےاورروزہ کے مقابلہ میں بھی نماز ہی کوزیادہ فضیلت حاصل ہےاورصحیح قول بھی یہی ہے مگر بعض علماء نے روزہ کو نماز کے مقابلہ میں بھی افضل قراردیاہےاوراس سلسلہ میں دودلیلیں پیش کی ہیں۔

(۱) یہ کہ روزہ کی تفصیلات یعنی اس کی فرضیت اس کی فضیلت ،اس کا وقت ، رویت ہلال کیا حکامات ، رمضان کی فضیلت ، اعتکاف ، روزہ کے ممنوعات وغیرہ کا بیان ، جس طرح قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ نے کسی بھی دوسری عبادت ، حتیٰ کہ نماز کا بھی ذکر نہیں کیا۔ (۲) حضوراکرم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ کے باب کوئی دوسرا عمل نہیں ہے۔ تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتادیجئے جسے میں آپ سے یادکرلوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ''روزہ کواپنے اوپرلازم کرلواس لئے کہ کوئی عمل اسکے برابر نہیں ہے۔

ان دووجہوں کی بنیاد پر بعض علماء نے روزہ کونماز سے بھی افضل قراردیا ہے، اگرچہ زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ نماز تمام عبادات میں افضل ہے لیکن اس سے ایک بات بہرحال معلوم ہوگئی کہ نماز کے بعد روزہ ہی کا درجہ ہوسکتا ہے کیوں کہ جب اس میں بھی اختلاف ہوگیا کہ نماز افضل ہے یا روزہ؟ تو پھراس میں کیا شک رہ گیا کہ نماز کے بعد روزہ سے زیادہ فضیلت والی کوئی دوسری عبادت نہیں ہوسکتی۔

روزہ اور قرآن مجید

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ روزہ سے زیادہ تفصیلات کسی دوسری عبادت کی قرآن مجید میں نہیں بیان کی گئی ہیں۔ صراحتاً بھی اور کنایۃً بھی۔ چنانچہ بالصراحت

روزہ کا ذکر قرآن پاک میں کس کس طرح ہے اس پر ایک سرسری نظر ڈالئے۔ روزہ کی فرضیت اس طرح بیان کی گئی: یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (بقرہ:۲۲،آیت۱۸۳)

اے اہل ایمان تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

روزے کے مہینے یعنی رمضان المبارک کی فضیلت اسطرح بیان کی گئی ہے۔

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَ الْفُرْقَانِ. (بقرہ:۲۲،آیت۱۸۵)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جولوگوں کی ہدایت کے لئے ہے اوراس میں ہدایت کی اورحق کو باطل سے الگ کرنے کی نشانیاں ہیں۔

رمضان المبارک کی ایک رات یعنی شب قدر کی فضیلت اسطرح بیان کی گئی۔

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ . سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ (قدر،آیت۵)

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے فرشتے اورروح القدس اس رات میں تمام انتظامات کیلئے اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں وہ سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔ روزۂ رمضان کی فرضیت کا حال یوں بیان کیا گیا۔ مَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ (بقرہ:۲۲،آیت۱۸۵) تم میں سے جو شخص اس مہینے (رمضان) کو پالے تو اس کے روزے رکھے۔

رزوہ شروع ہونے اورختم ہونے کا وقت اس طرح بیان کیا گیا۔

کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ۔ (بقرہ:۲۲،آیت۱۸۵)

کھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تم کو صبح کی سفیدی رات کی تاریکی سے (تب روزہ شروع کرو) پھر تم پورا کرو روزہ کو رات تک۔

روزہ کی راتوں میں دن کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور کھانے پینے اور بیوی سے ہمبستری کی اجازت ہوتی ہے۔ کھانے پینے کی اجازت کا حال ماقبل کی آیت سے معلوم ہوا اور بیوی سے ہمبستری کی اجازت اسی آیت میں اس طرح بیان کی گئی۔

اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ۔حلال کیا گیا تمہارے لئے روزہ کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ہمبستری کرنا۔ پھر اسی آیت میں حالت اعتکاف میں بیویوں سے ہمبستری سے ممانعت (دن ورات دونوں وقت) کا حکم اس طرح بیان کیا گیا۔ وَ لَاتُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ ۔اور تم عورتوں سے مباشرت نہ کرو اس حالت میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کئے ہوئے ہو۔

اسی طرح جو لوگ رمضان میں موجود ہوں مگر شرعی عذر کی بنا پر روزہ نہ رکھ سکے ہوں ان کے روزوں کی قضا کا حکم یوں بیان کیا گیا۔

مَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْعَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ جو کوئی مریض ہو یا مسافر ہو (اور روزہ نہ رکھ سکا ہو) تو وہ دوسرے دنوں میں رمضان کے علاوہ) پورا کرے۔

روزہ اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن مجید ہی کی طرح احادیث نبویہ میں بھی روزہ اور رمضان کی فضیلت اور اہمیت کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، نیز روزہ دار کے فضائل اور روزہ کے احکام بھی بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ رمضان کی فضیلت کے سلسلہ میں ارشاد ہوا۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابَ جَھَنَّمَ وَ

سُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنِ ۔(بخاری)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے درزازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروزاے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دئے جاتے ہیں۔

اسی طرح روزہ دار کی اہمیت اور بارگاہ خداوندی میں اس کی قربت کا حال بیان فرماتے ہوئے روزہ دار کو اس کی ذمہ داری کا احساس یوں دلایا گیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلصِّیَامُ جَنَّۃٌ فَلَا یَرْفَثُ وَ لَا یَجْھَلُ فَاِنَّ اِمْرَؤٌ قَاتَلَہٗ اَوْشَاتِمَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ مَرَّتَیْنِ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لِخُلُوْفِ فَثُمَّ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمُسْکِ ۔(بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے، پس روزہ دار نہ کسی سے بدکلامی کرے اور نہ جہالت کیرے، پھر بھی کوئی شخص اس سے ازخود لڑے یا اس کو گالی دے تو اس کو چاہیے کہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں، میں روزہ دار ہوں اور قسم ہے اس کی ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منھ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہے۔

روزہ داروں کے لئے خصوصی دروازہ

روزہ دار کے ساتھ حق تعالیٰ کی خصوصی معاملات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: عَنْ سَھْلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ بَابًا یُقَالُ لَہُ الرَّیَّان یَدْخُلُ مِنْھَا الصَّائِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لَایَدْخُلُ مِنْہُ اَحَدٌ غَیْرَھُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا غَلَقَ فَلَمْ یَدْخُلُ مِنْہُ اَحَدٌ ۔ (بخاری) حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ہے

ریان، اس دروازہ سے روزہ دار قیامت کے دن جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا، جب وہ لوگ اس دروازہ میں داخل ہو جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر کوئی اس سے نہ داخل ہو سکے گا۔

کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرانا کس قدر فضیلت کا کام ہے؟

اس کے سلسلہ میں فرمایا گیا۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرُهٗ غَیْرِ اَنَّهٗ لَا یُنْقَصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ. (ترمذی)

زید بن خالد جہنی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کو بھی روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ملتا ہے بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کسی قسم کی کمی کی جائے۔

سحری کھانا مستحب ہے اس کے استحباب کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَكَةً ۔ (ترمذی) حضرت انس بن مالک ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیوں کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

غروب آفتاب کے بعد افطار میں تاخیر نہیں کرنا چاہتے یہی افطار کا وقت ہے اور تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ افطار میں جلدی کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَا یَزَالُ النَّاسِ بِخَیْرٍ مَا عَجَلُو الْفِطْرِ. (بخاری) حضرت سہل بن سعد ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اس وقت تک بھلائی پر قائم رہیں گے۔ جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ روزہ دار اگر بھول کر کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے (بشرطیکہ خیال آتے ہی فوراً کھانا پینا چھوڑ دے) اس حکم کو اس طرح بیان فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا نَسِیَ اَحَدُكُمْ فَاَكَلَ وَ شَرَبَ فَلْیَتِمَّ صَوْمُهٗ فَاِنَّهَ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَ سَقَاهُ. (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص بھول کر کھا لے یا پی لے تو اسے اپنا روزہ پورا کرنا چاہئے کیوں کہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا۔ روزہ کی راتوں میں اپنی بیوی سے روزہ دار کا ہمبستری کرنا جائز ہے اور اگر جنابت ہی کی حالت میں روزہ شروع ہونے کا وقت آجائے تو غسل کر کے روزہ شروع کر دینا چاہیے۔

☆☆☆

روزہ FAST کیا ہے؟

روزہ کو عربی زبان میں صوم کہتے ہیں جسکے لغوی معنی کسی ارادی فعل سے باز رہنے اور رُک جانے کے ہیں۔ اصلاح شریعت کے لحاظ سے روزے کے ارادے یا نیت کے ساتھ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہر قسم کے مضطرات سے رک جانا۔

بعض فقہا نے مضطرات سے رک جانا سے مراد کھانے پینے اور عمل زوجیت سے باز رہنا بیان فرمایا ہے۔ روزہ کی تعریف یوں ہے کہ پو پھٹنے (صبح صادق) سے لے کر غروب آفتاب (کامل) تک کھانے پینے اور عمل مباشرت سے اپنے آپ کو روکنے اور اس کی پابندی کے عمل کو روزہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ روزہ پانچ چیزوں کا تقاضا کرتا ہے۔

- کھانے سے اجتناب
- پینے سے اجتناب
- ازدواجی عملی تعلق سے اجتناب
- روزے کی مدت (تعین وقت)
- سب چیزوں سے اجتناب کی نیت

بھوک پیاس اور جذبات بغیر روزہ کی نیت کے برداشت یا اپنے آپ کو پابند کر لینے سے کوئی فائدہ نہیں یعنی اس طرح روزہ نہیں ہوگا جب تلک روزہ کی نیت سے اپنے آپ پر مذکورہ پابندیاں نہ لگائے۔

روزے کا فلسفہ

روزہ ارکان اسلام کا تیسرا رکن ہے ایمان لانے یعنی کلمہ طیبہ اور نماز کے بعد فرض کا حکم رکھتا ہے۔ بلاشبہ احکام خداوندی کسی فلسفے یا حکمت سے خالی نہیں اور فرضیت روزہ کی حکمتوں اور افادیت کا مفصل جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ روزہ انسان کی مادی اور روحانی زندگی پر کیا اثرات مرتب کرتا ہے۔

قرآن حکیم میں خدائے بزرگ و برتر نے تمام اہل ایمان سے ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلی (امتوں) پر فرض تھے تاکہ تم پرہیزگار (متقی) بن جاؤ۔ (البقرہ:۲/۱۸۳)

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں دو اہم باتوں کی توضیح کی گئی ہے اولاً یہ کہ روزے صرف امت محمدیہ ﷺ پر ہی نہیں بلکہ اس سے قبل گزرنے والی امم پر بھی فرض تھے اور ثانوی یہ کہ روزے کا مقصد واضح کیا گیا۔ فرمایا: **لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ.** (تاکہ تم متقی بن جاؤ) بالالفاظ دیگر امت مسلمہ کے کردار وسیرت کو پاکیزہ اثرات سے تقویٰ اور پرہیزگاری کے رنگ میں رنگ دیا جائے۔

☆☆☆

روزہ FAST طبی نکتہ نگاہ سے

روزے کو برت، صوم، اپاس، وغیرہ کے ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔اس کی کئی قسمیں ہیں مثلاً نیت کا روزہ، مذہبی روزہ، سزا کا روزہ، طبی روزہ، کسی چیز کے منوانے کا روزہ، بھوک ہڑتال وغیرہ۔

روزہ کا دستور حضرت آدم علیہ السلام سے ہے اس وقت ہر فرقہ اور تقریباً ہر مذہب میں کوئی ایسا نہیں جس نے اس پاک قانون سے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے روزہ رکھا ان کے بعد جتنے پیغمبر وانبیاء علیہم السلام آئے سبھوں نے اپنی شریعت کے لحاظ سے روزہ رکھا۔ اس وقت روزہ کے طبی فوائدوں پر روشنی ڈالتا کہ یہ ایک مذہبی فریضہ اور گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ تمام بیماریوں سے چھٹکارہ پانے کا طریقہ بھی ہے۔ مذہبی نقطہ نظر سے روزہ کو جس قدر اہمیت ہے۔ اسی قدر طبی نکتہ نظر سے اس کو خاص درجہ حاصل ہے۔

ابوالطب بقراط رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایسا درد جو نہایت تکلیف دہ ہو اس وقت ضروری ہے کہ حد درجہ تدبیر لطیف سے کام لیا جائے اور جب اس مرض کی انتہا ہو تب بھی حد درجہ تدبیر لطیف اختیار کی جائے۔ (اطبا غذا کے استعمال کے بند کرنے کو

حد درجہ لطیف تدبیر کہتے ہیں) اور کم سے کم غذا یا نہایت جلد ہضم ہونے والی غذا کے استعمال کو تدبیر لطیف کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ روزہ طب میں اصطلاحی نام حد درجہ تدبیر لطیف ہے۔

بقراط رحمۃ اللہ علیہ کا قول

بقراط رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات سے روزے کے طبی فائدے روشن ہوگئے، تفصیل اس طرح ہے کہ مرض کی حالت میں غذا صرف طبیعت کو طاقت پہنچانے کے لئے ہے تاکہ بدن کمزور ہوکر مرض سے دب نہ جائے مگر مریض کی حالت میں بدن میں طاقت ہے تو پھر غذا کی ضرورت نہیں اس لئے کہ جب کھانا معدہ میں داخل ہوگا تو بدن اس کے ہضم کرنے میں مشغول ہوگا۔جس کی وجہ سے بدن یعنی طبیعت کی توجہ مرض کا مقابلہ کرنے سے ہٹ جائے گی یا کم ہوجائے گی۔گر غذا زیادہ یا دیرہضم ہوگی تو معدہ پر بھاری ہوکر پریشانی کا سبب بنے گی۔نتیجہ یہ ہوگا کہ طبیعت کمزور ہوکر مرض کے مقابلہ سے ہار جائے گی اس کی جدید ایلوپیتھی بھی قائل ہے اس لئے پرانے امراض میں وٹامنز کثیر مقدار میں استعمال کئے جاتے ہیں کہ ایلوپیتھی ادویات کے زہریلے اثرات کی بھی اصلاح ہو اور بدن طاقتور ہوکر مرض کا مقابلہ کرے۔ چنانچہ ثابت ہوا تدبیر لطیف ایسا حربہ ہے جس کی مدد سے طبیعت بدن ہر وقت مرض کو شکست دے سکتی ہے۔

حکیم جالینوس کا قول

صرف بقراط رحمۃ اللہ علیہ ہی نہیں بلکہ سب بڑے حکماء مثلاً جالینوس رحمۃ اللہ علیہ، بوعلی سینا رحمۃ اللہ علیہ، رازی رحمۃ اللہ علیہ مسیحی صاحب کامل سمرقندی وغیرہ نے متفقہ طور پر اس قانون کی

خوبیوں کی بہت تعریف کی ہیں چنانچہ شیخ بوعلی سینا رحمۃ اللہ علیہ حمیات قانون میں عنب غیر خالصہ کے بیان میں فرماتے ہیں کہ ایسے مریضوں کو روزانہ غذا دینا یا ایسی چیز دینا جو غذا کے قریب ہو نقصان دہ ہے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ ایک روز ان کو نہایت ہلکی غذا دی جائے اور ایک روز فاقہ کرایا جائے۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ بخار کی ابتداء میں بہت ہلکی غذاؤں سے تلطیف کرانے ضرورت ہو تو بھی فاقہ کرانا بہتر ہے۔ آگے حمی بلغمیہ میں بوعلی سینا رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس بخار میں مریض کو فاقہ کرانا، بھوکا سلانا، اور ریاضت کرانا بہت مفید تدبیر ہے۔

سرافیون لکھتے ہیں

صرف یہی نہیں جالینوس رحمۃ اللہ علیہ نے اسی تدبیر سے زبردست کامیابیاں حاصل کی ہیں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے بھوک کم لگنے کی شکایت کی میں نے غذا ان کی بند کردی چنانچہ اصلی بھوک پلٹ آئی تو کھانے کی اجازت دی چنانچہ ابن سرافیون رحمۃ اللہ علیہ لکھتے یں۔ استسقاء (ڈراپسی کا مرض) کو نو ساعت سے جلد غذا نہ دیں یہ تدبیر بدن میں پانی کم کرتی ہے۔

حکماء ضرورت کے مطابق اس طریقہ کے ذریعہ کبھی کئی روز تک کھانا روک دیتے ہیں۔ کبھی صرف ایک دن کے لئے فاقہ کراتے ہیں۔ کبھی نہایت مقدار میں ہلکی غذا یا کبھی صرف صبح کے وقت غذا دی جاتی ہے۔ نیچر وتھراپی (مٹی ہوا اور پانی سے علاج نیچر وتھراپی علاج کہلاتا ہے) میں تو مریض کو کئی کئی دن تک بھوکا رکھ کر پھر سنترہ اور کشمش شروع کی جاتی ہے اس کے بعد دودھ یا دہی طبیعت کے مطابق ۴۰ دن تک دیا جاتا ہے۔ غرض کہ یہ سب طبی روزے کے الگ الگ طریقے ہیں۔ دراصل تمام بیماریاں، چکنی، بادی، ردی قسم کی غذائیں زیادہ استعمال کے نتیجہ کے طور پر ہوتی ہیں

جن کی وجہ سے خون میں گندگی اور بدن میں خراب مواد بڑھ جاتے ہیں چنانچہ گندگی اور خراب مواد کو بدن سے نکالنا اصل علاج ہے سب سے پہلے ضرورت ہوتی ہے اس خراب مواد کو پکا کر اس حالت میں لانا یا کہ یہ بدن سے نکلنے کے لائق ہو جائے۔ جیسے گندہ اور غیر ضروری مواد اتنا پتلا اور چکنا ہو کہ بدن کے اندر کی دیواروں پر چپک گیا ہو ان کو گاڑھا کرنا اور اس حالت میں لانا کہ وہ نکلنے کے لائق ہو جائے یا بہت گاڑھا جمے ہوئے مواد کو پگھلا کر نکلنے کے لائق بنانا۔ اس پکانے کے عمل کو منضج کہتے ہیں اور اس کے نکالنے کے عمل کو مسہل کہتے ہیں۔

مشترکہ عمل کو تنقیہ کرنا کہتے ہیں۔ بدن کے مادے کو پکانے کے بعد نکالنے کے الگ الگ طریقہ ہیں۔ مثلاً اسہال یعنی جلاب دینا۔ اور پیشاب لانا قے (الٹی کرانا) تعریق (پسینہ لانا) فصد (خون نکالنا) فاقہ وغیرہ لیکن ان سب طریقوں میں فاقہ بہتر ہے کیونکہ اس میں نہ خرچ ہے نہ دوا پینا پلانا وغیرہ۔

روزہ کا طبی مقصد ہاضمہ کی اصلاح

جس طرح زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہو جاتا ہے اسی طرح بدن کی زکوٰۃ، روزہ رکھنے سے بدن پاک ہو جاتا ہے کیونکہ روزے کی حالت میں بدن کے خراب مادے میں مکمل نضج پیدا ہو کر روزے کی ہلکی گرمی سے فنا ہو کر بدن کا تنقیہ ہو جاتا ہے۔

میں آپ کو بتاتا چلوں کہ روزے کا اصلی طبی مقصد ہاضمہ کی اصلاح اور گندے مواد کو پکا کر بدن سے نکالنا یعنی بدن کا تنقیہ کرنا ہے اس کے لئے رمضان کے ایک مہینے کی مدت مقرر ہے جب کہ ایک ماہ سے کم کی مدت میں گندے مواد کو پکانا اور اس کو بدن سے باہر نکالنے کا کام بدن انجام نہیں دے سکتا۔ اور اگر ایک ماہ سے زیادہ مدت تک روزے رکھے جائیں تو بدن کے بذریعہ تنقیہ صاف ہو جانے کے بعد بدن

میں گندہ مادہ نہیں بچے گا تو بدن اچھے اور کام کے لائق مادوں کو جلانا شروع کردے گا جس سے بدن گھل کر کمزور ہو جائے گا۔ اسی طرح فجر سے مغرب تک عموماً ۹ر سے ۱۳ر گھنٹے مقرر ہے اس میں بھی کمی و زیادتی سے یہی خرابی پیدا ہو سکتی ہے۔ انتہائی وقت سحر کھائی جائے اس کا فائدہ یہ ہے آخر وقت تک رات کا کھانا ہضم ہو چکا ہوگا۔ اور بدہضمی کی گنجائش نہ رہے گی نیز یہ کہ سحری میں جلد ہضم ہونے والے اور کم مقدار میں غذائیں لینی چاہئے اس میں سب سے بہتر غذا دودھ ہے اگر ہم سحری میں دیر ہضم غذا یا ٹھونس ٹھونس (ضرورت سے زیادہ) کر کھانا کھائیں تو روزے کا اصلی مقصد ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ جب معدہ دن بھر غذا ہی ہضم کرتا رہے گا تو بدن کے تنقیہ کی طرف وہ کب توجہ دے گا۔ روزے کی حالت میں گندی (کھٹی) ڈکار سے کراہت صاف بتاتا ہے کہ سحری ٹھونس ٹھونس کر نہ کی جائے۔ سحری کھانے کے فوراً بعد سونا ہاضمہ کو خراب کردے گا بہتر ہے محلّہ کی مسجد میں جا کر نماز پڑھی جائے جو بعد غذا چہل قدمی کے قائم مقام ہوگی۔

افطار میں جلدی کرنا ضروری ہے

چونکہ روزے میں گندے مواد کو پکا کر جلانے کا کام بدن انجام دیتا ہے اسلئے طبیعت میں بے چینی و بیزاری لاحق ہوتی ہے اس سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ اور افطار کے وقت برش یا مسواک کرنا ضروری ہے کیونکہ روزے کی حالت میں تبخیر کی وجہ سے جو گندہ مواد منہ میں جمع ہو گیا ہے نکل جائے اور افطاری کے ساتھ مل کر پیٹ میں نہ چلا جائے۔ افطار میں جلدی کرنا ضروری ہے کہ سستی کی وجہ سے بدن میں کمزوری نہ آئے۔ افطار میں صرف ایک پھل ایک طرح کا روزانہ بہتر رہتا ہے نیز پھل کی وجہ سے پیاس بجھ کر قوت ہضم قوی ہوتی ہے اور معدہ پر بوجھ نہیں آتا افسوس ہے کہ لوگ

افطاری میں دیر ہضم تلی ہوئی چیزیں ڈٹ کر کھا کر روزے کا صحیح فائدہ نہیں اٹھاتے اور رمضان بھر بدہضمی سستی اور درمیان میں روزہ چھوڑنا جیسی چیزوں میں مبتلا رہتے ہیں چنانچہ مغرب کی نماز کے بعد فوراً کھانا کھا لینا چاہئے غذا ایسی ہو جو بادی دیر ہضم اور ردی قسم کی نہ ہو۔ اس کے بعد تراویح کی باری ہے تراویح میں تمام جسم کو حرکت کرنی چاہئے اس وجہ سے تمام کھانا ہضم ہو جاتا ہے اور سحر میں اچھی بھوک لگتی ہے۔

اسی طرح روزہ میں جمع کرنے سے شدید کمزور پیدا ہوتی ہے اور بھوکے پیٹ منی کے اخراج سے بدن میں خشکی بڑھ جاتی ہے یہ حقیقت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان سب میں بھی آخرت کے ساتھ دنیا کے بھی بہت سے فائدہ ہیں۔ اور جن چیزوں سے روکا ہے ان میں آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی بدنی نقصانات ہیں۔ جیسے ٹھونس ٹھونس کر کھانا۔ شراب کا استعمال۔ بے حیائی، زیادہ بات کرنا۔ وغیرہ۔

اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حکیم روحانی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا تمام دنیاوی آفات کے ساتھ ہر قسم کے امراض اور بیماری سے بھی محفوظ رہ سکتا ہے۔

☆☆☆

جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے

قرآن مجید میں رب کائنات نے فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی اور پرہیزگار ہو جاؤ۔ (البقرہ:۲/۱۸۳)

روزہ کیلئے قرآن مجید میں ''صوم'' کا لفظ آیا ہے صوم کے معنی رکنے، بچنے اور نگاہ رکھنے کے ہیں، یعنی اپنے آپ کو حدود الٰہیہ کے اندر رکھنا اور ضبط نفس کرنا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان کا مقدس مہینہ آتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور رحمت کے دروازے بھی کھول دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن کے روزے میں سحری کے کھانے سے مدد لو اور قیام اللیل (رات کی نماز) کے

لئے قیلولہ سے (دوپہر کے آرام سے) مدد لو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں رسول للہ ﷺ نے فرمایا: سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے اہل کتاب کے روزوں میں سحری کا کھانا فرق ہے۔

سحری کھانا مبارک ہے

اگرچہ سحری کھانا واجب ہے فرض نہیں بہرحال باعث برکت ہے، سحری کا وقت آدھی رات سے شروع ہو جاتا ہے مگر سنت یہ ہے کہ رات کے آخری چھٹے حصے میں کھائی جائے۔ سحری کا کھانا مبارک ہے، حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے۔ افطار کرنے کی صورت یہ ہے کہ سورج ڈوبنے کا یقین ہو جائے تو روزہ افطار کر لیا جائے، دیر نہ لگائی جائے، ایک یہ کہ افطار نماز مغرب سے پہلے سورج کے غروب ہوتے ہی کیا جائے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں مجھے وہ بندے بہت پیارے ہیں جو افطار میں جلدی کریں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین غالب رہے گا جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے، یہود نصاریٰ افطاری میں دیر کرتے ہیں، جلدی سے مراد وقت جواز میں جلدی ہے جب سورج ڈوب جائے پھر دیر نہ لگائی جائے، بلاوجہ کرنا خلاف سنت ہے معلوم ہوا کہ سنتوں کی پابندی بلکہ مستحبات ہر عمل مسلمانوں کی شوکت اور دین کے ظہور و دبدبہ کا باعث ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رویت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو

روزے دار (مرد وعورت) جھوٹی باتیں اور برے کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھوڑ دینے کی پرواہ نہیں۔ جھوٹی بات سے مراد ہر قسم کی ناجائز گفتگو ہے جھوٹ، بہتان، تہمت، چغلی، غیبت، گالی گلوچ، لعن طعن وغیرہ سے بچنا فرض ہے برے کام سے مراد ہر ناجائز کام ہے، آنکھ، کان کا ہو یا ہاتھ پاؤں کا، اگرچہ برے کام ہر حالت میں برے اور ہمیشہ برے ہیں مگر روزے کی حالت میں زیادہ برے ہیں کہ ان کے کرنے سے روزے کی بے حرمتی اور ماہ رمضان المبارک کی بے ادبی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو، تو فحش باتیں (بیہودہ گفتگو) نہ کرے اور نہ جہالت کرے اور اگر کوئی اس سے جہالت کرے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بحالت روزہ بھول جائے (اور بھولے سے کچھ) کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان (المبارک) میں بغیر شرعی عذر اور بغیر کسی بیماری کے (جس میں روزہ نہ نبھایا جاسکے) اگر کوئی (مرد یا عورت) ایک دن کا روزہ نہ رکھے گا تو اگرچہ عمر بھر روزے رکھتے تو اس کا قضا نہ کرے گا۔ یعنی وہ درجہ اور ثواب نہ پائے گا جو رمضان المبارک میں رکھنے سے پاتا۔ اگرچہ شرعاً ایک روزے سے اس کی قضا ہو جائے گی ادائے فرض اور ہے درجہ پانا اور ہے۔ مختلف احادیث میں افطاری کیلئے جن چیزوں کو پسند کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں: (۱) کھجور (۲) چھوہارہ (۳) پانی (۴) دودھ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نماز سے پہلے چند تر کھجوروں پر روزہ افطار فرماتے تھے اگر تر کھجوریں نہ ہوتے تو خشک چھوہاروں سے روزہ افطار فرماتے اگر چھوہارے نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ نوش فرمالیتے۔

بحالتِ روزہ سرمہ لگانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا میں آنکھوں کا مریض ہوں کیا میں بحالت روزہ سرمہ لگا سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! (ابوداؤد)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں سرمہ لگاتے تھے۔ (ابن ماجہ)

مرد وخواتین اپنے رشتہ داروں اور قریبی لوگوں کو کبھی کسی روزے میں افطاری کروائیں تاکہ آپس کی تعلق داری اور قرابت داری مضبوط ہو، ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق افطاری کراسکتا ہے، رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: افطاری کرانے والے کیلئے تین انعامات ہیں: (۱) افطاری کرانے والے کے گناہوں کی بخشش (۲) آگ سے آزادی (۳) جتنا ثواب روزے دار کو اتنا ہی افطاری کرانے والے کو۔

اگر کوئی اچھی طرح افطاری نہ کراسکے بلکہ صرف پانی کا ایک گھونٹ یا دودھ کا ایک گھونٹ پلا کر یا کھجور کھلا کر افطاری کروائے ایسے بھی مذکورہ بالا تینوں نیکیاں اور ثواب عطا کئے جاتے ہیں، جو کوئی کسی روزہ دار کو افطاری کے بعد خوب سیر کرائے یعنی پیٹ بھر کر کھلائے تو ایسے صاحبان ایمان کو اللہ پاک رسول کریم ﷺ کے حوض کوثر سے پانی پلائیں گے۔ (مشکوٰۃ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کعبی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ کو روزہ کی رخصت عطا فرمادی ہے۔

☆☆☆

نفل روزوں کی فضیلت

روزہ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے اس لئے اسلام نے فرض روزوں کے علاوہ مختلف ایام کے روزوں کی ترغیب بھی دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء وصلحاء کی زندگیوں کا معمول تھا کہ وہ فرض روزوں کے علاوہ زندگی بھر روزوں کا بطور خاص اہتمام کرتے۔ نفلی روزوں کی فضیلت کے پیش نظر درج ذیل سطور میں بعض روزوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

شوال کے چھ روزے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ دن شوال کے روزے رکھے تو وہ ایسا ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اور فرمایا جس نے عید کے بعد چھ روزے رکھے تو اس نے پورے سال کا روزہ رکھا۔ (مسلم ومشکوۃ 17901)

شعبان کا روزہ اور شب براءت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات (شب برائت) آئے تو اس رات میں قیام کرو یعنی نفل نمازیں پڑھو اور دن میں روزہ رکھو کہ

اللہ تعالیٰ سورج ڈوبنے کے بعد سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ کیا ہے کوئی بخشش کا طلب گار کہ میں اسے بخش دوں؟ کیا ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ میں اسے روزی دوں؟ کیا ہے کوئی مصیبت میں گرفتار کہ میں اس کو رہائی دوں؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ اس قسم کی ندائیں ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ ومشکوۃ 115:1)

ایام بیض کے روزے

ہر مہینے کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخوں کے روزے ایام بیض کے روزے کہلاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مہینے کے یہ روزے ایسے ہیں جیسے ہمیشہ کا روزہ (بخاری وترمذی 195:1) اور فرمایا کہ جس سے ہو سکے ہر مہینے میں تین روزے رکھے۔ ہر روزہ دس دن کے گناہ مٹاتا ہے اور وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی کپڑے کو پاک کر دیتا ہے۔ (طبرانی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سفر و وطن میں ایام بیض کے روزے رکھتے تھے۔ (نسائی ومشکوۃ 189:1)

دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوشنبہ اور جمعرات کو اعمال (دربار خداوندی) پیش کئے جاتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اور فرمایا کہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے مگر ایسے دو آدمیوں کی جنہوں نے ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لیا ہو۔ ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انہیں ابھی چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ دونوں آپس میں صلح کر لیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ 180:1)

بدھ، جمعرات وجمعہ کا روزہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بدھ وجمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک ایسا مکان بنائے گا جس کے باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا حصہ باہر سے۔ (طبرانی، بہار شریعت 95:5)

صوم داؤدی

سال بھر اس طرح روزے رکھنا کہ ایک دن روزہ دار رہے اور ایک دن بلا روزہ صوم داؤدی کہلاتا ہے۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ تھا۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام روزوں میں اللہ تعالیٰ کو صوم داؤد علیہ السلام سب سے زیادہ محبوب ہے کہ ایک دن روزہ دار رہے اور ایک دن بغیر روزہ کے۔

صوم عاشورہ

صوم عاشورہ دسویں محرم کا روزہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نویں محرم کو بھی روزہ رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے (بخاری ومسلم وابوداؤد مشکوۃ ۱:۱۷۸) اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ (مسلم ومشکوۃ ۱:۱۷۹)

صوم عرفہ

یہ نویں ذی الحجہ کا روزہ ہے، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ کے روزہ کو ہزاروں روزوں کے برابر بتاتے تھے۔ مگر حج کرنے والوں کو جو میدان عرفات میں ہوں اس روزہ سے منع فرمایا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۳) اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ اگلی امتوں کی طرح مسلمانوں پر بھی روزے فرض کئے گئے ہیں، اس لیے تم اپنے لئے اس کو بار نہ سمجھو، اس میں تمہارا ہی بھلا ہے، نفس کی اصلاح کیلئے روزہ مؤثر ترین ذریعہ ہے۔

لہٰذا رمضان کے مبارک مہینے کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں دوسری مصروفیات کو کم سے کم کر کے روزے اور دوسری عبادتوں میں صرف کیا جائے اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی فکر کو تمام کاموں پر مقدم رکھا جائے، صدقات وخیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے، حضور ﷺ کی تعلیمات اور صالحین کی مستند دینی کتابوں کا مطالعہ ہو کہ یہ صحبت کا بدل ہے، خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے اکابر کا رمضان کا مطالعہ رمضان شروع ہونے سے پہلے ضرور کیا جائے، دینی دعوت کی طرف بھی توجہ ہو، اپنے لئے اور احباب واقارب اور ملک وملت کے لئے صلاح و فلاح کی دعا کا التزام رہے۔ اگر ماہ مبارک ان تمام باتوں کے التزام واہتمام کے ساتھ گزر گیا تو قوی امید ہے کہ انشاء اللہ سال کے دیگر مہینوں میں اپنے آپ کو اسلامی زندگی سے قریب رکھنا سہل ہو جائے گا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ جس شخص کا رمضان سلامتی سے گذر گیا اس کا پورا سال سلامتی سے گذر جائے گا۔

رمضان المبارک کے مختصر معمولات

صدقِ دل سے تمام گناہوں سے توبہ کریں اور کثرت سے توبہ واستغفار کا اہتمام رکھیں۔ روزہ رکھنے کا پورا اہتمام کریں۔ بلا عذر شرعی ترک نہ کریں۔ نمازِ

تراویح ذوق وشوق کے ساتھ پڑھیں، کم از کم ایک ختم قرآن کا تراویح میں اہتمام کریں۔ نماز باجماعت کا مکمل اہتمام کریں۔ اشراق، چاشت، اوّابین اور تہجد کے نوافل کا معمول بنائیں۔ روزہ میں آنکھ، کان، ناک، زبان، دل، دماغ اور تمام اعضاء کو ہر گناہ سے بچائیں۔ صدقہ وخیرات کی کثرت کریں۔ روزہ دار ملازم اور خادم کے اوقاتِ کار میں تخفیف کریں اور اس پر کام کا بوجھ زیادہ نہ ڈالیں۔ حسبِ استطاعت مسافروں اور مجبوروں کے افطار کا انتظام کریں۔ غصہ اور لڑائی جھگڑے سے بالکل پرہیز کریں، اس کے لئے کوئی آمادہ نظر آئے تو خوبی سے بات کو ختم کردیں۔ رسولِ اکرم ﷺ کی تعلیمات کا مطالعہ کریں۔ اس مقصد کے لئے ''اسوۂ رسولِ اکرم ﷺ'' تالیف حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب اور خطباتِ رمضان المبارک جلداول، دوم، سوم، چہارم تالیف حضرت مولانا محمد ادریس حبان رحیمی کا مطالعہ کافی ہے۔ تلاوتِ قرآن پاک کا جس قدر زیادہ ہوسکے معمول بنائیں۔ چلتے پھرتے لا الہ الا اللہ کا ورد رکھیں۔ جنت الفردوس مانگیں، عذابِ روح سے پناہ چاہیں اور ملک وملت کی صلاح وفلاح کی دعا کریں۔ اگر ماہِ مبارک ان باتوں کے التزام و اہتمام کے ساتھ گذر گیا تو قوی امید ہے کہ انشاء اللہ سال کے دیگر مہینوں میں بھی خود کو اسلامی زندگی سے قریب رکھنا سہل ہوجائے گا۔

☆☆☆

رمضان اور آخرت کی تیاری

جو شخص موت کے بعد کی زندگی پر یقین رکھتا ہو اور اس کا ایمان ہو کہ یہ دنیا دائمی نہیں بلکہ عارضی ہے اور آخرت کی تیاری کے لئے ہے، یہاں جیسا بویا جائے گا ویسا کل قیامت کے دن کاٹا جائے گا تو وہ اس کی تیاری میں مشغول ہوجاتا ہے اور وہ ہمیشہ کی زندگی ہے لہٰذا اس کی تیاری بھی ویسی ہی کرنا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی نصیحت

''امام فاکہی'' نے ''اخبار مکہ'' میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا ایک نصیحت آمیز خطاب نقل کیا ہے کہ ایک دن آپ کعبہ کے سہارے کھڑے تھے لوگوں نے آپ کو دیکھ لیا تو آپ کے اردگرد جمع ہوگئے، آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے اے لوگو! قریب ہوجاؤ ایک ایسے مشفق بھائی کی طرف جو نصیحت کرنا چاہتا ہو، تو لوگ آپ کے اردگرد جمع ہوگئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! کیا تم میں کوئی سفر کا ارادا کرتا ہے، تو اپنے ساتھ سفر کے بقدر توشہ کا انتظام نہیں کرتا؟ اب ذرا غور کرو! آخرت کے سفر پر کہ وہ کتنا طویل ہے لہٰذا دنیوی سفر کی طرح آخرت کے طویل ومدید

سفر کی تیار بھی ویسی ہی ہونی چاہیے۔ اہل کوفہ میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور دریافت کیا اے رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہمیں سفر آخرت کی تیاری کیسے کرنی چاہیے؟ تو ارشاد فرمایا: ''بڑی بڑی نیکی کا عزم کرو، کیونکہ مرنے کے بعد جو امور پیش آنے والے ہیں وہ بھی انتہائی عظیم وخطیر ہیں، یوم الحساب بہت طویل ہوگا لہٰذا اس کیلئے شدید گرمیوں کے طویل ایام میں روزے رکھو، رات کی تاریکی میں کم از کم روزانہ دو رکعت ہی پڑھ لیا کرو تاکہ قبر کی ظلمت اور تاریکی سے نجات پاسکو، بھلی بات کہو اور بری بات سے اجتناب کرو اور مسکین کو صدقہ دو تاکہ قیامت کی سختی سے خلاصی حاصل کرسکو دنیا میں صرف دو کاموں میں اپنا وقت صرف کرو رزق حلال کے حصول میں اور آخرت کیلئے نیکی کرنے میں، اسکے علاوہ جو وقت بھی فضول یا گناہ میں خرچ کرو گے اس سے نقصان ہی اٹھاؤ گے اور ثواب سے محروم رہو گے، جو کچھ دنیا کماؤ اسے یا تو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضرورتوں میں خرچ کرو یا صدقہ خیرات میں اس کے علاوہ میں خرچ کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے اور نفع سے محروم رہو گے، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ایک لمبی سانس لی اور درد بھری آواز نکالی تو لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو جواب دیا ہمیں لمبی لمبی آرزؤں نے غارت کردیا، دنیا مین انسان کے لئے دو ہی زمانے ہیں، زمانۂ ماضی اور زمانۂ مستقبل، ماضی تو وہ ہاتھ سے نکل گیا اور باقی تو وہ تیرے ہاتھ میں ہے اس میں بھی دھوکہ دہی کے امکانات زیادہ ہیں، اگر تو نے اپنے مستقبل کو نیکی میں مشغول کیا تو، تو کامیاب اور بامراد ہوگیا اور اگر تو اس کو برائی میں مشغول ہوکر گزارے گا تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ تجھ سے زیادہ محروم القسمت اور کوئی ہو، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں سے مالا مال کرے اور نیکی اور کامیابی ہمارے لئے مقدر بنادے۔

یہ تھی حضرت ابوذر غفار رضی اللہ عنہ کی اثر انگیز نصیحت ایک بار نہیں بار بار اسے پڑھئے اور اپنے حال پر رحم کیجئے اور رمضان کے بعد بھی نیکی کے سلسلے کو بدستور جاری رکھئے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص خراسان سے سفر کر کے پہنچا اور دریافت کیا کہ ''اے ابوعبداللہ میں آپ کی خدمت میں خراسان جیسے دور دراز علاقہ سے حاضر خدمت ہوا ہوں محض اسلئے تاکہ آپ سے ایک سوال کروں تو آپ نے فرمایا: پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو، تو دریافت کیا، بندہ راحت کا مزا، کب چکھتا ہے؟ تو جواب دیا جب مرنے کے بعد اپنا پہلا قدم جنت میں رکھے گا۔ معلوم ہوا کہ دنیا راحت طلبی اور عیش کوشی کیلئے نہیں بلکہ مشقت آفرینی اور سعی پیہم کیلئے ہے۔ یہاں انسان راحت تلاش نہ کرے آخرت کی راحت کیلئے یہاں قربانیاں دے۔

میرے دینی بھائیو اور بزرگو! صرف رمضان نہیں بلکہ ہماری پوری زندگی رمضان کی طرح گذرنی چاہیے۔ ذکر وفکر، دعا ومناجات، نماز کی پابندی، فرائض و واجبات کے اہتمام قرآن کی تلاوت اور اس پر غور وفکر اور عمل کے ساتھ ہر گھڑی گذرنی چاہئے۔ حضرت مکحول فرماتے ہیں۔ جس میں چار خصلتیں پیدا ہوجائیں وہ کامیاب ہے۔ اور جو تین برائی کا عادی بن جائے وہ ناکام اور نامراد ہے۔ جسکے پاس ایمان ہو اور وہ اللہ کی شکر گذاری کرے، اسکے سامنے گریاوزاری اور کثرت استغفار کیساتھ زندگی بسر کرے وہ کامیاب ہے۔ اور جسکی طبیعت میں مکروفریب بغاوت و سرکشی اور اللہ اور بندوں کیساتھ عہود کی پامالی رچ بس جائے وہ برباد اور ہلاک ہوگیا۔

سلف وصالحین کی نصیحت

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے لوگو! تم سے پہلے جو لوگ تھے (صحابہ اور تابعین) وہ فضول کام کو ناپسند کرتے تھے، اور وہ قرآن کی تلاوت اَمَـــرَ

بِالْمَعْرُوْف اور نَهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ اورکسب حلال کو (اور وہ بھی بقدرضرورت) اسکے علاوہ ہر کام کو فضول گردانتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا کراماً کاتبین کے ہوتے ہوئے ہم فضول میں مشغول رہیں گے۔ (شعب الایمان بیہقی، ۵۰۸۰، حلیۃ الاولیاء ۳/۳۱۵)

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے نام ایک پیغام لکھ کر ارسال کیا، جس میں لکھا ہوا تھا جو کثرت سے موت کو یاد کریگا وہ دنیا کے قلیل ساز وسامان پر راضی ہوجائیگا، اور جو سوچ سوچ کر گفتگو کریگا وہ لایعنی گفتگو سے محفوظ رہیگا اور عمل زیادہ کریگا۔ (احیاء علوم الدین ۲/۱۱۱)

ابراہیم ابن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تھا کہ اچانک ایک شخص آیا اور آپ کے کپڑے گھور گھور کر دیکھنے لگا اور پھر پوچھنے لگا کہ یہ کپڑا کیسے بنا ہے؟ تو حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ صحابہ فضول گفتگو کو ناپسند کرتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء ۷/۶۵) گویا حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے اس سوال کو بھی فضول گردانا کہ آپ کا کپڑا کیسا ہے، اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہر چیز کا بارے میں خواہ مخواہ پوچھتے رہتے ہیں کہ آپ کا قلم کیسا ہے چپل کیسا ہے وغیرہ۔ بات دراصل یہ ہے کہ ان کے نزدیک آخرت کی جوابدہی کا تصور قوی تھا اس لئے اس سے وہ پوری پوری زندگی معمولی معمولی فضول چیزوں سے بھی مکمل احتراز کرتے تھے، اور وہی تصور آخرت آج ہم میں کمزور ہوچکا ہے۔ لہٰذا ہم غفلت اور فضول کا ادراک ہی نہیں کرپاتے۔ اللہ ہمیں صحیح ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

یہ زندگی گذارنے کا معیار

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے تلمیذ خاص حضرت نافع سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کے استاذ محترم گھر میں کیسے وقت گزارتے تھے، تو نافع نے کہا یا تو نماز

پڑھتے یا قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے۔ (طبقات ابن سعد ۴/۱۷۰) حضرت وکیع ابن الجراح رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ وہ جب تک رات میں دس پارے قرآن کی تلاوت نہ کرلیتے نہیں سوتے تھے، اور پھر رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوکر تہجد میں طویل طویل قرأت کرتے، اور پھر استغفار میں لگ جاتے، یہاں تک کہ صبح ہوجاتی اور یہ ان کا سال بھر کا یہ معمول تھا۔ (صفۃ الصفوہ ۳/۱۷۱)

یہ ہے اصل زندگی گزارنے کا معیار کہ صرف رمضان تک ان کی عبادتیں اور معمولات محدود نہیں ہوتے تھے بلکہ پورا پورا سال رمضان کی طرح گزرتا تھا، اللہ ہمیں بھی ایسی زندگی عطا فرمائے۔ آمین!

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بلا ناغہ روزانہ اشراق کی آٹھ رکعات کا اہتمام کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں، اگر میرے والدین بھی اشراق کے وقت قبر سے زندہ ہوکر آجائیں، تب بھی میں اس کو ترک نہیں کرونگی۔ (موطا مالک ۱/۱۵۳، الاستذکار ۲/۱۵۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں میاں بیوی کو ایک عمل کی نصیحت کی کہ جب تم بستر پر سونے کیلئے آؤ تو سبحان اللہ اور الحمد للہ ۳۳/۳۳ مرتبہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، تو وہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سن رکھا ہے تب سے آج تک (یعنی زندگی کے اخیری ایام تک) کبھی نہیں چھوڑا۔ تو سوال کرنے والے نے سوال کیا کہ جنگ صفین کی رات بھی؟ کہا ہاں! اس دن بھی نہیں ترک کیا۔ (بخاری ۶۳۱۸، مسلم ۲۷۲۷)

یہ ہے اصل معیار زندگی، کہ جنگ جیسے ہولناک عالم میں بھی اپنے وظیفہ اور معمول کو ترک نہیں کیا اور ہم تو معمولی عذر کی وجہ سے فرائض تک کو ترک کردیتے ہیں۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

دن رات میں بارہ رکعت کا اہتمام

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا کہ ''جو شخص دن رات میں بارہ رکعت کا اہتمام کرلے اللہ اس کیلئے جنت میں گھر تعمیر کرتے ہیں۔ تو فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے سنا ہے آج تک کبھی اسے ترک نہیں کیا۔ اس روایت کے راوی حضرت عتبہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سنا آج تک کبھی نہیں ترک کیا۔ اور حضرت عمرو ابن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے بھی جب سے حضرت عتبہ سے سنا ہے کبھی ترک نہیں کیا اور نعمان ابن سالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے جب سے عمرو ابن اوس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کبھی نہیں ترک کیا۔ (مسلم ۷۲۸)

اے میرے مسلمان بھائیو! ذرا غور کیجئے ان کے یہاں معمولات وظائف کا کتنا اہتمام تھا کہ ایک چیز کسی سے سن لیتے تو پوری زندگی اس پر عمل کرتے ہماری طرح صرف رمضانی عبادت نہیں کرتے تھے ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ اللہ ہماری مدد کرے اور توفیق سے نوازے۔

سلف وصالحین میں سے کسی نے اپنی باندی فروخت کردی تو باندی نے دیکھا کہ جب رمضان قریب آیا تو وہ تیاری کرنے لگے تو باندی نے دریافت کیا کہ یہ کیا کررہے ہو؟ انہوں نے کہا رمضان کی تیاری۔ باندی نے کہا کیا تم صرف رمضان میں روزے رکھتے ہو؟ افسوس ہے میں ایسے لوگوں کے پاس تھی جن کا پورا سال رمضان کی طرح گزرتا تھا۔ مجھے ان ہی کے پاس لوٹا دو۔ (لطائف المعارف ابن رجب ص ۳۷۸)

بعض اسلاف کہا کرتے تھے پوری زندگی روزہ رکھو اور جب موت آئے تب افطار کرو، دنیاوی زندگی متقی کے لئے رمضان ہے کہ وہ زندگی بھر خواہشات اور

گناہوں سے روزہ رکھے یعنی اجتناب کرے اور جب موت آئے تو افطار کرے یعنی نیکی کے ساتھ رخصت ہوجائے۔ (ایضا)

صالحین کے نقشِ قدم پر چلیں

خلاصہ یہ کہ حضرات صحابہ اور سلف وصالحین نے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں صرف رمضان پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ پابندی اور مواظبت کے ساتھ عمل درآمدی کا، ہمیں بھی اگر واقعۃً آخرت کی فکر ہے اور اس بات پر ایمان ہے کہ تمام تر کامیابی کا مدار (اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً) پر عمل کرنے میں ہے یعنی مکمل طور پر بغیر کسی بیجا تاویل اور بہانہ بازی کے اسلامی تعلیمات کو بجالانے میں ہے۔ تو انہیں کے نقش قدم پر چلنا ہوگا ارشاد نبوی ہے۔ (لَنْ یَّصْلَحَ آخِرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهَا اَوَّلُهَا) کہ اس امت کے آخری دور کے لوگ بھی کامیاب وکامران نہیں ہوسکیں گے مگر اسی طرز عمل سے جس سے پہلے (یعنی صحابہ اور تابعین وغیرہ) کامیاب ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بڑا معنی خیز ہے اس معنی کر کے آپ نے گویا اشارہ دیا کہ جس طرح دورہ جاہلیت گمراہی کے دلدل میں پھنسا ہوا تھا اور اسلامی تعلیمات پر خلوص وللّٰہیت کے ساتھ عمل کرنے کی وجہ سے کامیاب ہوا بالکل ایسا ہی آخری دور میں بھی ہوگا کہ گمراہی کا دور دورہ ہوگا اور جاہلیت اپنے نئے روپ میں نمودار ہوگی۔ جیسے اس دور میں جوا، زنا، شراب نوشی، قتل وغارت گیری، بداخلاقی، ناانصافی، بے اعتدالی، دختر کشی، کبر وعناد، فساد وسودخوری، مادیت پرستی۔ آج وہی چیزیں نئے لیبل اور نئے نئے نام سے عام ہے، فیملی پلاننگ اور سونوگرافی کے بعد لڑکی کی صورت میں اسقاط حمل گویا دختر کشی اور قتل اولاد کی نئی صورت اور نیا نام ہے۔ انشورنش اور ملٹی لیول مارکٹینگ، نیٹورک مارکٹینگ لوٹری وغیرہ جوا کی نئی صورت اور نئے نام ہیں۔ بینکنگ سود کی نئی صورت،

کمرشیل انٹرسٹ وغیرہ سود کے نئے نام ہیں، دہشت گردی کے الزمات اور نیوکلر ہتھیار سے پاک دنیا کے بہانہ مختلف مما لک پر حملے قتل وغارت گری کی نئی صورت ہے۔ ماڈلنگ، چیرگرل وغیرہ زنا کی نئی صورتیں اور نئے نام ہیں۔ غرضیکہ عصر حاضر میں دور جاہلیت کی تمام رسوماتِ بد کا گویا احیا ہو چکا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے کامیابی اسی میں ہے کہ تم صحابہ کے نقش قدم پر چلو۔ اللہ ہمیں ہدایت دے اور ہر طرح کے شرور فتن سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ وسلف وصالحین کے طرز عمل کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلاف نے اپنے تجربات اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں یہ بات کہی ہے کہ ایک عمل صالح کے بعد دوسرے عمل صالح کی توفیق پہلے عمل صالح کی مقبولیت کی علامت ہے تو گویا جو لوگ رمضان کے بعد بھی نماز، تلاوت، ذکر واذکار اور استغفار کرتے رہتے ہیں انکی رمضان کی عبادت عند اللہ مقبول ہو چکی۔ اور سب کچھ ترک کر دیئے گویا اس کی مقبولیت مشکوک ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رمضان کے بعد بھی اعمال صالحہ پر استمرار رہے اس کے لئے کیا کرنا چاہیے، تو سلف وصالحین کے بیان کے مطابق (۱) تجدید توبہ (۲) ہمیشہ استغفار (۳) اپنی طبیعت کے مطابق کسی نیک کام پر مداومت (۴) دعا کا التزام خاص طور پر یہ دعا اَللّٰهُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو بھی ہمیشہ اس دعا کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے کی وصیت کی ہے۔

☆☆☆

روزہ متقی بننے کا مؤثر ذریعہ

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. اَيَّاماً مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنكُم مَّرِيْضاً اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْراً فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (البقرۃ:۱۸۳)

”اے ایمان والو! حکم ہوا تم پر روزے کا، جیسے حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر، شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ، کئی دن ہیں گنتی کے، پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں، تو گنتی چاہئے اور دنوں سے اور جن کو طاقت ہے تو بدلا ایک فقیر کا کھانا، پھر جو کوئی شوق سے کرے نیکی تو اس کو بہتر ہے، اور روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو“۔

روزہ کا حکم

قد قال تعالیٰ: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.

اے ایمان والو! ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے نفس موذی کو مارو کہ جو ہر وقت تمہاری تاک میں ہے اور تمہارے خدا کے درمیان سدِّ راہ ہے، تمہارا دشمن ہے اور تمہارے جانی اور ایمانی دشمن یعنی شیطان کا دوست بلکہ حقیقی اور جڑواں بھائی ہے، مثل مشہور ہے کہ شیطان اور نفس دونو حقیقی بھائی ہیں، ساتھ پیدا ہوئے اس لئے ایمان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس دشمن کو مارو اور روح کو زندہ کرو، جو تمہارے پاس فرشتوں کی جنس کی ایک چیز ہے، نفس کے مارنے اور روح کو زندہ کرنے کا بہترین طریقہ صبر ہے اور صبر حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چند روزے رکھو، قوت شہویہ، قوت غضبیہ جو تمام معاصی کا منبع ہے اس کے کچلنے کے لئے روزہ تریاق اور اکسیر کا حکم رکھتا ہے، لیکن یہ روزہ ہنود اور صائبین کی طرح نہ رکھو کہ دن میں خودرَو اشیاء اور پھل اور میوے کھاتے رہو اور بوقتِ شب کھانے سے رکو۔ یہ طریقہ شریعت الٰہی کے خلاف ہے، بلکہ تم پر روزہ اس طرح فرض کیا گیا جیسے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا کہ مطلقاً کھانے اور پینے اور عورتوں کی صحبت سے دن میں کامل پرہیز رکھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک یہی طریقہ رہا البتہ تعیین ایام میں اختلاف رہا، حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینہ میں تین دن کے روزے یعنی ایام بیض کے فرض تھے۔ یہود پر یوم عاشورا اور ہفتہ اور اس کے سوا اور چند روز کے روز یف رض تھے۔ نصاریٰ پر ماہ رمضان کے روزے فرض تھے۔

معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور ضحاک رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عاشورہ اور ہر مہینہ میں تین دن کے روزے حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک مقرر رہے، رمضان کے روزوں کے

حکم سے یہ حکم منسوخ ہوا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ واللہ ہر گزشتہ امت پر پورے ایک ماہ کے روزے فرض رہے، جس طرح ہم پر فرض ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ اگلی امتوں پر فرض کیا تھا۔ (رواہ ابن ابی حاتم)

الغرض روزہ کی فرضیت قدیم ہے، کوئی شریعت اس کی فرضیت سے خالی نہیں رہی، اسلئے یہ مبارک عبادت تم پر فرض کی گئی، تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ، کیونکہ روزہ کی خاصیت ہی یہ ہے کہ روزہ کی عادت اور کثرت آدمی کو پرہیزگار بنا دیتی ہے اور یہ روزے تم پر شمار کئے ہوئے دنوں کیلئے فرض کئے گئے ہیں، جو ایک مہینہ کی مدت ہے، نہ بہت کم اور نہ بہت زیادہ اگر بہت کم ہوتی تو تھوڑی مدت کی عبادت سے نفس عبادت کے رنگ سے رنگین نہ ہوتا، اور اگر روزہ کی مدت بہت زیادہ ہوتی تو مشقت میں پڑ جاتے۔ اسلئے تھوڑے ہی دنوں کا روزہ تم پر فرض کیا گیا، مگر اس میں تمہاری سہولت کی رعایت کی گئی۔ پس ایک سہولت تو یہ ہے کہ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو، جس کی وجہ سے روزہ رکھنا دشوار ہو تو اس کو اجازت ہے کہ روزہ افطار کر لے مگر اتنے دنوں کو شمار کر کے بجائے رمضان ے دوسرے دنوں میں روزہ رکھ لے، خواہ مسلسل یا فاصلہ سے اور دوسری سہولت یہ ہے کہ (جو بعد میں منسوخ ہوگئی) کہ جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں مگر باوجود اس کے روزے رکھنے کو دل نہ چاہے تو اسکے ذمے اس کا فدیہ یعنی روزہ کا بدلہ دینا ہے اور وہ فدیہ ایک مسکین کی خوراک ہے اسلئے کہ یہ شخص خدا کیلئے خود ترک طعام وشراب نہیں کرسکتا۔ (کھانا پینا نہیں چھوڑ سکتا) تو کسی مسکین ہی کو کھلا دے کہ جب وہ کھا کر عبادت کرے گا، تو ثواب میں اس کا بھی حصہ ہوجائے گا اور یہ بدلہ بہت ہی کم ہے۔ (فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْراً فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ) لیکن جو شخص خوشی سے خیر اور نیکی میں زیادتی کرے یعنی بجائے ایک مسکین کے

کئی مسکینوں کو کھانا دے دے تو وہ بھی بہتر ہے جتنی نیکی زیادہ کرو گے، اتنا ہی اجر زیادہ ملے گا، لیکن تمہارا خود روزہ رکھنا فدیہ سے کہیں بہتر ہے، اگر چہ فدیہ مقدار واجب سے کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو اگر تم روزہ کے فضائل اور فوائد کو جانتے ہو کہ روزہ کس درجہ کی عبادت ہے، روح کے زندہ کرنے اور نفس نماز اور زکوٰۃ اور حج وغیرہ کی ایک محسوس صورت ہے جو ریا وغیرہ کے ذریعہ سے توڑی جا سکتی ہے، مگر روزہ کی کوئی صورت محسوسہ نہیں کہ جس کو توڑا جا سکے۔ (ماخوذ از: معارف القرآن ادریسی)

☆☆☆

معارفِ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

رمضان

تجربہ اور مشاہدہ سے رمضان المبارک کا یہ خاصہ ثابت ہوا ہے کہ رمضان المبارک میں جن معاصی اور ناجائز نفسانی خواہشوں سے آدمی بچتا ہے، تمام سال اس کا یہ اثر رہتا ہے کہ بچنا آسان ہوتا ہے، اس لئے ہمت کر کے اس ماہ میں تمام معاصی خواہ اعضاء ظاہری سے ان کا تعلق ہو یا قلب سے سب سے بچو۔

صوم

نمبر:۱- بلاوجہ شرعی روزہ کو ترک کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔

نمبر:۲- روزہ کی غرض قوت بہیمہ کے منکسر کرنے میں منحصر نہیں ہے، اصل وجہ خدا اور رسول کا حکم ماننا ہے۔

نمبر:۳- روزہ کی نسبت تمسخر کے کلمات کہنا مثلاً یہ کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر اناج نہ ہو، یا یہ کہ ہم سے بھوکا نہیں مرا جاتا، کفر ہے۔

نمبر:۴-بلاضرورت صرف روزہ چھوڑنے کے واسطے سفر کرنا یا بیماری بن جانا ناجائز ہے۔نمبر:۵-اچھا خاصا تندرست آدمی روزے کے بدلے فدیہ دینے سے روزہ سے بری نہ ہوگا۔اسی طرح بیمار بھی جب تک اچھا ہونے کی امید ہو فدیہ پر کفایت نہیں کرسکتا، قضا واجب ہوگی۔

نمبر:۶-جو افطار شرعی عذر سے ہو اور اس عذر کے دفع ہونے کے وقت کچھ دن باقی رہے، تو کھانے پینے وغیرہ سے رکنا چاہئے۔

نمبر:۷-بچوں کو بالغ ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کی عادت ڈالو، جب وہ متحمل ہوسکیں ورنہ بعد بلوغ کے ان کو روزہ رکھنا دشوار ہوگا۔

نمبر:۸-بعضے لوگ سفر میں یا مرض میں جان کو آجاتے ہیں، لیکن افطار کرتے، اس کی بھی ممانعت ہے۔

نمبر:۹-اگر شیر خوار بچہ کو والدہ کے روزہ رکھنے سے تکلیف وضرر ہو تو افطار کرنا چاہئے، بعد میں قضا کرلے۔

نمبر:۱۰-محض خوشی منانے اور اپنا حوصلہ نکالنے کے واسطے بہت کم سمجھ بچوں سے روزہ رکھوانا ممنوع ہے۔

نمبر:۱۱-روزہ میں غیبت، نگاہِ بد اور تمام معاصی سے بہت اہتمام سے بچو۔ روزہ میں دل بہلانے کے واسطے ان معاصی کا مرتکب ہونا اور اسی طرح چوسر، گنجفہ کھیلنا، ہارمونیم، گراموفون بجانا (موبائل وغیرہ پر گانا سننا، رمضان میں بھی ٹی وی دیکھنا، انٹرنیٹ یا موبائل پر ناجائز چاٹینگ کرنا، جواسٹے پر مشتمل کھیل یا کاروبار کرنا، یا ایسا کھیل جس سے روزہ متاثر ہو) اشد درجہ حرام ہے۔

نمبر:۱۲-جس طرح معاصی سے بچنا ضروری ہے اسی طرح لایعنی اور فضول کلام سے بھی بچنا چاہئے۔

نمبر:۱۳-رمضان المبارک میں غذائے حلال کا بہت زیادہ خیال رکھو۔

نمبر:۱۴-منجھلے روزہ کا زیادہ اہتمام کرنے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔

سحور

نمبر:۱۵-بعض لوگ آدھی رات ہی سے سحور کھالیتے ہیں، اس سے ثواب کامل سحور کا نہیں ہوتا۔

نمبر:۱۶-اور بعض اس قدر تاخیر کرتے ہیں کہ صبح صادق ہونے کا شبہ ہوجاتا ہے، اس سے بھی احتراز لازم ہے۔

نمبر:۱۷-بعض لوگ سحر تو مناسب وقت میں کھاتے ہیں مگر فضول حقہ وپان میں اس قدر دیر کرتے ہیں کہ اشتباہ ہوجاتا ہے۔

نمبر:۱۸-افطاری کھانے میں اس قدر مشغولی کہ مغرب کی جماعت فوت ہوجاوے، بہت ہی خسارہ کی بات ہے۔

نمبر:۱۹-بہتر یہ ہے کہ روزہ مسجد میں افطار کیا کریں، تاکہ جماعت نہ جاوے، (نیز اس صورت میں اتنا اطمینان بھی نہ ہو کے جماعت کو مکروہ وقت تک پہنچادیں)۔نمبر:۲۰-افطاری کی حرص سے گھر پر مغرب کی نماز پڑھنا اور مسجد وجماعت سے محروم رہنا بڑی کم ہمتی کی بات ہے۔

تراویح

نمبر:۲۱-فارغ ہونے کی جلدی میں وقت سے پہلے کھڑے نہ ہونا چاہئے ورنہ ترک فرض کا گناہ سر پر رہے گا۔نمبر۲۲-عشاء کی اذان تراویح کی جلدی ہونے کے خیال سے وقت سے پہلے نہ کہلائیں۔

نمبر:۲۳-قرآن شریف نہ بہت تیز پڑھیں کہ کچھ سمجھ میں نہ آوے اور نہ اس قدر ٹھہر کر کہ مقتدیوں کو تکلیف ہو۔

نمبر:۲۴-ثنا تسبیحات وتشہد ودرود، تراویح میں اطمینان کیساتھ ادا کرنا چاہئے۔

نمبر:۲۵-اجرتِ مشروطہ یا معروفہ پر تراویح میں قرآن سنانا، ناجائز ہے۔

نمبر:۲۶-ایسے بچوں کو امام بنانا کہ جن کو طہارت اور نماز کے مسائل معلوم نہیں ہیں اگرچہ وہ بالغ ہوں، مناسب نہیں ہے۔

نمبر۲۷-ختم قرآن شریف پر شیرینی کا اہتمام والتزام نہ کرنا چاہئے۔ خاص کر چندہ کر کے شیرنی تقسیم کرنا تو اور بھی زیادہ مفاسد کو مشتمل ہے۔

نمبر:۲۸-ختم قرآن کے دن مسجد میں روشنی کا خاص اہتمام ثابت نہیں، بلکہ معصیت واصراف ہے۔

(نمبر:۲۹-نامحرم حافظوں کو گھر میں بلا کر عورتوں کا قرآن سننا مفاسد سے خالی نہیں ہے۔

صدقۂ فطر

نمبر:۳۰-صدقہ فطر نصاب ہونے سے جیسا اپنی طرف سے واجب ہے، اسی طرح اپنے بچوں کی طرف سے بھی واجب ہے۔

نمبر:۳۱-مسجد کے موذن اور امام اور سقہ کو اجرت میں صدقہ فطر دینے سے صدقۂ فطر ادا نہیں ہوتا۔

☆☆☆

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قرآنی خدمات

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے والد عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس اور والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس ہیں۔ عبد شمس عبد مناف کے فرزند ہیں جو نبی ﷺ کے دادا عبد المطلب کے والد ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی ام بیضاء بنت عبد المطلب ہیں جو نبی کریم ﷺ کی حقیقی پھوپھی ہیں سیدنا عثمان کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو عمر ہے ذوالنورین لقب اور امیر المومنین خطاب تھا۔

آپ کی شخصیت

عشرہ مبشرہ کے نامور رکن، تیسرے خلیفہ راشد ہیں۔ ان کی خلافت پیشرو کی نامزدگی، عشرہ مبشرہ میں سے باقی چھ کے انتخاب اور جملہ مہاجرین وانصار کے اتفاق کلی کی پیش کردہ خلعت ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دوستوں میں سے تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کی دعوت پر اسلام لائے اور قبولیت اسلام میں چوتھے مسلمان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا تھا

انکے بطن سے سیدنا عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد نبی ﷺ نے ان کا نکاح اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے فرمادیا تھا۔

حالات وخدمات

دوبار ہجرت حبشہ کی، پھر حبشہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے، اور ۱۲ رسال تک امور خلافت انجام دیتے رہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتوحات بہت وسعت سے ہوئیں، چنانچہ مشرق میں خراسان، ماوراء النہر، ترکستان، سندھ اور کابل اور مغرب میں اسکندریہ، مراکش، تونس، طرابلس الغرب سلطنت اسلامیہ میں داخل ہوئے۔ مسلمانوں نے بحری لڑائی سب سے پہلے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں لڑی۔ اس معرکہ میں ہرقل کا بحری بیڑا تباہ اور پرچم اسلامی بہت سے آباد جزائر پر لہرانے لگا۔ جزائر قبرص کریٹ و مالٹا وغیرہ کی فتوحات انہیں کے منتخب کردہ عمال وامراء کی شجاعت وقابلیت کے نتائج وثمرات تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے لوگوں کی جاگیرات مقرر کیں، جانوروں کے لئے چراگاہیں چھوڑیں، تکبیر میں آواز دھیمی کی، مسجد میں خوشبو جلوائی جمعہ میں اذان اول کا اضافہ کیا موذنین کے روزینے مقرر کئے سیدنا عثمان ہی نے تمام مسلمانوں کوایک قرأت پر جمع کیا۔

صفات وعادات

عبدالرحمٰن بن حاطب کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک پر حدیث بیان کرتے وقت ہیبت وعظمت چھا جاتی تھی۔ منکسر المزاج، متواضع اور زاہد، سخاوت میں مشہور تھے۔ نرم خو صابر اور مستقل مزاج تھے اپنا کام خود کیا کرتے تھے۔ ہر جمعہ کو

ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ قبل اسلام بھی قریش میں صاحب ثروت وجیہہ اور سخی مشہور تھے نبی ﷺ سیدہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے ان سے ہمیشہ خوش رہتے تھے۔ اکثر اوقات میں آپ نے کتابت وحی بھی فرمائی۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینہ میں قحط پڑا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دن ملک شام سے ایک ہزار اونٹ اناج کے آئے تاجر آ کر دس پندرہ پندرہ گنا قیمت دینے لگے۔ فرمایا مجھے اس سے زیادہ ملتا ہے عرض کیا کہ کون دیتا ہے؟ فرمایا یہ سب فقہائے مدینہ پر صدقہ اللہ تعالیٰ نے سات گنا دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اسی شب مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ ایک سرخ گھوڑے پر سوار تھے دست مبارک میں ایک نورانی چھڑی ہے نعلین کے تسمے بھی نور کے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ کی زیارت کا بہت شوق تھا فرمایا میں عثمان کی شادی میں جارہا ہوں اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک حور سے ان کی شادی کردی ہے انہوں نے فی سبیل اللہ ایک ہزار اونٹ صدقہ دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ ان سے قبول کر لئے ہیں۔

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج وعمرہ بھی بکثرت کیا کرتے تھے اکثر آپ ایک عمرہ سے آتے اور پھر واپسی کیلئے سوار ہوجایا کرتے تھے اقارب سے صلہ رحمی میں اپنے ہمسروں سے ممتاز تھے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اکثر روزے سے رہتے تھے اور بحالت روزہ ہی آپ شہید ہوئے۔ تلاوت قرآن مجید اور عبادت بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔ پیشانی پر کثرت سجود سے نشان پڑ گئے تھے۔ تہجد کے وقت خود وضو کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے کہا آپ خدام کو کیوں حکم نہیں فرماتے۔ فرمایا کیا رات ان کے آرام کیلئے نہیں بنائی گئی۔ (سنن ترمذی حصہ دوم)

فضائل ومناقب

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلا آنحضرت ﷺ انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے، قضائے حاجت کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ابا موسیٰ تم دروازہ پر ٹھہرو کوئی ایک شخص بھی میرے پاس بغیر اجازت داخل نہ ہو۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا کون ہے؟ کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر اجازت چاہتے ہیں فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ پھر ایک دوسرے آدمی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا کون؟ کہا عمر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عمر اجازت چاہتے ہیں فرمایا ان کے لئے دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی بشارت دو۔ پھر ایک اور شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا کون ہے؟ کہا عثمان رضی اللہ عنہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں فرمایا ان کو دو رحمتوں کے ساتھ جنت کی بشارت دو''۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''جب رسول اللہ ﷺ نے بعت الرضوان کا حکم فرمایا اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ اہل مکہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے قاصد بن کر گئے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا یعنی عثمان کی طرف سے بیعت فرمائی''۔

ایک روز نبی ﷺ کی خدمت میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، رسول اللہ ﷺ اسی طرح لیٹے رہے وہ بات کر کے لوٹ گئے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور بات کر کے چلے گئے پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آنحضرت ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑے ٹھیک

کر لئے، سیدہ عائشہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے لئے تو حضور اٹھ کر نہیں بیٹھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے اٹھ بیٹھے فرمایا: کیا میں ایسے شخص سے شرم نہ کروں جس سے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ بہت ہی شرمیلا ہے مجھے یہ خیال آیا کہ اگر ان کو ایسی حالت میں بلالیا تو شاید ہو اپنا کام بھی مجھ سے بیان نہ کر سکیں گے۔ (سنن ترمذی)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عثمان رضی اللہ عنہ! اللہ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا پس اگر لوگ اسے اتارنا چاہیں تو تم اسے ہرگز نہ اتارنا''۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس فتنہ میں عثمان مظلوم ہو کر قتل ہوگا''۔

شہادت

ایام حج میں باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ کے دوران آپ کا تقریباً ۴۰/دن تک آپ کا کھانا پانی بند رکھا گیا۔ شہادت کے دن آپ نے پاجامہ منگوا کر پہنا اس سے پیشتر کبھی نہیں پہنا تھا۔ پھر کہا میں نے آج رات نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا صبر کرو شام کو روزہ ہمارے پاس افطار کرو گے۔ اسکے بعد آپ نے تلاوت قرآن مجید شروع کر دی اور ۱۸/ذوالحجہ کو بحالت تلاوت شہید ہو گئے۔ خون کے قطرے آیت ''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ'' پر پڑے۔ (ماخوذ از سیرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

’’رمضان المبارک کے فضائل ومسائل‘‘ کی پہلی جلد تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
خانقاہ رحیمی ونائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور
۱۷ربیع الثانی بروز جمعرات ۱۴۳۴ھ
مطابق ۲۸رفروری ۲۰۱۳ء بعد نماز عشاء

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اوران کی حقیقت	جلداول ودوم (سوم زیر طبع)
۲	انوارالسالکین	
۳	انوارِطریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفرنامہ جنوبی ہندتا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دوجلدیں
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	

۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دختران اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دوجلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چارجلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالسِ رحیمی	دوجلدیں
۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِطریقت	(زیرطبع)
۲۳	انجمن دیندارچن بسویشورامسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل وفضائل	دوجلدیں
۲۵	امت کے روشن چراغ	تین جلدیں
۲۶	گناہوں کے انبار	دوجلدیں
۲۷	اسلام میں عورت کی عظمت	
۲۸	فضائل اعمال کی فضیلت واہمیت	
۲۹	صحت مندزندگی کے راز	
۳۰	بیاض حبان	
۳۱	عملی زندگی	
۳۲	تصوف اورسلوک کی حقیقت	

☆☆☆